تاریخی

مجالس شام غریباں

علامہ ذیشان حیدر جوادی

علامہ طالب جوہری

ڈاکٹر کلب صادق

علامہ ظفر حسن امروہوی

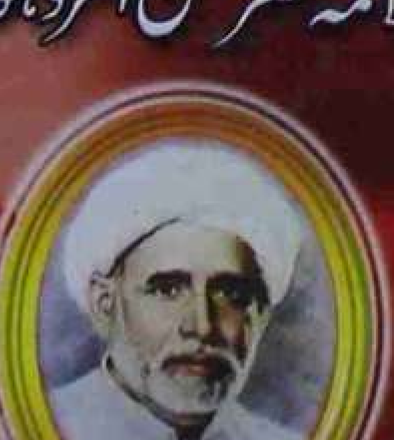

حافظ کفایت حسین

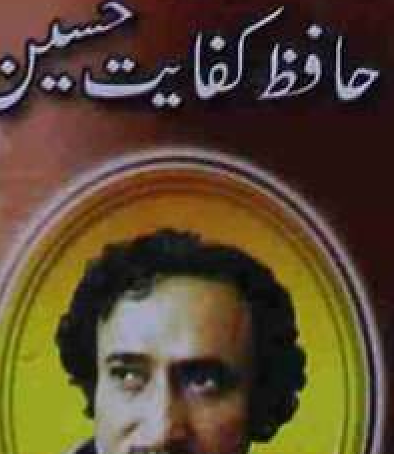

شہید محسن نقوی

ناشر:
ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	------------	مجالس شام غریباں
مرتب	------------	مولانا نذر عباس اصغر
کمپوزنگ	------------	وقاص جاوید
تعداد	------------	ایک ہزار
اشاعت	------------	فروری 2005ء
قیمت	------------	-/75 روپے
ناشر	------------	ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ الرضاء

8 بیسمنٹ میاں مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ پاکستان

فون نمبر 042-7245166

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 95

بسم الله الرحمن الرحيم

ACC No. 10,376 Date 13/12/05
Section امام حسین Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

اللهم

صل

علی محمد

و آل

محمد

فہرست

مجلس نمبر	مصنف	صفحہ نمبر
پہلی مجلس	علامہ ذیشان حیدر جوادی	6
دوسری مجلس	علامہ ذیشان حیدر جوادی	13
تیسری مجلس	علامہ ذیشان حیدر جوادی	22
چوتھی مجلس	علامہ ذیشان حیدر جوادی	31
پانچویں مجلس	علامہ طالب جوہری	38
چھٹی مجلس	علامہ طالب جوہری	60
ساتویں مجلس	علامہ ظفر حسن امروہوی	81
آٹھویں مجلس	ڈاکٹر کلب صادق	97
نویں مجلس	علامہ اظہر حسن زیدی	113
دسویں مجلس	حافظ کفایت	131
گیارہویں مجلس	شہید محسن نقوی	137

علامہ ذیشان حیدر جوادی

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ
بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ O

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ O وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ وَالاِ کرَامُ عَلٰی اَشرَفِ الاَ نبِیَآءِ وَسَیِّدِ المُرسَلِینَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِینَ الطَّاھِرِینَ وَاللَّعنَۃُ الدَّائِمَۃُ عَلٰی اَعدَ آئِھِم وَقَتَلَتِھِم اَجمَعِینَ مِنَ الاٰنَ اِلٰی قِیَامِ یَومِ الدِّینِ O اَمَّابَعدُ فَقَدقَالَ اللّٰہُ الحَکِیمُ فِی کِتَابِہِ الکَرِیمِ O

"وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّارَسُول" O

("اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف (اللہ کے) رسول ہیں")

مقام محمدیت کا حامل، عظمت رسالت کا مالک ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ ھ کی دوپہر کو ولایت علی علیہ السلام کا اعلان کر کے اپنی رسالت کو منزل تکمیل تک پہونچا کر ۲۸ صفر ۱۱ ھ کی صبح کو ابدی نیند سو گیا۔ کانٹوں پر چلنے والے کے زیر قدم گلشن جنت آ گیا، پتھر کھانے والے پر پھولوں کی بارش ہونے لگی خس وخاشاک برداشت کرنے والے کے گرد جنت کی بہاریں طواف کرنے لگیں۔۔۔ مکّے کے مشرکین اور مدینہ کے منافقین کے مظالم برداشت کرنے والے کو جوار رب العالمین مل گیا۔ اب اسلام ہے اور منزل تعمیل علی ابن ابی طالب ہیں اور ترویج دین مبین۔۔۔ نسل ابوطالبؑ ہے اور تحفظ رسالت کی ذمہ داری۔

مولائے کائنات علیؑ بن ابیطالبؑ نے دین کو منزل تعمیل سے آشنا بنانے میں بے پناہ مصائب کا مقابلہ کیا۔ ۲۵ سال تک گوشہ نشین رہنا پڑا تو رہے۔ جمل وصفین ونہروان کے میدانوں میں آنا پڑا تو آئے۔۔۔ منافقین کی ریشہ دوانیوں کا سامنا کرنا پڑا تو کیا۔ اور کسی منزل پر تبلیغ دین سے قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔

یہ علی علیہ السلام ہی کا کلیجہ تھا۔ کہ جاگیر چھن گئی تلوار نہیں اُٹھائی۔ یہ علی علیہ السلام ہی کا جگر تھا کہ گلے میں رسی کا پھندا پڑ گیا اور سر نہیں اُٹھایا۔ یہ علی علیہ السلام ہی کا حوصلہ تھا کہ سر دربار زہراؑ کی توہین کی گئی اور بددعا کے لیے ہاتھ نہیں اُٹھائے۔۔۔ یہ علی علیہ السلام ہی کا دل تھا کہ گھر میں آگ لگا دی گئی اور حملہ نہیں کیا۔

علیؑ وزہراؑ کے انہیں حوصلوں کی وارث بن کر ایک نسل سامنے آئی جن میں دو دین کے ذمہ دار اور دو بھائیوں کے مقصد کی پاسبان ضمانت دین امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے حصے میں آئی اور مقصد حسنؑ وحسینؑ کی اشاعت زینبؑ وام کلثوم کے حصے میں آئی۔

کائنات میں کسی انسان نے دین کی خاطر اتنی قربانیاں نہیں دیں جتنی قربانیاں فاطمہ زہراؑ کو دینا پڑی ہیں۔ خلیل خدا نے ایک اسماعیلؑ دیا تھا۔ آدمؑ کو ایک ہابیل کا داغ اُٹھانا پڑا تھا۔۔۔ ایوبؑ کو اپنے ذاتی مصائب اُٹھانا پڑے تھے۔۔۔ یونسؑ کو خود شکم ماہی میں رہنا پڑا تھا۔۔۔ لیکن فاطمہ زہراؑ؟ اپنے مصائب تو ایک طرف گھر جلا وارث کے گلے میں رسی بندھی۔۔۔ جاگیر چھینی گئی۔۔۔ حق سے محروم کیا گیا۔۔۔ پسلیاں توڑی گئیں۔۔۔ دروازہ پہلو پر گرایا گیا۔ شکم میں محسن کی شہادت ہوئی۔

اور اس کے علاوہ مالک نے فاطمہؑ کو چار اولاد دی۔ چاروں کو دین خدا پر قربان کر دیا حسنؑ کو زہر دغا کے لیے پیش کر دیا۔ حسینؑ کو خنجر جفا کے لیے پیش کر دیا۔۔۔ زینبؑ وام کلثوم کو بازاروں اور درباروں کے لیے پیش کر دیا۔۔۔ اور آواز دی میرے مالک! اگر تیرے دین کو یہ بھرا گھر درکار ہے تو مالک! میرے حسنؑ کا کلیجہ حاضر ہے۔۔۔ میرے حسینؑ کا گلا حاضر ہے۔ میری زینبؑ کی ردا حاضر ہے۔ میری اُمّ کلثوم کے بازو حاضر ہیں۔ میرے محسن کی ننھی سی جان حاضر ہے۔ فاطمہؑ یہ سب کچھ دیدے گی لیکن تیرے دین کی بربادی برداشت نہ کرے گی۔ اس دین کے لیے میرے بابا کی زندگی مصائب کا شکار بنی ہے، اس دین کے لیے میرے وارث نے ہر مصیبت

برداشت کی ہے۔اس کے لیے میری ملیکۃ العرب ماں نے فاقے کیے ہیں۔اس دین کے لیے میرے بزرگوں نے درختوں کے پتے چبا کر زندگی گذاری ہے تو میں اس کی بربادی کیونکر برداشت کروں گی۔

میرے مالک! تو گواہ رہنا یہ مصائب دنوں پر پڑتے تو شب تاریک کی طرح سیاہ ہو جاتے۔ یہ مصائب پہاڑ پر پڑتے تو ٹکڑے ہو جاتے۔۔۔ یہ مصائب خاصانِ خدا کو دیدیے جاتے تو دل لرز جاتے یہ تیری زہرا ہے جو شکوہ نہیں کرتی تیری پسند ہے جو فریاد نہیں کرتی۔

مالک! گواہ رہنا۔زہراؑ ہمیشہ خاموش نہیں رہے گی۔تبلیغ دین کی منزلیں ختم ہو جائیں گی ،تو زہراؑ بولے گی اور تیری کنیز تیری بارگاہ میں فریادی بن کر آئے گی۔

مالک! میں اپنی داستان میدان محشر میں سناؤں گی۔جب میرے ہاتھوں میں، میرے عباسؑ کے کٹے ہوئے ہاتھ ہوں گے، میری گود میں میرے اصغرؑ کا لاشہ ہوگا۔میرے پاس میرے حسینؑ کا تیروں سے چھلنی پیراہن ہوگا۔۔۔اور میں تیرے عرش کا پایہ پکڑ کر فریاد کروں گی۔اے عادل حقیقی۔۔۔! فاطمہؑ تجھ سے انصاف چاہتی ہے، فاطمہؑ نے تیرے لیے سارا گھر لٹا دیا ہے ۔۔۔مالک! اب میں کچھ نہیں چاہتی۔صرف ایک التجا ہے کہ میرے لال کے عزاداروں کو معاف کر دے۔

مالک! انہوں نے اس کا ماتم کیا ہے۔جس کے وارث اس کا ماتم نہیں کر سکے۔۔۔ مالک! انہوں نے اُس کی صف عزا بچھائی ہے جس کی ماں کربلا کے میدان میں نہ تھی کہ اپنے لال کی صف عزا بچھاتی۔

مالک۔۔۔! یہ انہیں کے آنسو ہیں جنہیں اپنے رومال میں جمع کر کے لائی ہوں ۔۔۔یہ انہیں کے خون جگر کے قطرے ہیں جنہیں تیری بارگاہ میں سمیٹ کر لائی ہوں۔

عزاداران حسینؑ! کون اندازہ کر سکتا ہے کہ اس وقت محشر کا کیا عالم ہوگا۔۔۔فاطمہؑ

کے بال کھلیں گے تو کیا منظر ہوگا۔ ہمیں تو اتنا یاد ہے کہ کل وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب ان بالوں کے کھلنے کا ذکر آ گیا تھا تو مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیواریں بلند ہوگئی تھیں۔ ۔۔۔دختر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ کہا تھا کہ اگر یہ مصائب دنوں پر پڑتے تو وہ راتوں کی طرح سیاہ ہو جاتے۔۔۔اس کا اندازہ تو کربلا میں ہوا۔۔۔جب حسینؑ کے گلے پر خنجر چل رہا تھا اور زمین کو زلزلہ تھا۔۔۔آفتاب گہن میں چھپا ہوا تھا۔۔۔فرات کی موجیں سر پٹک رہی تھیں۔۔۔ سیاہ آندھیاں چل رہی تھیں اور آسمان کے ستارے گریبان چاک کر کے باہر آ گئے تھے۔۔۔زمین خون اُگل رہی تھی اور آسمان سے خون کی بارش ہو رہی تھی۔

کاش کوئی باشعور ہوتا جو اندازہ کرتا کہ جب اس کائنات کی یہ حالت تھی۔۔۔جب زمین و آسمان زیروزبر ہو رہے تھے تو اس فاطمہؑ کا کیا حال ہوگا جس نے حسینؑ کو پالا تھا۔۔۔اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا حالت ہوگی جس نے حالت نماز میں اپنی پشت پر بٹھایا تھا۔اس علیؑ کے دل پر کیا گزری ہوگی جس نے محبت سے اس گلے کو بوسہ دیا تھا۔

رونے والو! دل کو سنبھال سکو تو سناؤں۔اور آنسوؤں کو روک سکو تو تمھارے ذہن کو اس منظر کی طرف لے چلوں۔۔۔ایک لمحہ کے لیے تصور کرو کہ جب حسینؑ کے گلے پر چلتا ہوا خنجر دیکھ کر کائنات منقلب ہوگئی تو جب خیمہ عصمت میں آگ لگی جب زہرا کی بیٹیوں کے سروں سے چادریں چھنی ہوں گی۔۔۔جب سکینہؑ کے منہ پر طمانچے لگے ہوں گے،تو اس کائنات کا کیا حال رہا ہوگا۔

اور ایسی آندھیوں کے درمیان۔۔۔ایسے گہن کے عالم میں جب رات آئی ہوگی تو وہ رات کتنی تاریک رہی ہوگی،اور اس رات میں ان بیکس سیدانیوں کا کیا عالم ہوگا۔جن کے جلے ہوئے خیموں میں شمعیں کیسی اُمیدوں کے چراغ بھی نہیں ہیں۔۔۔جن کی خاکستر شدہ قناتوں پر نور قمر کیسا نور نظر کا سایہ بھی نہیں ہے۔۔۔ہائے وہ شام غریباں کا سناٹا۔۔۔وہ کربلا کا جنگل اور وہ

جنگل کا سکوت۔۔۔وہ خیموں کے جلنے کی ہلکی ہلکی روشنی۔۔۔وہ چاروں طرف وارثوں کے لاشے ۔۔۔وہ اصغرؑ کا خالی جھولا۔۔۔وہ رباب کی گود کی گرمی۔۔۔وہ لیلیٰ کا دھڑکتا ہوا دل۔۔۔وہ اُم فروہ کا اضطراب۔۔۔وہ قاسمؑ و عونؑ و محمدؑ۔۔۔اور عباسؑ و اکبرؑ کی یادیں اور وہ بیکس شہزادیاں ۔۔۔وہ جلتی ریتی اور عابد بیمار۔۔۔

کون ہے جو دلاسہ دے۔۔۔؟ کون ہے جو پاسبانی کرے؟ کون ہے جو بیکسی کے عالم میں لٹی ہوئی شہزادیوں کے دلوں کو سہارا دے؟

کوئی نہیں۔۔۔صرف کربلا کی خاک ہے جو اُڑ اُڑ کر سروں کا پردہ کر رہی ہے۔رات کی تاریکی ہے جو چہروں کو نامحرموں کی نگاہوں سے بچائے ہوئے ہے۔بیکسی ہے جو ماتم کر رہی ہے ۔تنہائی ہے جو آنسو بہا رہی ہے۔۔۔سناٹا ہے جو نوحہ خوانی کر رہا ہے۔۔۔بھیانک جنگل ہے جو غمگساری کا فرض انجام دے رہا ہے اور ایسے میں علیؑ کی بیٹی ہے جو ایک ایک بی بی کو سمجھا رہی ہے۔کبھی لیلیٰ کو اُن کے لال کا پُرسہ دیتی ہے۔۔۔کبھی ام فروہ کے ساتھ بیٹھ کر قاسمؑ کا ماتم کرتی ہے۔۔۔کبھی رباب کے ساتھ اصغرؑ کا ماتم کرتی ہے۔کبھی فرات کی طرف نظر مڑ جاتی ہے، تو عباسؑ کو یاد کرتی ہے۔۔۔اور ایسے ہی میں کبھی کبھی عونؑ و محمدؑ کی یاد آواز دیتی ہے اماں۔۔۔اسی مقتل میں ہم بھی ہیں اماں آیئے،ہمیں بھی گلے لگا لیجیے۔۔۔اماں دولحہ کے لیے ہمارے پاس بھی بیٹھ جایئے۔

ہائے زینبؑ۔۔۔خدا کسی کو ایسا بیکس نہ بنائے جیسے زینبؑ۔۔۔کون تھا جو زینبؑ کو سہارا دیتا۔۔۔؟ کون تھا جو اس درد کا اندازہ کرتا۔۔۔؟ کس کے پہلو میں ایسا دل تھا جو یتیموں کے غم کا احساس کرتا۔۔۔ہاں، روایت کا اشارہ ہے کہ ایک مرتبہ علیؑ کی بیٹی نے کسی کو آتے ہوئے دیکھا ۔۔۔آواز دی، اے سوار! ادھر قدم آگے نہ بڑھانا۔۔۔ہمارے بچے دُکھ درد اُٹھا کر سو گئے ہیں ۔۔۔ہمارے خیمے لٹ چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے بچوں کی نیند اُچٹ جائے۔۔۔اگر تجھے کچھ لینا ہی ہے تو صبح کو آکر جو کچھ ہو لے لینا۔۔۔اس وقت بچوں کو سو لینے دے۔

علیؑ کی بیٹی فریاد کر رہی ہے اور سوار کچھ نہیں سنتا۔۔۔ آگے بڑھتا چلا آتا ہے۔۔۔ ایک مرتبہ جیسے ہی سوار قریب آیا۔۔۔ شیر ذوالجلال کی بیٹی کو جلال آ گیا۔ بڑھ کر لجام فرس پر ہاتھ ڈال دیا۔۔۔ اے سوار میں بار بار کہہ رہی ہوں اور تو سنتا نہیں ہے۔۔۔ ارے میرا عباسؑ شہید ہو گیا ہے، میرا اکبرؑ مر گیا ہے، میرے عون و محمد نہیں رہے میرا قاسمؑ پامال ہو گیا ہے۔ تو کیا تو سمجھتا ہے کہ میں بالکل بے بس ہو گئی ہوں۔؟ میں علیؑ کی بیٹی ہوں۔۔۔ میرے پہلو میں شیر ذوالجلال کا دل ہے۔۔۔ یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ سوار نے چہرہ سے نقاب الٹ دی۔۔۔ ارے میری زینبؑ تو نے پہچانا نہیں۔۔۔ میں تیرا باپ علیؑ ہوں علیؑ۔۔۔

باپ کا چہر دیکھنا تھا کہ بیٹی قدموں سے لپٹ گئی۔۔۔ بابا۔۔۔! اب۔۔۔۔ آئے ہو جب گھر لُٹ گیا۔۔۔ اب آئے جب بھیاؑ کے گلے پر خنجر چل گیا۔۔۔ اب آئے جب سکینہؑ طمانچے کھا کر سو گئی۔۔۔ اصغرؑ کا جھولا ویران ہو گیا، اور سیدانیاں بے والی و وارث ہو گئیں

"نہ قاسمؑ نہ علی اکبرؑ نہ عباسؑ"

باپ نے بیٹی کی داستان سنی۔ دل کو سنبھالا۔ آواز دی زینبؑ۔۔۔! ٹھہرو ٹھہرو۔۔۔ بیٹی! دل کو سنبھالو۔۔۔ تم بیٹھو اب باپ نگرانی کرے گا۔

عزادارو! کون جانتا ہے کہ علیؑ کب آئے اور زینبؑ کی ذمہ داریاں کب ختم ہوئیں۔۔۔ ہاں مقتل میں اتنا ضرور ملتا ہے کہ اس رات کے سناٹے میں ایک مرتبہ زینبؑ اپنے بھیا کی امانت سکینہؑ کو تلاش کرنے نکلی تھی اور جب ایک مرتبہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک نشیب کے قریب پہونچی تھی تو وہاں سے کسی بچیؑ کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ جناب زینبؑ اور جناب اُم کلثومؑ آگے بڑھیں، کیا دیکھا۔ سکینہؑ ایک لاشۂ بے سر سے لپٹی ہوئی بین کر رہی ہے۔۔۔ بابا۔۔! میں لُٹ گئی۔۔۔ بابا۔۔! میں تم سے چھٹ گئی۔۔۔ بابا۔۔! گوشوارے چھن گئے۔۔۔ بابا۔۔! ذرا اُٹھ کے دیکھو یہ رخسار شمر کے طمانچوں سے نیلے ہو گئے ہیں۔

ثانی زہراؑ آگے بڑھیں ۔بچی کو اُٹھایا۔۔۔پوچھا ۔سکینہؑ یہ کس کالاشہ ہے۔۔۔؟ کہا پھوپی اماں! یہ میرا بابا ہے۔۔۔کہا بیٹی اس لاشہ پر تو سر بھی نہیں ہے۔اس کالباس بھی لُٹ گیا ہے۔ تو نے کیسے پہچانا۔۔۔؟ کہا پھوپھی اماں جب رات کی تاریکی نے ستایا تو میں مقتل میں بابا کو ڈھونڈتی ہوئی آئی۔۔۔آواز دے رہی تھی۔۔۔بابا۔۔! تمھاری سکینہؑ آرہی ہے۔۔۔بابا، کہاں ہو بابا۔۔!اپنی سکینہ کو اپنے پاس بلالو۔۔۔ایک مرتبہ اس لاشہ بے سر سے آواز آئی۔۔۔

آؤ سکینہؑ آؤ۔۔۔تیرا باپ اس نشیب میں ہے۔پھوپھی اماں ! میں بابا کے لاشے سے لپٹی ہوئی بین کر رہی تھی تو ایک مرتبہ کٹی ہوئی گردن سے آواز آئی۔۔۔سکینہؑ ٹھہرو۔۔ٹھہرو سکینہؑ ۔۔۔بیٹی میرا ایک پیغام لیتی جاؤ۔۔۔سکینہؑ ! میرے شیعوں تک میرا سلام پہونچا دینا،اور کہنا چاہنے والو! جب ٹھنڈا پانی پینا تو مجھ بیکس کی پیاس کو یاد کر لینا۔اور جب کسی غریب وبیکس کا ذکر آئے تو مجھ پر اس طرح آنسو بہانا جیسے میری ماں فاطمہ زہراؑ بین کرتی ہیں۔۔۔ارے میرے لال۔ارے میرے حسینؑ ! واغربتاہ۔۔۔واحسیناہ

حسینؑ۔۔حسینؑ۔۔حسینؑ

علامہ ذیشان حیدر جوادی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

مجلس شام غریباں

الحمد لله رب العالمين الصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين سيدنا و مولانا ابى القاسم محمد واله الطيبين الطاهرين اذهب الله عنهم الرجس وطهر هم تطهير اامابعد فقد قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم

حسين منى وانا من الحسين

حسین علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں ۔اللہ اسے دوست رکھے جو میرے حسینؑ سے محبت کرے !! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی جس کے ذیل میں ہیں اپنے معروضات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا تھا اور اس سلسلہ کی یہ آخری مجلس ہے۔ مجلس شام غریباں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں اگر انسانی عظمت حسینؑ بن علیؑ کا اندازہ کرنا چاہے تو اس کے لئے اتنا صرف کافی ہے کہ مالک کائنات نے جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا اعلان کیا تو ارشاد فرمایا " لولاک لما خلقت الافلاک " اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم نہ ہوتے تو میں اس کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ یہ ساری کائنات یہ ارض وسما یہ شمس وقمر یہ عالم آفاق وانفس یہ سب صدقہ ہے وجود مرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرسل اعظم کا کہ اللہ نے جو کچھ پیدا کیا ہے سب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں پیدا کیا ہے یہ اور بات ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مقدس ایک نور مکمل تھا جس نور کو مالک نے مختلف حصوں میں تقسیم کر کے مختلف اوقات میں اس دنیا میں بھیجا اسی لئے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے اجزاء ایک مقام پر جمع ہو گئے تو مالک نے پھر اسی حقیقت کا اعلان کیا جس

کا اس سے پہلے پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں اعلان ہوا تھا یہ تنہا ذات مقدس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان نہیں ہے بلکہ میرے اس اعلان میں وہ تمام اجزاء شامل ہیں جو نور اقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجزاء ہیں۔ اسی لئے دوبارہ اعلان کر رہا ہوں " انی ما خلقت سماء مبنیّة ولا ارضا مدحیه" یہ آسمان یہ زمین یہ شمس وقمر یہ ساری کائنات یہ سب کچھ نہیں پیدا ہوا الافی محبة هو لآء الخمسة" جو کچھ میں نے پیدا کیا ہے وہ سب انہیں پانچ کی محبت میں پیدا کیا ہے۔ یہ کائنات بنائی ہے تو انہیں کے واسطے بنائی ہے۔ اس کائنات کو میں نے انہیں کا صدقہ قرار دیا ہے اس کے وجود کو انہیں کے وجود کا طفیل قرار دیا ہے۔ اس کائنات کو اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا کے دیکھا جائے تو آسمان کس کے دم سے ہے اسی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم سے زمین کس کے باعث ہے اسی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث ہے یہ چاند سورج کس کے دم سے قائم ہیں؟ اسی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم سے قائم ہیں۔ یہ کائنات کس سے ہے اسی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ لیکن جب مالک نے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ کل کائنات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کیا "انا من حسین" مگر میں حسین علیہ السلام سے ہوں۔ وجود کائنات میرے صدقہ میں ہے اور بقائے رسالت حسین علیہ السلام کے دم سے ہے۔ اگر حسینؑ نہ ہوتا تو میں نہ رہ جاتا۔ اگر حسینؑ نہ ہوتا تو اسلام نہ رہ جاتا۔ اسی لئے حسینؑ بن علی علیہ السلام نے اپنے کردار سے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ اگر دنیا والے " انا من حسین " کے معنی نہیں پہچان سکے اور فقط یہ خیال کر لیا کہ شاید میرا رشتہ صرف ذات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اب پہچان لیں کہ جس طرح کائنات کی تخلیق میرے نانا کا صدقہ ہے اسی طرح عالم شریعت واسلام میں جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ سب میرے دم سے ہے۔ حسین علیہ السلام نے مدینہ چھوڑا حرمت مدینہ کے تحفظ کے لئے حسینؑ نے حج کو عمرہ سے تبدیل کیا حرمت الٰہی کے احترام کے لئے۔ حسینؑ نے کربلا میں فرات کا

کنارہ چھوڑا۔ امتحان محبت میں کامیابی کے اظہار کے لئے۔ حسینؑ نے اپنا گھر چھوڑا دینی تقدس کی بقاء کے لئے۔ حسینؑ نے نوک نیزہ سے تلاوت قرآن کی عظمت قرآن کی خاطر۔ اگر آج دنیا میں یہ سب کچھ باقی رہ گیا ہے تو ہر ایک کو اس حقیقت کا اقرار ہے کہ حرمت مدینہ حسینؑ سے ہے، حرمت حرم خدا حسینؑ سے ہے۔ حرمت کعبہ حسینؑ سے ہے، حرمت قرآن حسینؑ سے ہے، حرمت اسلام حسینؑ سے ہے جو کچھ باقی رہ گیا ہے سب حسینؑ بن علی علیہ السلام کے دم سے رہ گیا ہے۔ تو عزیزو اگر نام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسینؑ سے ہے۔ اگر کعبہ کا تقدس حسینؑ سے ہے۔ اگر قرآن کی عظمت حسینؑ سے ہے، اگر مدینہ کا احترام حسینؑ سے ہے، اگر شریعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسینؑ سے ہے، اگر حقائق اسلام حسینؑ سے ہے خیموں کی بقاء حسینؑ سے ہے/ ہر دل کی ڈھارس حسینؑ اور یہی وجہ ہے کہ سب قربان ہوتے رہے مگر جب تک ما نجایا سلامت رہا۔ زینبؑ کو ایک سہارا تھا۔ جب تک بھائی زندہ رہا زینبؑ کو ایک سہارا تھا۔ جب تک حسینؑ باقی رہے بچوں کو ایک سہارا تھا، مگر جب آخر وقت میں۔ فرزند رسول نے میدان جہاد میں قدم رکھا تو سب کا سہارا ٹوٹ گیا اور سب پر اداسی چھا گئی۔ اب سب بے سہارا ہو رہے ہیں۔ مگر ایسے انتہائی سنگین لمحات میں بھی جبکہ سامنے چاہنے والوں کے لاشے تھے۔ دل کے ٹکڑوں اور گود کے پالوں کے لاشے تھے۔ تین دن کی بھوک تین دن کی پیاس تھی۔ امام حسینؑ نے تین حملے کئے جن میں آخری مرحلہ پر ایک حملہ وہ تھا جس میں حسینؑ کا رخ کوفہ کی طرف تھا اور حسینؑ نے فوجوں کو اتنی دور تک بھگا دیا تھا کہ فوجیں قادسیہ کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں اور الامان الامان کی آوازیں بلند تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لال پلٹ کر آیا تھوڑی دیر دم لینا چاہتا تھا کہ دوسری طرف سے فوجوں نے حملہ کر دیا حسینؑ نے فوجوں کو دھکیلا اور اتنی دور تک آگے بڑھ گئے کہ اب جو جھک کے دیکھا تو دیکھا کہ راہوار فرات میں ہے۔ ظالموں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جب تین دن کا پیاسا اس شان سے جنگ کر رہا ہے تو اگر حسینؑ کو ایک قطرہ پانی مل گیا تو کس میں دم ہو گا جو حیدر کرارؑ کے لال سے

جنگ کر سکے۔مگر حسینؑ کو کیسے روکا جائے پانی پینے سے۔کیسے روکا جائے فرات سے؟اب ظالموں کے پاس ایک ہی حربہ تھا کہ ایک ظالم نے بڑھ کے آواز دی حسینؑ تمھیں پانی کی فکر ہے خیمے جل رہے ہیں ان کی فکر نہیں ہے۔بس جیسے ہی یہ آواز کان میں آئی گھوڑے کا رخ موڑ دیا پکار کر کہا ظالمو۔ان بیبیوں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔ان عورتوں سے کیا تعلق ہے۔یہ تم نے خیمہ گاہ کا رخ کیوں کرلیا ہے۔یہ کہہ کر حسینؑ خیمہ گاہ کی طرف آگے بڑھے کہ خبردار کوئی خیمہ میں آگ نہ لگانے پائے۔کوئی سیدانیوں کے خیموں تک جانے نہ پائے مگر جتنی دیر حسینؑ سلامت رہے خیموں کو بچاتے رہے جہاد چھوڑ دیا،فرات کو چھوڑ دیا مگر خیموں کا تحفظ کرتے رہے۔میں کہوں گا مولا آپ نے فقط یہ سن لیا تھا کہ ظالم خیموں میں آگ لگانے جارہے ہیں اور آپ بیقرار ہو کر فرات سے پلٹ آئے۔آیئے اپنے لال کا دل سنبھالئے بیمار بیٹا غش کے عالم میں ہے۔ثانی زہراؑ شانہ ہلا رہی ہیں عابد بیمار آنکھیں کھولو پھوپی اماں اب کیا خبر لیکے آئی ہیں؟ابھی تو آپ نے سنایا کہ میرا بابا مارا گیا۔ابھی تو آپ خبر سنا کے گیئں کہ میرا بابا مارا گیا۔ابھی تو میں نے نوک نیزہ پر بابا کے سر کو دیکھا۔اب اس کے بعد کیا کوئی تازہ خبر لے کے آئی ہیں۔فرمایا ہاں بیٹا اس سے زیادہ سخت خبر لے کے آئی ہوں۔کہا پھوپی اماں بتایئے اب کیا خبر لے کے آئی ہیں فرمایا بیٹا ذرا آنکھیں کھول کے دیکھو خیموں میں آگ لگی ہوئی ہے یہ لاوارث بیبیاں۔یہ یتیم بچے ایک خیمے سے دوسرے خیمے میں جارہے ہیں۔اب یہ آخری خیمہ رہ گیا ہے بتاؤ کیا کرنا ہوگا۔انہیں خیموں میں جل کے مرجائیں یا خیموں سے باہر نکلیں۔کہا پھوپھی اماں آپ کو تو معلوم ہے کہ جان بچانا واجب ہے۔اب جلتے خیموں سے باہر نکلئے۔سیدانیاں اس حالت میں نکلیں کہ سر کے بال بکھرے ہوئے منہ پر طمانچے مارتی ہوئیں۔وامحمدا۔نانا آکے نواسیوں کو دیکھو بابا آکے اپنی بیٹیوں کو دیکھو۔اماں آپ بھی تو مقتل کربلا میں ہیں آپکا جنازہ تو رات کی تاریکی میں اٹھا تھا اب آپکی زینبؑ خیمہ سے باہر نکل رہی ہے یہ پہلا مرحلہ تھا عابدؑ بیمار کے لئے سیدانیاں جلتے ہوئے خیموں سے باہر نکل آئیں۔راوی کہتا ہے

کہ میں نے دیکھا کہ ایک معظمہ بار بار جلتے خیمے میں جاتی ہیں اور نکل آتی ہیں۔کوئی خیال آتا ہے جو خیمہ تک لے جاتا ہے اور جب آگ جلانے لگتی ہے تو واپس چلی آتی ہیں۔میں سخت پریشان تھا کہ انکا کونسا قیمتی سامان رہ گیا ہے جس کے لئے جلتے خیمے میں چلی جاتی ہیں۔میں نے پکار کے پوچھا بی بی خیمے جل رہے ہیں، آگ لگی ہوئی ہے اب کونسا سامان رہ گیا ہے کہ آپ جلتے خیمے میں بار بار چلی جاتی ہیں، آواز دی مال دنیا میں کچھ نہیں رہ گیا ہے۔میرے بھیا کی امانت رہ گئی۔اب جو شہزادی جلتے خیمے سے نکلی ہیں تو دیکھا کہ ہاتھوں پر بیمار کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور آواز دے رہی ہیں۔میرے مانجائے حسینؑ، میرے بھیا حسینؑ گواہ رہئیگا میں نے آپکی امانت کو جلتے خیموں سے نکال لیا ہے۔بیمار کو ثانی زہراؑ نے لاکر لٹا دیا ایک مقام پر بیبیاں آکے بیٹھ گیئں اب نہ خیمے رہ گئے نہ کوئی سہارا رہ گیا۔سیدانیاں ایک مقام پر بیٹھی ہوئی ہیں زینبؑ نے سارے منظر دیکھ لئے۔ گود کے پالے قربان ہو گئے، بھائی ذبح ہو گیا، بھائی کا سر نوک نیزہ پر آ گیا، خیمے جل گئے، بیمار کو اٹھا لائیں، ساری منزلیں تمام ہو گئیں مگر مقتل کربلا کہتا ہے کہ ایک مرتبہ فضہ دوڑ کر ثانی زہراؑ کی خدمت میں آئیں بی بی بڑے غضب کی خبر لے کر آئی ہوں، شہزادی بڑی قیامت کی خبر لے کے آئی ہوں، کہا فضہ بتاؤ کیا خبر لے کے آئی ہو؟ کہا ذرا دل سنبھالئے تو بتاؤں کہا فضہ بتاء مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔جب میرا بھیا مارا گیا، جب میرا علمدار مارا گیا، جب میرا سارا گھر اجڑ گیا، جب ہمارے خیمے جل گئے تو ہمارے لئے اب کوئی خبر خبر نہیں ہے اب کسی خبر کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔بتاؤ کیا خبر سنانا چاہتی ہو؟ کہا بی بی ابھی میں کھڑی سن رہی تھی کہ ابن سعد فوجوں کو پکار کے کہہ رہا تھا۔ کہ گھوڑوں کی نعل بندی کی جائے۔اے شہزادی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شائد میرے شہزادے کا لاشہ پامال کیا جائے گا۔بس یہ سننا تھا کہ ثانی زہراؑ کا دل تڑپ گیا۔اے فضہ بتاؤ میں کیا کروں؟ کہا بی بی مجھے معلوم ہے میرے مولا نے بتایا ہے کہ اس جنگل میں ایک شیر رہتا ہے۔اس پر میرے آقا کا احسان ہے شائد میں اسے پکاروں تو میرے شہزادے کے بچانے کا کوئی انتظام ہو جائے۔

فضہ آگے بڑھی میدان کا رخ کیا۔ابوالحارث۔شیر کا نام لے کر پکارا تجھے کچھ خبر ہے حیدر کرارؑ کے بیٹے کا لاشہ پامال ہونے جا رہا ہے۔اس جنگل میں تیرے رہنے کا فائدہ کیا ہوگا۔فضہ کی آواز سنی۔شیر سامنے آیا لاشِ حسینؑ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔کس کی مجال جو میرے شہزادے کے لاشے کو پامال کر سکے۔فوجیں پیچھے ہٹیں زینبؑ کا دل مطمئن ہوا۔شیر نے اپنی زبان بے زبانی میں کہا بیبیو! میں نے شہزادہ کے لاشہ کو بچا لیا۔اب میں جا رہا ہوں لیکن جیسے ہی شیر رخصت ہوا ایک مرتبہ اُدھر کے سوار ادھر۔ادھر کے سوار اُدھر درمیان میں زہراؑ کے لال کا لاشہ۔لاشہ پامال ہوا۔اور حسینؑ کو وہ اذیت ہوئی کہ بیٹی سے فرمایا تھا۔میری سکینہ میرے چاہنے والوں سے بتا دینا کہ میں وہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں جس کے لاشہ کو بے جرم وخطا پامال کیا گیا۔اجرکم علی اللہ۔خدا آپ کو کسی غم میں نہ رُلائے سوائے غم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزادارو یہ وہ منازل ہیں جو سننے میں بہت آسان معلوم ہوتے ہیں مگر جس کے دل پر گذر رہی ہو، جوان مصیبتوں کو برداشت کر رہا ہو اسی کا کلیجہ جانتا ہے کہ یہ مرحلہ کتنا سخت ہے۔اسی عالم میں ایک مرتبہ عاشور کا سورج ڈوب گیا اور وہ شام آئی جو شہیدوں کی شام نہیں ہے۔غریبوں کی شام ہے، مجاہدوں کی شام نہیں ہے۔بیکسوں اور یتیموں کی شام ہے بیواؤں کی شام ہے۔شام غم شام الم شام غریباں ہے یہ شام۔ابھی چند خیمے جلتے ہیں چراغاں ہے یہ شام۔!! ثانی زہرا علیہا السلام یتیم بچوں کو، بیبیوں کو ایک مقام پر لا کر بٹھا رہی ہیں۔بچو! اب ہمارے پردے کا محافظ نہیں رہ گیا ہے، میرا شیر نہیں رہ گیا۔اب ساری ذمہ داری زینبؑ کی ہے لہذا آؤ اب میں تمھاری حفاظت کا انتظام کروں گی۔ایک مقام پر سب کو جمع کرنا شروع کیا۔دیکھا کہ کچھ بچے ہیں جو نظر نہیں آ رہے ہیں۔چلیں بچوں کی تلاش میں۔چند قدم آگے بڑھی تھیں کہ دیکھا ایک سوار چلا آ رہا ہے۔آواز دی اے سوار کیا ارادہ ہے؟ خبردار ادھر نہ آنا۔یہ بچے یہ بیوائیں یہ یتیم اتنی مصیبت اٹھائے ہوئے ہیں کہ خیمے بھی جل گئے ہیں۔تھوڑی دیر تو بچوں کو آرام کر لینے دے مگر سوار آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔زینبؑ بار بار سمجھا رہی ہیں مگر سوار رکتا نہیں

ہے۔ایک مرتبہ قریب آ گیا تو حیدر کرارؑ کی بیٹی کو جلال آ گیا۔آواز دی آنے والے اگر میرا عباسؑ مارا گیا،اگر میرا حسینؑ مارا گیا تو کیا مجھے بالکل لاوارث سمجھ لیا ہے۔میں حیدر کرارؑ کی بیٹی ہوں۔خبر دار قدم آگے نہ بڑھانا۔یہ کہہ کے لجامِ فرس پر ہاتھ ڈال دیا۔سوار نے نقاب الٹ دیا۔اے میری زینبؑ اے میری بیٹی تم بیٹھو میں آ گیا پہرہ دینے کے لئے۔ارے بابا اب آئے جب خیمے جل گئے ،چادریں چھن گئیں،میرے ماں جائے کا سر نوک نیزہ پر آ گیا،اجرکم علی اللہ۔خدا آپ کو کسی غم میں نہ رلائے سوائے غم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (بس عزیزو یہ آخری مجلس ہے اور تھوڑی دیر کے بعد مجلس کے اختتام پر سلام آخر کے بعد چند لمحوں کے لئے بعض نوجوانوں کی خواہش ہے کہ الوداعی ماتم بھی ہو جائے) یہ مہمان جو ہمارے عزاخانے میں آئے تھے۔یہ مہمان جو ہمارے گھروں میں آئے تھے یہ مہمان ہمارے گھروں سے نہیں آج تو دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں ۔حسنؑ وحسینؑ کا یہ قافلہ ہمارے عزاخانوں کی رونق بڑھانے کے لئے آیا تھا۔کیا رونق تھی کیا روشنی تھی کیا زیب وزینت اور کیا زیبائش وآرائش مگر جیسے ہی یہ قافلہ رخصت ہوا تو اب فرش بھی نہیں رہ گیا۔یہ چاہنے والے خاک پر کیوں بیٹھے ہیں۔اسی لئے کہ آج کی رات یتیم اور بیوائیں سب خاک پر بیٹھے تھے۔ثانی زہراؑ ایک مرتبہ آگے بڑھیں بچوں کو جمع کرنے کے بعد دیکھا کہ سکینہؑ نہیں ہے۔اے بہن ام کلثوم بھائی کے سینہ پر سونے والی سکینہؑ کہاں چلی گئی۔بھیا نے چلتے چلتے کہاں تھا کہ زینبؑ میری سکینہؑ سے ہوشیار رہنا۔سکینہؑ نظر نہیں آ رہی ہے۔میں بھیا کو کیا جواب دوں گی ۔میں ماں جائے کو کیا جواب دونگی۔کہا بہن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب رات آئی ہوگی بچی کو باپ کی یاد نے ستایا ہوگا کہیں ایسا تو نہیں ہے بچی باپ کی تلاش میں نکل گئی ہو چلو چل کے تلاش کریں ۔شہزادیاں چلیں مقتل کی طرف بچی کو تلاش کرتے ہوئے چند قدم آگے بڑھیں۔دیکھا ایک مقام پر خاک پر دو بچے لیٹے ہوئے ہیں۔اے بہن دیکھو ان میں سکینہؑ تو نہیں ہے؟شہزادی نے جھک کر دیکھا کہا نہیں سکینہؑ تو نہیں ہے۔مگر یہ بچے ہمارے ہی خیمے کے ہیں۔یہ بچے تو ہمارے ہی قافلہ

کے ہیں۔شائد رات کی ٹھنڈی ہوا پا کر سو گئے ہیں۔چلوانہیں جہاں بیبیاں بیٹھی ہوئی ہیں وہیں لیجا کے لٹا دیں۔ایک بچے کو ثانی زہراؑ نے اٹھانا چاہا ایک بچہ کو ام کلثوم نے اٹھانا چاہا مگر اب بچوں کو اٹھایا تو دیکھا کہ سینوں پر گھوڑوں کی ٹاپوں کے نشانات ہیں۔اے بہن غضب ہو گیا۔ایسا لگتا ہے کہ جب خیموں میں آگ لگی تھی۔اشقیا خیموں کو لوٹنے کے لئے آرہے تھے تو شائد یہ بچے گھوڑوں کی ٹاپوں کی زد میں آگئے بچوں کی لاشوں کو لا کے سیدانیوں کے پاس رکھا اور اس کے بعد پھر چلیں سکینہؑ کو تلاش کرنے کے لئے چند قدم آگے بڑھیں ایک آنے والا دکھائی دیا جو گھوڑے کی لگام پکڑے چلا آرہا تھا۔آواز دی اے بھائی تو نے میدان میں کسی بچی کو تو نہیں دیکھا ہے۔اس نے کہا میں نے کسی کو دیکھا تو نہیں ہے اس اندھیرے میں البتہ جب میں اپنے گھوڑے کو پانی پلانے فرات کے کنارے گیا تو ایک ایسی دردناک آواز آرہی تھی کہ میرے گھوڑے نے پانی نہیں پیا ہے ۔!!اے بھائی آواز کدھر سے آرہی تھی کہا اسی نشیب کی طرف سے آرہی تھی۔!! شہزادیوں نے نشیب کا رُخ کیا اب جو آگے بڑھیں کہ ایک لاشہ بے سر سے بچی لپٹی ہوئی بین کر رہی ہے۔کاش آپ کبھی سوچ سکیں آپ نے اپنے بچوں سے یقیناً پیار کیا ہے اور دیکھا ہے کہ جب بچے باپ کی گود میں آتے ہیں تو بچوں سے اظہار محبت کا طریقہ کیا ہوتا ہے کہ لبوں سے بوسے دیئے جاتے ہیں گلے سے لگایا جاتا ہے۔مگر ہائے وہ بچی جو حسینؑ کے پاس آئی ہے۔وہ کیا کرے جس کے جسم پر نہ سر رہ گیا ہو جس کے جسم میں تیر پیوست ہوں اس سے کیسے پیار کرے۔بچی لاشہ سے لپٹی ہوئی ہے ۔ایک مرتبہ آواز آئی۔سکینہؑ یہ کس کا لاشہ ہے۔کہا پھوپھی اماں یہ میرا بابا ہے کہا سکینہؑ تم نے لاشہ بے سر کو کیسے پہچانا۔کہا پھوپھی اماں میں مقتل میں آواز دیتی ہوئی آئی بابا۔بابا۔اندھیری رات میں کچھ نہیں دکھائی دے رہا ہے بابا بتاؤ سکینہؑ کدھر جائے آواز آئی الی الیّ۔آمیری سکینہؑ آ۔میں آ کے بابا سے لپٹ گئیں۔فرمایا سکینہؑ تم نے بابا کو بتا دیا کہ تم پر کیا گذر گئی۔کہا ہاں پھوپھی اماں میں نے بتا دیا ہے کہ خیمے جل گئے۔چادریں چھن گئیں۔آپ نے جو گوشوارے پہنائے تھے اتار لئے گئے

بابا ظالموں نے مجھے طمانچے مارے۔ پھوپھیوں کے تازیانے لگائے ہم بالکل بے کس و بے سہارا ہو گئے۔ اور اے پھوپھی اماں جب میں کہہ رہی تھی تو کٹی ہوئی گردن سے آواز آ رہی تھی۔ سکینہؑ ٹھہرو ٹھہرو۔ کچھ میں بھی کہنا چاہتا ہوں اے بیٹی اپنے بین سنا چکی اب باپ کی بات تو سن لو اے پھوپھی اماں اب جو میں چپ ہوئی۔ تو آواز آئی اے سکینہؑ میرے چاہنے والوں تک میرا اسلام پہو نچادینا اور کہنا کہ چاہنے والو جب ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کر لینا اور جب کسی غریب کا ذکر آئے تو میرا ماتم کرنا۔

واحسیناء واحسیناء وامظلوماہ وامظلوماہ

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس شام غریباں

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرً غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

ن قسم ہے قلم اور تحریروں کی پیغمبر آپ اپنے رب کی نعمتوں کی نبیاد پر مجنون اور دیوانے نہیں آپ کے لیے وہ اجر ہے جس کا سلسلہ تمام ہونے والا نہیں ہے اور آپ بلند ترین اخلاق کی منزل پر فائز ہیں عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور یہ ظالم بھی دیکھ لیں گے کہ مجنون اور دیوانہ کون ہے۔

آغاز محرم کے ساتھ فضائل و رذائل کے عنوان سے اسلامی اخلاقیات سے متعلق جو سلسلہ کلام آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا آج اس سلسلے کی یہ آخری مجلس ہے مجلس شام غریباں اسلام ایک اخلاق کا مکمل پیغام لے کر آیا۔ رذائل میں گھرے ہوئے انسان کو منزل فضائل تک لے جانے کے لیے عظیم ترین نظام لے کر آیا اور اس نے دنیا کو یہ سمجھانا چاہا کہ اخلاق انسانیت کی پہچان ہے اخلاق بشریت کی جان ہے اخلاق معاشرہ کے لیے باعث سکون واطمینان ہے اخلاق زندگی کے جس شعبہ میں داخل ہو جائے تو اس شعبہ کی اصلاح ہو جائے اور اخلاق جب انسان کی انفرادی زندگی میں داخل ہوتا ہو تو انسان کو منزل کمال تک پہنچا دیتا ہے اور جب اقتصادی دنیا میں آتا ہے تو مساوات کا سبق سکھاتا ہے اجتماعی زندگی میں اخلاق انسان کو حقوق کی پابندی کا سبق سکھاتا ؟ اور سیاسی دنیا میں شریفانہ برتاؤ کا درس دیتا ہے۔

اخلاق انسانی زندگی کے تزکیہ کا بہترین ذریعہ ہے زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کی اصلاح کے لیے اخلاقیات کی تعلیم نہ دی گئی ہو۔

اسلام پیغام اخلاق تھا لہٰذا سرکار دو عالمؐ کی بعثت کا مقصد بھی مکارم اخلاق کی تکمیل تھا حضورؐ نے اپنی

تعلیمات میں زندگی کے کسی شعبہ کونظر انداز نہیں کیا اور انسان کو کمال اخلاق سے آشنا بنایا اسلامی تعلیمات کے دیکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انسانی فضائل اور انسانی کمالات کس طرح حاصل کیے جاسکتے ہیں اور وہ کون سے کمالات ہیں۔ جہاں تک لے جانے کے بعد انسان کامل انسان کہے جانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

انسانی فکر کے کمال کا نام ہے یقین اور انسانی عقیدہ کے کمال کا نام ہے توحید۔

انسانی زبان کا کمال ہے صداقت اور انسانی نیت کا کمال ہے اخلاص۔ انسان کے دل کے کمال کو شجاعت کہا جاتا ہے اور انسانی اعضاء جوارح سے ظاہر ہونے والے اخلاقیات کا نام ہے تواضع اور اسلام انھیں ساری تعلیمات کے مجموعہ کا نام ہے اور اللہ نے اپنے حبیبؐ کو بھیجا ہی اس لیے ہے کہ وہ تلاوت آیات کے ذریعہ ان کے نفوس کو پاک و پاکیزہ بنائیں اور یہ نفس اس وقت تک پاکیزہ نہیں ہوسکتا ہے جب تک اس میں یقین نہ آجائے اور جب تک فکر کا جذبہ پیدا نہ ہو جائے۔

ان سارے تعلیمات کا پیغام لے کر سرکار دو عالم اسی لیے آئے تھے کہ اس دور کا انسان جہالت میں ڈوبا ہوا تھا اور عیوب اور نقائص اور برائیوں میں غرق تھا اور پیغمبر کا جگر اور ان کا دل ہی جانتا ہے کہ آپ نے کس طرح جانوروں کو انسان انسانوں کو مسلمان اور صاحب ایمان بنایا اور کہ وہ لوگ جو جانوروں کے درمیان زندگی گزار رہے تھے انھیں بزم رسالت میں بیٹھنے کے قابل بنا دیا اور وہ لوگ جو غارت گری کو اپنا شعار بنائے ہوئے تھے انھیں راہ خدا میں جان دینے کا حوصلہ دے دیا دوسروں کو لوٹنے والوں کو اپنا گھر لٹانے کا سبق دے دیا اور انسانی زندگی میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا۔

مگر باطل اور کفر و شرک کی طاقتیں وقت کا انتظار کر رہی تھی کہ کوئی ایسا وقت آجائے اور جب انسانی زندگی میں ادنیٰ خلا پیدا ہو جائے اور دوبارہ پھر جہالت کو برسر کار لایا جاسکے۔

چنانچہ سرکار دو عالمؐ نے انتقال کے بعد بلا فاصلہ دنیا کو یہ موقع مل گیا اور کفر پھر دوبارہ سر اٹھانے لگا

باطل آگے بڑھنے لگا اور بداخلاقی پھر منظر عام پر آ گئی۔

رزائل اس منزل پر آ گئے کہ سوتیلی ماں کے ساتھ بدکاری بھی خلافت کا شعار بن گئی اور بے گناہ انسانوں کا خون بہانا بھی اقتدار کا کمال بن گیا اور بیت المال مسلمین کو لوٹنا اقتدار کا بہترین کمال قرار دیدیا گیا۔

اس وقت وہ دین جس کو پیغمبرؐ لے کر آئے تھے وہ اسلام جس کو سرکار دو عالم نے پیش کیا تھا اور وہ پیغام اخلاق جس کو معلم اخلاق حضورؐ سرور کائنات نے پیش کیا تھا اور حسرت سے ایک ایک کا منہ تک رہا تھا کوئی ہے جو مجھے بچا لے ہے کوئی جو مجھے سہارا دے دے ہر طرف سناٹا تھا اور اقتدار کے خلاف کھڑے ہونے کا دم کسی میں نہیں تھا کفر کے سامنے سر اٹھانے کی ہمت کسی میں نہیں تھی مگر جس کے بارے میں نبی خود کہہ گئے تھے **حُسینٌ مِنّی وانا مِن حُسین** حسینؑ مجھ سے اور میں حُسینؑ سے ہوں اس نے جب نانا کے دین کا زوال دیکھا تو کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور آواز دی اے نانا کے دین! اے پیغام اخلاق و آگہی اے پیغام فضیلت انسانی! جب تک میں زندہ ہوں تجھے برباد نہ ہونے دوں گا۔

حسینؑ اس عزم کو لے کر اٹھے اور وہ سارے کمالات اپنے ساتھ لے کر اٹھے جو دنیائے اخلاق کے عظیم ترین کمالات تھے کربلا درحقیقت انھیں فضائل و رذائل کا ایک معرکہ تھا جہاں ایک طرف اخلاق کی دنیا تھی اور دوسری طرف بداخلاقی کا عالم تھا ادھر یقین کے مجسمے ادھر شک کے پیکر ادھر وفا ہی وفا ادھر جفا ہی جفا ادھر صداقت والے ادھر غلط بیانی کرنے والے ادھر اخلاص والے اور ادھر ریاکاری کرنے والے ادھر بہترین کمالات والے ادھر بدترین صفات والے حُسینؑ ابن علیؑ اس چھوٹے سے قافلہ کو لے کر چلے جو فضائل کا مجسمہ تھا۔ اخلاقیات اسلامی کا مرقع تھا اسلامی تعلیمات کا نمونہ تھا اور آواز دی کہ اگر اب بھی اسلام کو پہچاننا ہو تو آؤ اور مجھے دیکھو میرے چاہنے والوں کو دیکھو اور حساب لگاؤ اور اگر آج دنیا میں اسلام زندہ ہے اخلاق باقی ہے فضیلت زندہ ہے تو

میرے اور میرے اصحاب کے کردار میں زندہ ہے تمہیں منزل یقین دیکھنا ہے تو ادھر آ کے دیکھو یقین ان کے پاس ملے گا جو جیتے جی اپنی منزلوں کا مشاہدہ کر رہے ہیں دیکھو حبیب یہ تمہاری جگہ ہے مسلم یہ تمہاری جگہ ہے زہیر یہ تمہاری منزل ہے بریر یہ تمہارا مقام ہے جس نے جیتے جی جنت میں اپنا مقام دیکھ لیا ہو اس سے زیادہ منزل یقین پر کون فائز ہو سکتا ہے اور اگر دنیا میں کسی کو یقین نہ پیدا ہو سکے تو کڑیل جوان بیٹے کے سرہانے آ کے دیکھے (یعنی دنیا کی نگاہ میں جام کوثر ایک عقیدہ بنا ہوا تھا اور جنت کا خیال ایک عقیدہ بنا ہوا ہے علی اکبرؑ نے اس منزل یقین کا مشاہدہ کر لیا ہے جہاں علم الیقین عین الیقین میں تبدیل ہو گیا)۔ اب اگر توحید کا مرقع دیکھنا ہے کربلا کے میدان میں آ کر دیکھو جہاں ساری دنیا ٹھکرائی جا رہی ہے مگر سجدہ معبود نہیں چھوڑا جا رہا ہے۔

تَرَكْتُ الْخَلْقَ طُرًّا فِيْ هَوَاكَ

وَاَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَيْ اَرَاكَ

پروردگار میں نے تیری خاطر ساری دنیا کو چھوڑ دیا میں نے بچوں کی یتیمی کو برداشت کر لیا کہ تیری بارگاہ میں حاضری دے کر تیرا جلوہ دیکھ لوں

فَلَوْ قَطَّعْتَنِيْ فِي الْحُبِّ اِرْبًا

كَمَا حَنَّ الْفُؤَادُ اِلٰى سِوَاكَ

اے معبود اگر تیری محبت میں میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیے جائیں تو پھر بھی میرا دل تیرے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں جھک سکتا عقیدہ توحید کے مرقع کی وفا کو دیکھنا ہے تو اس انداز سے دیکھو کہ ایک سر کا وعدہ کیا تھا اور بہتر سر قربان کر دیے۔

ان کی صداقتِ لہجہ کو دیکھنا ہے تو یاد رکھو کہ زندگی کی آخری سانس میں جو فقرہ حسینؑ بن علیؑ کی زبان پر آیا تھا جب شمر خنجر لے کر سامنے آیا اور حسینؑ نے ایک مرتبہ شمر کو دیکھا تو آواز دی۔

صَدَقَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ میرے جد نے سچ کہا تھا

شمر نے کہا حسینؑ یہ تمہیں نانا کیوں یاد آ گئے تم نے پیغمبر کی صداقت کا کیوں اعلان کیا؟ فرمایا میرے نانا نے میرے قاتل کی جو علامتیں بتائی تھیں وہ سب تیرے اندر پائی جاتی ہیں اب وہ وقت آ گیا کہ نفس مطمئن اپنے رب کی بارگاہ میں چلا جائے۔ کربلا درحقیقت سارے فضائل اور سارے کمالات کا مرقع ہے کہ دنیا کا کوئی کمال ایسا نہیں ہے جو مجسم ہو کر سامنے نہ آ گیا ہو یہاں کی شجاعت کو اگر دیکھنا ہو تو چاہے بزرگوں کو دیکھو چاہے جوانوں کو دیکھو اور چاہے چھ مہینے کے بچہ کو دیکھو چاہے ان بے کس بیبیوں کو دیکھو جن کا کوئی سہارا نہیں رہ گیا مگر ان کی ہمت قلب میں کوئی فرق نہ آیا بے کس بیبیاں ہیں مگر دربار ابن زیاد میں آ جائیں تو ابن زیاد کو ٹوکنے کا حوصلہ بھی رکھتی ہوں دربار یزید میں آ جائیں تو یزید کو ٹوکنے اور سر دربار تقریر کرنے کا حوصلہ بھی رکھتی ہوں۔ ایسے مرقع کمالات کی دنیا میں کہاں ملیں گے اور کربلا میں حسینؑ نے ان سارے مرقعوں کو جمع کر لیا تھا۔ اسی لیے حسینؑ بن علیؑ کو حق تھا کہ یہ اعلان کہ **وَاللّٰہ اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَصْحَاباً اَوْلٰی مِنْ اَصْحَابِیْ** خدا کی قسم میرے علم میں میرے اصحاب سے زیادہ وفادار کسی کے اصحاب نہیں ہیں اور میرے اہل بیت سے زیادہ صاحب کردار کسی کے گھر والے نہیں ہیں مگر یہ اعلان زہیرؑ تھے بریر تھے اور ایسے ایسے چاہنے والے تھے کہ جب حسینؑ خیمے کے اندر آئے اور بہن نے پوچھ لیا کہ بھیاؑ کیا طے ہوا اور حسینؑ نے کہا کہ بہن یہ زندگی کی آخری رات ہے کل قربانیوں کا دن ہے کل آل محمدؐ حق و صداقت کی راہ قربان ہو جائیں گے تو ایک مرتبہ بہن کی زبان پر فقرہ آ گیا بھیاؑ کیا آپ نے اپنے ساتھیوں کو آزما لیا ہے؟ کیا آپ نے اپنے ساتھیوں کا امتحان لے لیا ہے ایسا نہ ہو کہ کل آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔

چاہنے والا جو در خیمہ پر بیٹھا تھا اس نے بہن اور بھائی کی گفتگو کو سنا اور ایک مرتبہ بے قرار ہو کر خیمہء اصحاب میں آیا آ کے آواز دی حبیب زہیر بریر ہماری زندگی کا کیا فائدہ؟ اگر دختر زہرا کو ہم پر اعتبار نہیں ہے حبیب بے چین ہو گئے نافع کیا خبر ہے؟ کہا میں در خیمہ پر بیٹھا ہی تھا کہ شہزادی زینب

مانجائے سے گفتگو کررہی تھی ایک مرتبہ فرمایا بھیا کیا آپ نے اپنے ساتھیوں کو آزمالیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں بس یہ سننا تھا کہ اصحاب نے نیاموں سے تلواریں نکال لیں نیاموں کو توڑ توڑ کر پھینک دیا اور درخیمہ پر آ کر آواز دی بنیؑ کے لال حسینؑ نے چاہنے والوں کی آواز سنی دوڑ کر درخیمہ پر گئے خیر تو ہے میرے چاہنے والو! یہ برہنہ تلواریں کیسی یہ بیقراری کا عالم کیسا کہا مولا ہم نے سنا ہے کہ شہزادی کو ہماری وفا پر اعتبار نہیں ہے آپ شہزادی تک یہ پیغام پہنچادیں کہ یا ہم غلاموں پر اعتبار کریں یا آپ ہم کو اجازت دے دیں ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی گردنیں کاٹ لیں گے ہم یہ برداشت نہیں کریں گے کہ دختر زہرا کو ہماری وفا پر اعتبار نہ ہو۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ چاہنے والو! اگر تمہارا اعتبار نہ ہوگا کہ تو کس کا ہوگا اور اعتبار بھی کیسا اعتبار کہ دنیا میں ہر انسان کو اپنے چاہنے والوں کا اعتبار ان کی زندگی تک ہوتا ہے لیکن حسینؑ کو اپنے چاہنے والوں کا اتنا اعتبار تھا کہ جب سر کٹا کے سو گئے تو بھی درخیمہ پر آواز دے رہے تھے۔

یَا اَبْطَالَ الصَّفَا یَا فُرْسَانَ الْهَیْجَا اے میرے شیرو! اے میرے جانبازو! یہ کیا ہوگیا ہے حسینؑ پکار رہا ہے اور کوئی لبیک نہیں کہہ رہا ہے میں تمہیں آواز دے رہا ہوں اور تم میری آواز پر آواز نہیں دے رہے ہو عابد بیمار فرماتے ہیں کہ جب بابا نے شہیدوں کی لاشوں کو آواز دی تو شہیدوں کے لاشے مقتل پر تڑپنے لگے اور کٹی ہوئی گردنوں سے آواز آئی مولا اگر موت درمیان میں حائل نہ ہوگئی ہوتی تو ہم اب بھی جذبہ قربانی رکھتے ہیں۔

اللہ یہ منظر وفا جس بہن نے دیکھا ہو کہ اور اس شان وفا کا جس بہن نے مشاہدہ کیا ہو جب تھوڑی دیر کے بعد مقتل میں آواز گونجے **اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا** تو وہ کسے آواز دے اب تو کوئی مقتل سے آنے والا نہیں ہے نہ قاسم رہ گئے نہ عباس رہ گئے اور نہ علی اکبرؑ ایک بیمار بھتیجا ہے جس کو حسینؑ بہن کے حوالے کر گئے ہیں تڑپ کے خیمہ کے اندر

آئیں اور بیمار کا شانہ ہلایا عابدؑ بیمار آنکھیں کھولو یہ میں کیا سن رہی ہوں کیا پھوپھی اماں کیا خبر لے کر آئی ہیں بی بی نے فرمایا بیٹا فضا میں ایک آواز گونج رہی ہے کہ زینبؑ بن بھائی کی ہوگئی تم یتیم ہو گئے کوئی کہتا ہے حسین مارے گئے میرا ماںجایا مارا گیا کہا پھوپھی اماں ذرا خیمہ کا پردہ اٹھایئے میں دیکھوں کہ میرے بابا پر کیا گزر گئی ثانی زہرا نے بڑھ کر خیمہ کا پردہ اٹھایا اب جو بیمار نے سنبھل کر دیکھا تو کیا دیکھا کہ نیزہ طویل پر باپ کا سر ہے آواز دی **السَّلام عَلیكَ یا اَبا عَبد اللّٰهِ** بابا یتیم بیٹے کا سلام لے لو بابا۔

یہ سلام پیش کر کے غش میں گرے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ پھر ثانی زہرا نے شانہ ہلایا کہا پھوپھی اماں اب کیا خبر لے کر آئی ہیں کہا بیٹا دیکھو خیموں میں آگ لگی ہوئی ہے خیمے جل رہے ہیں اب بتاؤ ہمیں کیا کرنا ہوگا کہا پھوپھی اماں آپ تو جانتی ہیں جان بچانا واجب ہے آب جلتے خیموں سے باہر نکلئے عزادارو! سیدانیوں کے لیے خیموں سے باہر نکلنا کتنا سخت مرحلہ تھا اس کا اندازہ مقتل کربلا کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ حسینؑ کے گھرانے کی ایک بچی مولا کے مقتل میں جانے کے بعد درِ خیمہ پر کھڑی انتظار کر رہی ہے کہ مولا پلٹ کر آئیں گے یہ منظر دیکھا کہ کچھ ظالم ہیں جو مشعلیں لے کر آ رہے ہیں اور کچھ سوار ہیں جو خیموں کو جلانے کے لیے آ رہے ہیں پھر ایک مرتبہ دیکھا کہ اچانک خیموں میں آگ لگ گئی ہے اور ایک ظالم نیزہ لیے ہوئے اس بچی کی طرف بڑھا اور بچی نے ظالم کو نیزہ لے کر بڑھتے ہوئے دیکھا تو اب کس کی پناہ میں جائے اور اب تو عباس بھی نہیں ہیں کس کو پکارے اب تو حسینؑ بھی نہیں ہیں اب تو علیؑ اکبر بھی نہیں ہیں ایک مرتبہ آواز دی پھوپھی اماں ظالم آ رہے ہیں پھوپھی اماں مجھے بچاؤ ابھی زینب تک بچی نہ پہنچ سکی تھی کہ ظالم نے پشت میں اس زور سے نیزہ مارا کہ بچی غش کھا کر زمین پر گر پڑی اور جب خیموں سے بیبیوں کے نکلنے کا وقت آیا تو ایک مرتبہ ثانی زہرا نے فرمایا بیٹی اب یہ خیمے میں رہنے کا وقت نہیں ہے خیمے جل رہے ہیں چلو چلو خیموں سے باہر نکل چلیں بچی نے آنکھ کھولی کہا پھوپھی اماں کیسے جاؤں سر پر چادر بھی نہیں ہے اب

جو سیدانیاں نکلیں نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ لَاطِماتِ الْوُجُوہِ سر کے بال بکھرے ہوئے منہ پر طمانچے مارتی ہوئی وا محمدؐ اہ وا علیاؑ ہائے کوئی پیغمبر کے دل سے پوچھے جس کو نواسیاں پکار رہی ہیں کوئی حیدر کرار کے دل سے پوچھے جس کو بیٹیاں آواز دے رہی ہیں۔

تو عزیزو! جلتے خیموں سے سیدانیاں باہر نکل آئیں مگر راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ شہزادی زنیب انھیں خیموں میں کبھی جاتی ہیں اور کبھی واپس آجاتی ہیں بار بار انھیں جلتے ہوئے خیموں کے اندر جاتے اور پھر باہر آتے دیکھا تو مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہا بی بی کیا آپ کا کوئی قیمتی سامان ان خیموں کے اندر رہ گیا ہے کہ آپ جلتے ہوئے خیموں کے اندر چلی جاتی ہیں کہا مال دنیا میں سے کچھ نہیں ہے میرے بھیا کی ایک امانت ہے بھیا نے چلتے چلتے اپنے بیمار کو میرے حوالے کیا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ اب میں نے دیکھا تو دیکھا کہ زنیبؑ جلتے خیمے سے باہر آئیں اور ایک بیمار کو اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے آواز دے رہی ہیں بھیا گواہ رہیے گا کہ میں آپ کے لال کو جلتے خیموں سے بچا کر لے آئی۔

شہزادی نے بیبیوں کو بچوں کو یتیموں کو بیکسوں کو جلے ہوئے، خیموں کی راکھ پر بٹھا دیا

ایک مرتبہ فضہ دوڑی ہوئی آئیں بی بی بڑے غضب کی خبر لے کر آئی ہوں ایک بڑی قیامت کی خبر لے کر آئی ہوں ایک قیامت خیز خبر لے کر آئی ہوں فرمایا فضہ بتاؤ کہ کیا خبر لے کر آئی ہو۔ کہا شہزادی ذرا دل کو سنبھالئے تو بتاؤں فرمایا کہ فضہ بتاؤ کہ مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے اب میرے واسطے کوئی مصیبت مصیبت نہیں ہے میں نے اکبرؑ کا چھدا ہوا کلیجہ دیکھ لیا میں نے اصغر کا کٹا گلا دیکھ لیا قاسم کا پامال لاشہ دیکھ لیا اپنے بھیا کا سر بھی نیزہ پر دیکھ لیا جلتے خیمے دیکھ لیے اب میرے واسطے کوئی مصیبت مصیبت نہیں بتاؤ کیا خبر لے کر آئی ہو کہا بی بی میں نے سنا ہے کہ ابن سعد کہہ رہا ہے۔

کہ گھوڑوں کی نعل بندی کی جائے کہا فضہ یہ کیا خبر لے کر آئی ہو ایسا لگتا ہے کہ اب میرے بھائی کا لاشہ پامال کیا جائیگا۔ اور اب زنیب ہیں اور بے کسی فرمایا فضہؑ اب میں کیا کروں کہا بی بی مجھے معلوم ہے کہ اس جنگل میں ایک شیر رہتا ہے میں جاتی ہوں اور جا کر اسے آواز دیتی ہوں شاید وہ آڑے وقت میں کام آسکے فضہ آگے بڑھیں صحرا کا رخ کیا آواز دی اے ابوالحارث بڑا نازک وقت آ گیا ہے نبیؐ کے لال کا لاشہ پامال ہونے والا ہے اب کوئی بچانے والا نہیں ہے ایک مرتبہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ایک شیر صحرا سے برآمد ہوا اور ایسے نازک وقت میں لاشہ حسینؑ کے قریب آ کر بیٹھ گیا کس کی مجال کہ میرے مولا کے لاشہ کو پامال کر سکے ظالم بھاگے اور شیر مطمئن ہو کر پلٹ گیا لیکن جیسے ہی شیر واپس ہوا اور ظالموں نے دیکھا کہ لاش حسینؑ اکیلی رہ گئی ہے ایک مرتبہ سوار پلٹے اور ادھر کے سوار اُدھر اور اُدھر کے سوار ادھر زہرؑا کے لال کا لاشہ پامال ہو گیا زنیب نے تڑپ کر آواز دی نانا یہ آپ کا حسینؑ اماں یہ آپ کا لال جسے آپ نے چکی پیس پیس کر پالا تھا اس حسینؑ کا لاشہ صحرائے کربلا میں پامال ہو گیا۔

سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنقلبٍ يَّنقَلِبُوْنَ

علامہ ذیشان حیدر جوادی

مجلس شام غریباں

انسانی فلاح کامیابی اور نجات کا دارومدار پیغمبر اُمی کے اتباع پر ہے نجات ان کا حصہ ہے جن کا ایمان پیغمبرؐ پر ہے نجات ان کا حصہ ہے جو پیغمبرؐ کا احترام کرنے والے پیغمبرؐ کی مدد کرنے والے اور اس کا اتباع کرنے والے ہیں جو نبی کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔

اتباع کامل کے معنی یہ ہیں کہ جس طریقہ زندگی کو سرکار نے اختیار کیا ہے اسی کو اختیار کیا جائے اور جس طریقہ زندگی کو سرکار نے ناپسند قرار دیا ہے اس سے اجتناب کیا جائے اس سے پرہیز کیا جائے اور اگر حضورؐ کو مصلائے عبادت پر دیکھا گیا ہے تو سجدہ پروردگار کیا جائے اگر حضورؐ کو ماہ رمضان میں روزے رکھتے دیکھا گیا ہے تو ماہ رمضان میں روزے رکھے جائیں اگر حضورؐ کو حج بیت اللہ کرتے دیکھا گیا ہے تو مسلمان حج بیت اللہ کرے اگر حضورؐ کو تلاوت قرآن کرتے دیکھا گیا ہے تو مسلمان تلاوت قرآن کرے اگر حضور کو راہ، خدا میں مال لٹاتے دیکھا گیا ہے تو مسلمان ایثار اور قربانی سے کام لے اگر حضورؐ نے کبھی کسی کے مال کو ہاتھ نہیں لگایا تو مسلمان غصب سے پرہیز کرے اگر حضورؐ نے کسی کو بے جا مارنے کی زحمت نہیں فرمائی ہے تو مسلمان کسی پر ہاتھ نہ اٹھائے حضورؐ نے اگر کسی نامحرم کی طرف نظر اٹھا کے نہیں دیکھا ہے تو مسلمان اپنی نگاہوں کو بچائے رکھے حضورؐ نے اگر کسی کی غیبت نہیں کی ہے تو مسلمان غیبت نہ کرے حضورؐ نے اگر غلط بیانی سے کام نہیں لیا ہے تو مسلمان کی زبان غلط بیانی سے آشنا نہ ہونے پائے۔ حضورؐ نے جو عمل کیا ہے وہ مسلمان کیلئے سند ہے اور حضورؐ نے جن کاموں کو چھوڑ دیا ہے ان کا چھوڑ دینا مسلمان کا فریضہ ہے۔

یہ اعمال کی دنیا ہے یہ واجبات اور محرمات کی دنیا ہے اس کے بعد جب انسانی دنیا میں قدم رکھنا ہو تو جس سے حضورؐ نے محبت کی ہے اس سے محبت کرنا مسلمان کا فریضہ ہے اور جس سے حضورؐ بیزار

ہیں۔اس سے الگ رہنا مسلمان کی ذمہ داری ہے۔جس کے لیے حضورؐ اٹھے اسکا احترام کرنا مسلمان کا فرض ہے اور جسکو حضورؐ نے اٹھا دیا ہے اس سے الگ رہنا مسلمان کی ذمہ داری ہے اگر ہم نے اتباع کامل کے معنی پہچان لیے ہیں تو آج فقط اتنا دیکھنا ہے کہ عاشورہ محرم کو حضورؐ کا طریقہ کار کیا تھا آج یہ تحقیق کرنا ضروری ہے کہ عاشورہ محرم کے دن سرکار کی زندگی کا اصول اور حضورؐ کی زندگی کا طریقہ کیا تھا کہ وہ مسلمان جو نجات چاہتا ہے وہ مسلمان جو کامیابی چاہتا ہے وہ مسلمان جو سرکار کا اتباع کرنا چاہتا ہے وہ اسی طریقہ کار کو اختیار کرے جو طریقہ حضورؐ نے اختیار کیا تھا۔

بچہ بچہ جانتا ہے کہ سرکار دو عالم اس دنیا سے ۱۱ ہجری میں تشریف لے گئے اور کربلا کا واقعہ ۶۱ ہجری میں پیش آیا اور حضورؐ کے ٹھیک پچاس سال کے بعد واقعہ کے دن کیا تھا اس لئے کہ حضورؐ کے زمانے میں نہ کوئی عاشورہ تھا نہ کوئی محرم کا واقعہ تھا اور نہ کوئی کربلا تھی اور نہ کوئی قربانی تھی کیسے حضورؐ کے کردار کو پہچانیں۔مگر وہ پیغمبر جو اپنی زندگی کو قیامت تک کیلئے سند بنانا چاہتا تھا اور پیغمبر جو اپنے اسوہ حسنہ کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے نمونہ عمل بنانا چاہتا تھا اس پیغمبر نے اپنی حیات سے انتظام شروع کیا اور عاشورہ محرم تک برابر واضح کیا کہ میرا طریقہ کار کیا ہے اور میری زندگی کا اصول کیا ہے۔

جناب اُم سلمہ کے گھر میں سرکار دو عالم تشریف فرما ہیں ایک مرتبہ دیکھا کہ چھوٹا شہزادہ گھر میں آ گیا اور پیغمبر نے بچہ کو گلے سے لگا لیا ام سلمہ نے دیکھا کہ حضورؐ اپنے لال سے بڑی محبت فرما رہے ہیں اور بیشک یہ بچہ اس قابل ہے کہ اس سے محبت کی جائے مگر محبت کرتے کرتے اور پیشانی پر بوسہ دیتے دیتے گلے کو بوسہ دیتے دیتے ایک مرتبہ پیغمبر نے رونا شروع کر دیا اور جناب ام سلمہ نے گھبرا کر پوچھا خدا کے حبیبؐ ابھی تو آپ مسکرا رہے تھے ابھی تو آپ بچہ کو بوسہ دے رہے تھے یہ ایک بار رونے کا کیا سبب ہے؟ کہا ام سلمہ ابھی جبرئیل نے آ کر خبر دی ہے کہ یہ میرا لال کربلا میں مارا جائے گا اور یہ میرا لال کربلا میں بھوکا پیاسا ذبح کر دیا جائے گا۔

حضورؐ یہ کربلا کہاں ہے یہ واقعہ کب ہونے والا ہے؟

کہا ام سلمہ! کربلا عراق میں ایک سرزمین ہے جہاں میرا لال ذبح کردیا جائے گا تین دن کا بھوکا پیاسا۔ اے حضورؐ وہ زمین کہاں ہے؟

کہا ام سلمہ ٹھہرو میں تمھیں وہ زمین دکھلائے دیتا ہوں یہ کہہ کر حضورؐ نے اشارہ کیا زمینیں پست ہونے لگیں زمین کربلا بلند ہونے لگی ایک مرتبہ حضورؐ نے اشارہ کیا ام سلمہ یہ جگہ ام سلمہ یہ جگہ ہے جہاں میرا حسینؑ ایک دن ذبح کیا جائے گا یہ کہہ کر حضورؐ نے ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی خاک اٹھا کر جناب ام سلمہ کے حوالے کردی اور فرمایا آپ اسکو اپنے پاس رکھیں اور جب تک یہ خاک خاک رہے سمجھنا میرا حسینؑ سلامت ہے اور جب یہ خاک خون میں تبدیل ہوجائے تو سمجھ لینا کہ وہ دن آگیا ہے جب میرا حسینؑ راہ خدا میں قربان ہوگیا۔

زمانہ گزرگیا پچاس سال کے بعد جب ۲۸ رجب ۶۰ ہجری میں امام حسینؑ مدنیہ چھوڑ کر چلنے لگے اور پھر آئے اپنی نانی سے رخصت ہونے کیلئے پوچھا بیٹا کہا جارہے ہو فرمایا نانی میں عراق جارہا ہوں کہا عراق میں کہاں کا ارادہ ہے کہا میں کربلا جارہا ہوں۔ کہا بیٹا مجھ سے تمہارے نانا نے کربلا کے بارے میں بہت سی باتیں بیان کی ہیں کربلا کا نام سن کر مجھے خوف آرہا ہے کہا نانی آپ کو تو معلوم ہے کہ میں کربلا جارہا ہوں میں گلا کٹانے جارہا ہوں ابھی نانا کی قبر پر گیا تھا تو فرمایا کہ بیٹا کربلا جاؤ۔ میرے حسینؑ کربلا جاؤ۔

فرمایا بیٹا تم تو چلے جاؤ گے مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ تم پر کیا گزرگئی فرمایا ایک لمحہ صبر کریں یہ کہہ کر پھر دوبارہ حسینؑ نے اشارہ کیا زمینیں پست ہوئیں زمین کربلا بلند ہوئی ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی خاک اٹھائی کہا نانی اماں جہاں نانا کی دی ہوئی مٹی کو رکھا ہے اسی شیشی میں اس خاک کو بھی رکھ لیجئے جب تک یہ خاک خاک رہے سمجھئے گا کہ آپ کا حسینؑ سلامت ہے اور جب یہ خاک خون میں تبدیل ہوجائے تو سمجھئے گا کہ آپ کا حسینؑ اس دنیا میں نہیں رہ گیا ہے۔

وقت گزرتا رہا جب کبھی ام سلمہ کو حسینؑ کی یاد نے تڑپایا جب کبھی نانی کو نواسے کی یاد نے بے قرار کیا دوڑ کے آئیں شیشی کو دیکھا مٹی کو دیکھا دل مطمئن ہو گیا خدایا تیرا شکر کہ میرا حسینؑ سلامت ہے پروردگار تیرا شکر کہ میرا حسینؑ زندہ سلامت ہے وقت گزرتا رہا۔

اب جو عاشورہ محرم کا دن آیا دوپہر کا وقت تھا ام سلمہ بستر پر لیٹی تھیں کہ ایک مرتبہ آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ پیغمبرؐ سامنے کھڑے ہوئے ہیں سر کے بال بکھرے ہوئے گریبان پھٹا ہوا آستینیں اُلٹی ہوئی سر پر خاک پڑی ہوئی۔

اے خدا کے حبیبؐ یہ آپ کا کیا عالم ہے کہا ام سلمہ تم سو رہی ہو میں لٹ گیا ام سلمہ میرا گھر اجڑ گیا بس یہ سننا تھا کہ گھبرا کے اٹھیں اور دوڑ کر گئیں اب جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ شیشی میں خون تازہ جوش مار رہا ہے۔

یہ تھا غم حسینؑ میں پیغمبر کا طریقہ کار یہ کسی قوم کی ایجاد نہیں ہے اور شاہد۔۔ام سلمہ ہیں جو ام المومنین ہیں یہ منظر دیکھنے کے بعد ام سلمہ نے رونا شروع کیا واحسیناہ اب جو مدینہ کی عورتوں نے جناب ام سلمہ کے رونے کی آواز سنی دوڑ کے آئیں۔بی بی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ہمارا حسینؑ سلامت رہے ہمارا حسین سفر میں گیا ہے جب کوئی مسافر سفر میں جاتا ہے تو اسطرح نہیں رویا۔۔۔کرتے فرمایا ابھی پیغمبرؐ نے خواب میں آ کے بتایا ہے کہ کربلا میں میرا حسینؑ مارا گیا یہ دیکھو شیشی میں خون تازہ ہے۔یہ کہہ کر ام سلمہ چلیں قبر پیغمبر کے قریب آئیں اور آ کے آواز دی خدا کے رسول میں آپ کو آپ کے لال کا پرسہ دینے آئی ہوں راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ کان القبر ہ یموج بصاحبہ قبر پیغمبرؐ میں زلزلہ آ گیا ام سلمہ مجھے کیا بتا رہی ہو میں دیکھ رہا تھا کہ جب میرے حسینؑ کے گلے پر خنجر چل رہا تھا۔ہاں ایک تصور جو مجھے آج دوپہر سے بے قرار کئے ہوئے ہے یہاں سینہ زنی کے تمام ہو جانے کے بعد جب میں پلٹ کے گیا تو ایک مرد مومن کے گھر میں تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ گیا ایک بار یہ خیال پیدا ہوا کہ میں نے ذکر شہادت کیا مومنین نے سنا سب روئے متاب ہوئے۔ذکر شہادت کے بعد

سب پلٹ پلٹ کر اپنے گھر چلے گئے جو پیاسے تھے انھوں نے پانی پی لیا جو بھوکے تھے انھوں نے کھانا کھالیا اور جو گرمی میں بیٹھے تھے وہ ائیر کنڈیشن میں آ کے بیٹھ گئے یہ تو ذکر شہادت کے بعد کا حال ہے مگر شہادت حسینؑ کے بعد بیبیوں کا حال کیا تھا سیدانیوں کا حال کیا تھا یتیموں کا حال کیا تھا بس اسی حال کو تین لفظوں میں سنو ایک واقعہ خیمہ سے پہلے ایک واقعہ خیمہ جلنے کے ساتھ اور ایک واقعہ خیمہ جلنے کے بعد۔ بس سنو بیبیوں کا سیدانیوں کا بچوں کا کیا حال تھا۔

ابھی بچوں تک یہ خبر بھی نہ پہنچی تھی کہ چند لمحے گذرے تھے کہ بچی کے کان میں باباؑ کے گھوڑے کی آواز آئی ہائے کتنا فرق ہے ان بے دین انسانوں میں اور ان جانوروں میں وہ بے دین انسان تھے جو نبیؐ کے لال کو ذبح کر رہے تھے اور یہ جانور تھا ذوالجناح جو حسینؑ کی سنانی لیکر آیا تھا۔

روایت کہتی ہے کہ شہادت حسینؑ کے بعد ذوالجناح نے دیکھا کہ میرا سوار میرا آقا شہید ہو گیا ہے تو اس نے دو کام کئے لاش حسینؑ کے قریب آیا پہلے اپنے دانتوں سے پکڑ کر تیر نکالنا شروع کئے اس کے بعد اپنی پیشانی کو خون مظلوم سے رنگین کیا اور خیمہ گاہ کا رخ کیا کہ چل کے سیدانیوں کو بتا دوں اب تمہارا وارث نہیں رہ گیا ہے آگے بڑھتا رہا جو ظالم سامنے آیا اپنی ٹاپوں سے پامال کرتا جا رہا ہے لوگوں نے کہا کہ اسے روکا جائے مگر ذوالجناح رکنے کیلئے تیار نہیں ہے ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ تیر انداز کدھر چلے گئے کمانداروں کو بلاؤ تیروں کی بوچھاڑ کریں یہ ذوالجناح خیمہ تک نہ جانے پائے ابن سعد کے کانوں میں آواز آئی کہا کہ خبردار تیر نہ مارنا یہ رسولؐ اللہ کی سواری کا گھوڑا ہے ہائے کاش کوئی غیرت دار ہوتا اور یہ کہتا کہ پسر سعد یہ رسول اللہ کی سواری کا گھوڑا ہے اور حسینؑ دوش پیغمبرؐ کا سوار ہے کماندار پیچھے ہٹے ذوالجناح آگے بڑھا اور جب در خیمہ کے قریب پہنچا بچی کے کان میں آواز آئی کہا پھوپھی اماں ایسا لگتا ہے کہ میرا بابا آ گیا ہے کہا بیٹی کیسے پہچانا کہا آپ ذوالجناح کی آواز نہیں سن رہی ہیں اے پھوپھی اماں اجازت دیجئے کہ میں در خیمہ پر جا کر اپنے بابا کا استقبال کروں جہاں میں نے بابا کو رخصت کیا تھا اسی جگہ جا کر بابا کا استقبال کروں۔ یہ کہہ کر

بچی چلی۔ در خیمہ پر آئی اب جو در خیمہ تک آکر پردہ اٹھایا تو کیا دیکھا کہ ذوالجناح آیا مگر حسینؑ نہیں آئے آگے بڑھیں آکے سموں سے لپٹ گئیں اے ذوالجناح "**من الذی ایتمنی علی صغر سنی**" ارے مجھے اس کمسنی میں کس نے یتیم کردیا اے ذوالجناح اپنے سوار کو کہاں چھوڑ کے آیا جب کوئی جواب نہ ملا تو عجب فقرہ کہا ذوالجناح کم سے کم ایک بات تو بتادے "**ھل سقی ابی او قتل عطشا نا**" ارے بابا کو پانی ملایا پیاسے ہی مارے گئے ذوالجناح نے اپنا سر در خیمہ پر مارنا شروع کیا سکینہ تمہارے بابا کو زیر خنجر بھی پانی نہیں ملا۔

لو عزیزو! ابھی چند لمحے گذرے تھے کہ ایک مرتبہ پھر فضائے کربلا میں ایک آواز گونجی چلو چلو خیموں میں آگ لگا دو خانوادہ حسینؑ کی ایک کمسن بچی جسکا نام فاطمہ ہے روایتوں میں ہے کہ در خیمہ پر کھڑی ہوئی مولا کا انتظار کر رہی تھی ایک مرتبہ دیکھا کہ ظالم مشعلیں لئے چلے آرہے ہیں ہائے ظالموں کا کیا ارادہ ہے چند لمحے نہ گذرے تھے کہ دیکھا خیموں سے دھواں اٹھنے لگا اب بچی کدھر جائے دیکھا کہ ایک ظالم نیزہ لئے ہوئے آرہا ہے بچی آگے بڑھی ظالم پیچھے چلا ہائے بچی تیز نہ دوڑ سکی ظالم نے پشت میں نیزہ مار دیا بچی غش کھا کر خاک پر گر پڑی اب جو خیمے جلنے لگے تو سیدانیوں نے خیمہ سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا شہزادی زینبؑ آئیں اے بیٹی جلدی باہر چلو خیمے جل رہے ہیں بیٹی جلدی اٹھو خیموں میں آگ لگی ہوئی ہے اب جو بچی نے آنکھ کھولی تو کہا کہ پھوپھی اماں کیسے جاؤں کہ سر پر چادر نہیں ہے پھوپھی اماں اگر باہر نکلنا ہے تو پہلے کوئی چادر تو دیجئے فرمایا بیٹی آنکھیں کھول کر پھوپھی کا سر دیکھو۔ بس عزیزو خیمے بھی جل گئے اور تیسرا مرحلہ آ گیا اب وہ آخری منزل سامنے آگئی ہے کہ خیام جل گئے ہیں سیدانیاں خاک پر بیٹھی ہیں ایک مرتبہ فضہ دوڑ کے آئیں شہزادی زینب کے پاس کہا بی بی ایک بڑی قیامت کی خبر سنی ہے فرمایا فضہ بتاؤ کیا سن کے آئی ہو کیا خبر لائی ہو۔

کہا بی بی ذرا دل سنبھالئے تو بتاؤں فرمایا کہ فضہ بیان کرو مجھے کوئی فکر نہیں ہے اب میرے واسطے

کوئی مصیبت نہیں ہے عون ومحمد مارے گئے اکبر برچھی کھا چکے عباس شانے کٹا چکے علی اصغر کام آچکے میرا بھیا بھی مارا گیا اب اس کے بعد زنیب کیلئے کوئی مصیبت مصیبت نہیں ہے اب تو خیمے بھی جل گئے اب مجھے کسی مصیبت کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہا نہیں بی بی دل سنبھالئے تو میں بتاؤں کہ میں نے کیا سنا ہے اب زینب کا دل تڑپتا جارہا ہے فضہ کیا کہنا چاہتی ہو ارے جلدی بیان کرو فضہ کیا سنا۔

کہا بی بی ابھی میں میدان کے قریب گئی تو میرے کانوں میں آواز آئی کہ ابن سعد کہہ رہا ہے کہ گھوڑوں کی نعل بندی کی جائے ایسا لگتا ہے کہ میرے شہزادے کالاشہ پامال کیا جائیگا۔

زنیب بے قرار ہو کے جو آگے بڑھیں تو کیا دیکھا کہ اِدھر کے سوار اُدھر اور اُدھر کے سوار اِدھر ارے زہرؑا کا لال اماں آؤ اپنے لال کو دیکھو تم نے کن نازوں سے پالا تھا کہ ہائے شام غریباں آئی لاشے پامال ہو چکے خیمے جل چکے سیدانیوں کا کوئی سہارا نہ رہ گیا۔

سیعلم الذین ظلمو ا ای منقلب ینقلبون

علامہ طالب جوہری

مجلس شام غریباں

وَاَوۡحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ ۝ ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِیۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ۝ (صلوٰۃ)

عزیزانِ محترم!

1425 ہجری کی مجلس شام غریباں کیلئے میں نے سرنامہ کلام میں سورۃ نحل کی مسلسل دو آیات کی تلاوت کا شرف حاصل کیا۔

سورۃ نحل قرآن مجید کا سولھواں سورہ ہے اور وہ آیات جن کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا ہے ان کے نشانات 68 اور 69 ہیں۔

ارشاد فرمایا وَاَوۡحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحۡلِ

''تمہارے ربّ نے، تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی پر وحی کی۔''

کیا وحی کی؟ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا

''کہ جا پہاڑوں میں اپنے گھر بنا۔''

وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ ۝

''اور درختوں پر اپنے گھر بنا جہاں بلند مقامات تجھے ملیں ان مقامات پر اپنے گھروں کو تعمیر کر۔''

جب گھر بن جائیں!

ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ

''پھر دنیا میں جتنے پھل ہیں جتنے پھول ہیں ان سے عرق کو حاصل کر اور اپنے ربّ کی راہوں میں سر جھکا کر چلتی رہ''

یَخرُجُ مِنۢ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّختَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ

''اور اس کے پیٹ سے ایک مشروب نکلتا ہے جس کی رنگتیں مختلف ہیں۔''جس کی رنگتیں مختلف ہیں۔

فِیۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

''ہم نے اس مشروب میں پوری انسانیت کیلئے شفا رکھ دی ہے۔''

اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَكَّرُوۡنَ ۝

''اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو اپنی فکر سے کام لینے کے عادی ہیں آیت کے معنی ''نشانی''۔

تو اس مقدس اجتماع کیلئے میں نے ان آیات کا انتخاب اس لیے کیا کہ ذرا سا آخری لفظ پر گفتگو ہو جائے اور پھر ہم پہلے لفظ کی طرف جائیں گے آیت کے معنی نشانی، علامت۔ عربی میں اسے آیت کہتے ہیں اور قرآن کی اصطلاح میں ہر وہ شے جو خدا کے وجود پر دلیل بن جائے اسے آیت کہتے ہیں۔

اللہ کی نشانیوں کو دیکھو: دسویں، گیارہویں، بارہویں آیت سولہواں سورۃ۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمۡ

انسانو سُنو!

''ہم نے آسمان سے پانی کو اتارا تمہارے لیے''

ہم نے آسمان سے پانی کو اتارا تمہارے لیے یہ ہماری نشانی ہے۔ بھائی توجہ رہے۔

مِنۡهُ شَرَابٌ ''تم اس پانی کو پیتے ہو''۔

مِنۡهُ شَجَرٌ فِيۡهِ تُسِيۡمُوۡنَ ۝

''اور اسی پانی سے ہم نے درخت اُگائے ہیں''

اسی پانی سے جب چراگاہیں تیار ہو جاتی ہیں تو تم اپنے مویشیوں کو چرانے کیلئے ان چراگاہوں میں لے جاتے ہو۔

وَيُنۡبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَالنَّخِيۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ

''اور ہم نے اسی پانی سے کھیتیاں اُگائیں، انگور اُگائے، زیتون اُگائے۔ کھجور کے درخت اُگائے۔''

بھائی توجہات مبذول رہیں۔

وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ

''اور پھل پھول دیئے'' وہ اسی پانی سے دیئے۔

اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۝

''ہم نے اس پانی میں اپنی نشانی رکھی ہے ان لوگوں کیلئے جو فکر سے کام لیتے ہیں یہ ہے گیارہویں آیت اور اب بارہویں آیت۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ

''سُنو اللہ وہ ہے جس نے رات کو مُسخر کیا تمہارے لیے مُسخر کیا دن کو تمہارے لیے، اس نے سورج کو مُسخر کیا تمہارے لیے اس نے چاند کو مُسخر کیا تمہارے لیے۔

وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمۡرِهٖ ؕ

''اور ستاروں کو اپنے امر کے کنٹرول میں رکھا''

ترجمہ پوری ذمہ داری سے کر رہا ہوں۔

وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمۡرِهٖ ؕ

''اور ستارے اس کے امر پر مُسخر ہیں''

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ

ہم نے اس میں نشانیاں رکھی ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

بس ذرا عقل سے کام لیتے چلو۔سورج مُسخر ہوا تمہارے لیے چاند مُسخر ہوا تمہارے لیے دن مُسخر ہوا تمہارے لیے،(اُس نے مُسخر کیا)۔رات مُسخر ہوئی تمہارے لیے۔

وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِہٖ ؕ

ستارے ہم نے اپنے کنٹرول میں رکھے کہ اگر کبھی کوئی ستارہ کسی گھر پر اتر آئے۔۔۔۔(آہاہا)

(نعرہ حیدری یا علیؑ)

کہ اگر کبھی کوئی ستارہ اُتر آئے تو ہماری مرضی کا نمائندہ بن کے اُترے۔

دیکھو قرآن مجید نے بکثرت مقامات پر اپنی آیتوں اور اپنی نشانیوں کا تذکرہ کیا۔سورج نشانی ہے ہمارے وجود کی تو اس کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ کی آیتیں ہیں آیت کے معنیٰ ''نشانی''

اس کائنات کا وجود اس کے وجود کی نشانی ہے سورج نشانی ہے سورج آیت ہے لیکن تم نے اتنی مرتبہ نکلتے ہوئے اور ڈوبتے ہوئے دیکھا کہ اب وہ آیت نہیں رہا بلکہ عادت بن گیا۔پرندوں کا فضا میں اُڑنا نشانی ہے اللہ کی آیت ہے اللہ کی اتنی مرتبہ تم نے اُڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھا کہ وہ آیت اب عادت بن گئی تو پروردگار کا طریقہ یہ ہے کہ کبھی کبھی وہ اپنا کنٹرول دکھانے کیلئے پھر عادت کو آیت بنا دیتا ہے طوفانوں کا آنا عادت ہے لیکن اگر قوم نوحؑ کیلئے آئے تو آیت ہے۔

''آگ کا بُجھ جانا جلتے جلتے عادت ہے لیکن اگر ابراہیمؑ کیلئے بجھ جائے تو آیت ہے''

مکڑی کا جالا بُننا عادت ہے لیکن اگر غار ثور کے دہانے پر بُن دے تو آیت ہے(آہاہاہا۔۔واہ واہ

دروازوں کے ذریعے گھروں میں جانا عادت ہے لیکن اگر دیوار توڑ کے بلایا جائے تو آیت ہے

(نعرہ حیدری یا علیؑ)

"تم اپنی عادت کو سمجھو اور اس کی آیت کو سمجھو"

اب میں آگے بڑھ رہا ہوں لیکن آیت یہیں سے آگے بڑھ رہی ہے بیٹے کا ہر گھر میں پیدا ہونا عادت ہے لیکن ایسا بھی پیدا کیا جو آیت بن گیا سورۃ مریم 19 واں سورہ ہے قرآن مجید کا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِانْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا۔

ترجمہ سنتے چلو اس پورے پیراگراف کا سنو

"حبیبؐ اپنی کتاب میں مریمؑ کا تذکرہ کرو جب وہ اپنے گھر والوں سے ہٹ کر ایک مشرقی علاقے میں چلی گئی اور جانے کے بعد مریمؑ نے اپنے گھر والوں سے پردہ کر لیا۔ جب پردہ کر لیا اور فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا "تو ہم نے روح الامین کو بھیجا"

(آہاہا۔۔۔۔۔ واہ واہ واہ)

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ٥

"روح الامین آیا تو ایک مکمل مرد کی صورت میں ظاہر ہوا"

جب مریم کی نگاہ اس بشر پر پڑی لفظ ہے بشر، لفظ بشر ہے۔

قَالَتْ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ٥

"تو بے اختیار مریمؑ نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تجھ سے اگر متقی ہے تو رُک جا"۔

قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ۔

"کہنے لگا وہ (فرشتہ) مریم مت گھبراؤ میں تو تمہارے ربّ کا پیغام پہنچانے والا ہوں

اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ "میں تو تمہارے ربّ کا رسول ہوں"

جبریلؑ اپنے ربّ کا رسول ہے۔

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ٥

''کہ تمہیں ایک پاک و پاکیزہ بچہ عطا کروں''۔

میں عطا کروں۔۔۔۔۔ میں عطا کروں

چھوٹا رسول۔۔۔۔۔ چھوٹا رسول اگر بچہ عطا کردے تو بڑے رسول کے متعلق فتویٰ کیا ہے۔

سُنتے چلو اس لیے کہ سلسلہ فکر۔۔۔۔۔ (صلوٰۃ)

اس لیے کہ سلسلہ فکر مسلسل ہے۔

قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ

''کہ مجھے بچہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے''۔

وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّاo

''مجھے کسی بشر نے مَس نہیں کیا اور میرا کردار بے عیب ہے''۔

بے عیب کردار والی مریم معصومہ اس لیے ہے کہ اس کی کوکھ میں معصوم کو پلنا ہے

قَالَ کَذٰلِکِ

''اس رسول نے (جبریلؑ) نے کہا مریم ہوگا ایسے ہی جیسے ہم کہہ رہے ہیں

کَذٰلِکِ مَریمؑ ایسا ہی ہوگا

قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ

''اور تمہارے ربّ نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ میرے لیے یہ کام بہت آسان ہے کہ کنواری کے پیٹ سے بچہ پیدا کردوں **ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ** لیکن ایسا کرنا کیوں چاہتا ہے؟

لِنَجْعَلَہٗٓ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ

''ایسے بچے کو میں اپنی نشانی بنانا چاہتا ہوں انسانیت کیلئے''۔

بھئی بہت توجہ رہے اب میں درمیان میں چند آیتیں چھوڑ رہا ہوں۔ بچہ پیدا ہوا۔ اور کنواری مریمؑ اسے گود میں لے کر شہر ناصرہ کے چوک پر پہنچی۔ بھئی سُنتا قرآن ہے قرآن۔

جب کنواری مریم کی گود میں بوڑھے یہودیوں نے بچہ دیکھا، کنواری مریمؑ کی گود میں بوڑھے یہودیوں نے جب بچہ دیکھا تو بے اختیار بولے۔

یَا اُخْتَ هٰارُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّاo

''اے ہارونؑ کی بہن تیرا باپ برا انسان نہیں تھا''

وَّمَا کَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّاo

''اور تیری ماں بھی بری نہیں تھی تو یہ بچہ کہاں سے لے آئی''۔

جس کے ماں باپ اچھے ہوں اُسی سے اچھے عمل کی توقع ہے''

فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ط ''مریم نے اشارہ کیا بچے کی طرف''

قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا o

'' کہنے لگے یہودی یہ کیا بولے گا گھوارے کی عمر کا بچہ کیا بولے گا۔

قَالَ ''وہ بچہ بولا''(آ ہا ہا ہا)صلوٰۃ

آیت ہے آیت ہے بچہ بولا **اِنِّی عَبْدُ اللّٰهِ** ''میں اللہ کا بندہ ہوں''

اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّاo

''اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے''

گود میں نبی بن گیا۔ یہ کیا کمال کی بات ہے (انجیل میں ہے کہ نبی 35,30 برس کے ہو جائیں گے) گود میں کہہ رہے ہیں مجھے کتاب دی ہے انجیل اور ہے کتاب اور ہے (آہاہاہا آہاہاہا)صلوٰۃ

اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّاo

''اللہ نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے

''مجھے بتلاؤ بڑا محترم مجمع بیٹھا ہے صاحبان فکر تشریف فرما ہیں عیسیٰ کی زندگی کا پہلا جملہ کیا ہے پہلا جملہ، تین دعوے ہیں میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے

۔ پہلا جملہ زندگی کا کیا ہے؟ میں اللہ کا بندہ ہوں''

بھئی کون نہیں جانتا کہ تم اللہ کے بندے ہو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی بھئی یہیں سے نبی کا علم غیب ہے کہ میرے ماننے والے مجھے اللہ کا بیٹا کہیں گے تو اسی لئے کہا کہ پہلی بات اللہ کی بندگی سے ہوگی اب پھر واپس چلو بوڑھے یہودیوں نے کہا مریمؑ تم یہ بچہ کہاں سے لے آئی۔

فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ ''اشارہ کیا بچے کی طرف اس سے پوچھو''

اگر میری گود میں بچہ۔ ہو تم مجھ سے کچھ پوچھو اور مَیں اشارہ کردوں بچے کی طرف یا تو میں پاگل ہو ں یا یقین ہے کہ یہ بولے گا۔ عیسیٰؑ کا بولنا تو غیب میں ہے اور مریمؑ کو اس کا علم ہے۔

اب یہ مسلمان عجیب ہیں کہ ماننے پہ آئیں تو محمدؐ کو عالم الغیب نہ مانیں

(آہاہا۔۔۔واہ واہ۔۔۔۔نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ رسالت یارسول اللہ نعرہ حیدری یا علیؑ)

اب ذرا رک جاؤ میں تمہاری فکر کی روشنی میں آیات سے گفتگو کو آگے بڑھا رہا ہوں اور اب ذرا سا پیچھے پلٹتے چلو روح الامین آیا مریمؑ کے پاس فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّاه ''ایک مکمل مرد کی صورت میں بشر بن کے آیا' ٹھیک ہے ناں اور کہنے لگا اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ''میں عہدے میں رسول ہوں ہے نوری مخلوق، آیا ہے بشر بن کر ہے نوری مخلوق آیا بشر بن کر عہدہ ہے رسالت کا کہہ دو کہ جبریلؑ ہم جیسا (آہاہاہا۔۔واہ واہ)' کہہ دو کہ جبریلؑ ہم جیسا تو جب تم خادم محمدؐ جیسے ہو نہ سکے تو محمدؐ جیسے کیسے بن جاؤ گے۔

بشریت کی نفی نہیں ہے قُلْ اِنَّمَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ''میں تم جیسا بشر ہوں'' فرق یہ ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے تم پر وحی نہیں آتی۔

''میں تم جیسا بشر ہوں لیکن تم مجھ جیسے نہیں ہو۔ (آہاہاہا۔۔۔۔واہ واہ)

فرشتہ یہ کہہ رہا ہے۔ کہ میں تم جیسا تم مجھ جیسے نہیں ہو۔ میں تم جیسا تم مجھ جیسے نہیں اور اگر کوئی ہے تو عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ (آہاہا) نعرہ حیدری یا علیؑ یا علیؑ)

ایک سمت وحی نے پوری انسانیت سے بلند کر دیا۔

اب میں اپنے سننے والوں کو اس مرحلے پر روکوں گا۔

''میں تم جیسا بشر ہوں'' پڑھا لکھا مجمع ہے اور اس بیان کو جہاں تک ہی لے جا سکتے ہو لے جاؤ ضرورت کیا تھی اس آیت کی اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ ''کہ میں تم جیسا بشر ہوں''

''بتلاؤں'' دیکھو پوری تاریخ مکہ اُٹھا کر دیکھو کہ اتنے ضعیف الاعتقاد تھے مکہ والے کہ شہر سے باہر گئے انہیں کوئی جانور نظر آ گیا وہیں پر اس کی پوجا۔ لومڑی کی پوجا کرنے والے مکہ میں تھے۔ خرگوش کی پوجا کرنے والے مکہ میں تھے۔ بھیڑیے کی پوجا کرنے والے مکہ میں تھے یہ حال تھا مشرکین کا اور اہل کتاب عیسائی اور یہودی قَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُنِ ابْنُ اللّٰہِ یہودی کہتے تھے کہ عزیر اللہ کے بیٹے عزیر بنی اسرائیل کے ایک بنی یہودیوں کا ایک فرقہ کہا کرتا تھا۔

کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے۔

کہا بھئی کیسے بیٹے ہو گئے؟

کہا کہ ایک شخص کے سر پر بال نہیں تھے انہوں نے سر پر ہاتھ پھیر دیا بال آ گئے اس لیے عزیر اللہ کا بیٹا۔ کہا کہ ایک نہر میں پانی نہیں تھا انہوں نے اپنا لعاب دہن پھینک دیا پانی نہر میں جاری ہو گیا لہذا عزیر اللہ کا بیٹا۔

اچھا بھئی وہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا عیسائیوں کا خیال۔

''بھئی کیسے''؟

کہا کہ مُردے کو زندہ کر دیا تھا اللہ کے بیٹے۔ بھئی روح نکال دی تھی۔ اللہ کے بیٹے۔

''بھئی ٹھیک ہے ناں''

تو چھوٹے چھوٹے معجزے دِکھلانے والے زمینی معجزے زمینی معجزے (توجہ رہے) زمینی معجزے دکھلانے والے پیغمبروں نے جب معجزے دکھلائے تو ان کے ماننے والوں نے کہا کہ یہ اللہ کا بیٹا

ہے۔۔۔جی۔۔۔۔اوراب ایسا آیا جس نے زمینی کام نہیں آسمانی کام کیے اور سورج پلٹایا یا چاند کو توڑا، ستارے کو اُتارا تو اُنہیں خدا کا بیٹا کہہ رہے تھے تو ڈر تھا کہ اِسے خدا نہ کہہ دیں اُنہیں تو خدا کا بیٹا کہہ رہے تھے ڈر تھا کہ کہیں محمدؐ کو خدا نہ کہہ دیں تو اللہ نے کہلوایا کہ محمدؐ کہہ دے کہ میں تم جیسا بشر ہوں خدا نہیں ہوں (آہاہاہا۔۔۔۔واہ واہ) میرا ایک جملہ یاد رکھو گے میرا جملہ یاد رکھو گے ''حبیب کہہ دو کہ میں تم جیسا بشر ہوں خدا نہیں ہوں یہ آیت توحید بچانے کیلئے آئی تھی نبوت برباد کرنے کیلئے نہیں آئی تھی (آہاہاہا۔۔۔آہاہاہا) ہم بہت آہستہ سے اس مرحلہ فکر تک آئے ہیں تو وحی ہے بنیاد وحی ہے بنیاد میں اب تک آیات مبارکہ کے آخری لفظ پر بات کر رہا تھا اب واپس چلو پہلا لفظ **وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحل** ''تیرے ربّ نے شہد کی مکھی پر وحی کی''

یہ وحی کیا ہے جو شہد کی مکھی پر ہو رہی ہے۔

وَاَوْحٰی فِی کُلِّ سَمَاءٍ اَمْرًا ''ہم نے آسمانوں پر وحی کی کہ کام کرتے رہو۔ہم نے آسمانوں پر وحی کی اپنے کام کرتے رہو'' پروردگار نے زمین پر وحی کی''

تو آسمان پر وحی زمین پر وحی شہد کی مکھی پہ وحی۔ وحی کے معنی ہیں کسی مخلوق کی ذات میں کسی صفت کو گوند دینا (آہاہاہا۔۔آہاہاہا) یہ لفظ میں نے جان بوجھ کر استعمال کیا کہ اس کے خمیر میں ڈال دینا اس کے مزاج میں ڈال دینا، اُس کی فطرت میں ڈال دینا۔ بھئی! اب تم حق رکھتے ہو کہ مجھ سے پوچھو کہ یہ وحی کا ترجمہ کس روشنی میں کیا۔

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الجِبَالِ بُیُوْتاً وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ٥ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً ط

تمہارے ربّ نے شہد کی مکھی سے کہا کہ اپنے ربّ کی راہوں میں سر کو جھکا کے چل اس کے مزاج میں یہ بات رکھ دی۔

بھئی رک جاؤ اس مرحلے پر، بھئی رک جاؤ۔

اللہ نے جانوروں کیلئے تو شریعت بنادی یعنی میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ شیر گھاس نہیں کھاتا اور گھوڑا گوشت نہیں کھاتا دونوں اپنی اپنی شریعتوں پر عمل پیرا ہیں لیکن یہ انسان ہے جو اپنی حد سے تجاوز کرتا ہے۔اب میں کیسے اپنے سننے والوں کی خدمت میں عرض کروں اور یہ جو سرکشی ہے ناں ---یہ عقل نے پیدا کی۔

اس جملے پر مجھے معاف کردینا یہ جوانسان میں سرکشی آئی یہ عقل کی بنیاد پر آئی اب گھمنڈ آگیا ہم عقلمند ہیں عقل سے علم حاصل کریں گے۔اب جب علم آجائے گا تو طاقت آجائے گی جب طاقت آجائے گی تو وہ بے دریغ استعمال کریں گے'' بھئی یہی ہورہا ہے ناں۔۔''

پروردگار نے اپنی ایک صفت قرآن مجید میں کبھی دس مقامات پر استعمال کی۔گیارہ مقامات پر اللہ نے کہا کہ میں ہوں طاقتور کوئی اپنی طاقت پہ گھمنڈ نہ کرے۔تو عقل تھی اس سے علم حاصل کیا علم سے طاقت حاصل کی زمینوں سے اُن کی رگوں سے (یہ جملہ میں تمہیں ہدیہ کرچکا ہوں)

زمین کی رگوں سے نچوڑے ہوئے خون سے طاقت پیدا کی اور اب جہاں چاہا اس طاقت کو استعمال کیا۔

''جانتے ہو سورہ نحل کے آغاز میں پروردگار نے کیا کہا؟''

خَلَقَ الاِ نْسَا نَ مِنْ نُطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنَ۔

دیکھو! اس انسان کو جسے ہم نے نجس پانی سے پیدا کیا اور یہ ہمیں سے لڑنے کیلئے کھڑا ہوگیا۔

تو مخلوق خدا سے لڑنا مخلوق سے لڑنا نہیں ہے بلکہ خدا سے لڑنا ہے،ہم نے اسے نجس پانی سے پیدا کیا آب نجس سے پیدا کیا یہ ہم سے لڑنے پر آمادہ ہے اور کیسا لڑا۔

بھئی دیکھو تباہ و برباد کردینا اور ہے لیکن کیا اپنے زمانے کے طاقتور فرعون نے خدائی کا دعویٰ نہیں

کیا؟ اپنے زمانے کے طاقتور نمرود نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا؟

دیکھو! بھئی دیکھو طاقت طاقت اتنی ذلیل شے ہے کہ اگر کنٹرول میں نہ ہو تو کنویں میں پھنکوا دے (آہاہا۔۔۔واہ واہ واہ) یہ جو مزاج میں سرکشی آئی سنتا بھئی سنتا یہ جو مزاج میں سرکشی آئی یہ ہوا ہے ہوا کے معنی جانتے ہو۔

ٹک کی اِس حرص و ہوا کو چھوڑ دیا ہوا۔

ہوا خواہش نفس، ہوا خواہش نفس جمع کیا ہے۔ ہوا خواہشیں

وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰيهُ ''اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی ہوا کی پیروی کرے''

اَفَرَأَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ (سورہ جاثیہ آیت 23)

''حبیبؐ تم نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جو اپنی خواہش کو اپنی ہوا کو اپنا خدا سمجھتے ہیں ''اپنی ہوا کو اپنا خدا سمجھتے ہیں (سورۃ جاثیہ آیت 18)

وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ

''خبردار خواہشوں کی پیروی نہ ہو جاہلوں کی خواہش کی پیروی نہ ہو''

ہوا کی پیروی نہ ہو اور ہوا سے بچ کے چلنا عجیب آواز دی

وَلَوِ اتَّبَعَ الۡحَقُّ اَهۡوَآءَهُمۡ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ

(سورۃ مومنون آیت 71)

''اگر حق لوگوں کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے اگر حق لوگوں کی ہوا و ہوس کی پیروی کرنے لگے تو آسمان و زمین فاسد ہو جائیں'' اگر آسمان اور زمین باقی ہیں تو یہ سمجھ لو کہ حق نے ہوا کی پیروی نہیں کی (واہ واہ۔۔۔آہاہا۔۔۔نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ رسالت یا رسول اللہ نعرہ حیدری یا علیؑ) رُک جاؤ خدا کی قسم! اس ہوا کو کنٹرول کرنے کیلئے وحیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

سورہ نحل وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ

"حبیبؐ ہم نے تجھ سے قبل جتنے بھی مرد بھیجے نبیوں میں ان پر ہم وحی کیا کرتے تھے مَا اَرْسَلْنَا وحی ایک جانوروں میں تھی جوان کی فطرت میں گوندھی گئی۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ

"حبیبؐ ہم نے تجھ سے پہلے جیسے بھی رسول بھیجے وہ مرد تھے۔، وہ۔۔۔۔ مرد تھے۔

نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ "ہم اُن پر وحیاں نازل کیا کرتے تھے۔

اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ۔

(سورہ نساء)

"حبیبؐ ہم نے تجھ پر ویسے ہی وحیاں نازل کیں جیسے ہم نے نوحؑ بنی پر نازل کیں اور جیسے ہم نے نوح کے بعد پر نازل کیں اور ویسے ہی وحیاں تجھ پر نازل کیں۔

دیکھ رہے ہوناں۔۔۔۔ تو میرے بنی پر نزول ہے وحی کا لیکن میں ایک بات کہنا چاہ رہا ہوں اور اگر یہ بات پہنچ گئی تو میری آج کی محنت سوا گنا ہو جائے گی ہم نے نبیوں پر وحیاں نازل کیں ہم وحی بھیجتے رہے نبیوں پر، حبیبؐ ویسی ہی وحی تجھ پر بھیج رہے ہیں۔

"تو یہاں تک تو محمدؐ نبیوں جیسے اور اب نبیوں سے بلند کیا (سورۃ نجم 53 واں سورۃ قرآن کا)

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔

"یہ میرا محمدؐ میرا حبیبؐ یہ بات ہی نہیں کرتا اور اپنی خواہش سے جو بھی بولے، جو بھی بولے وہ وحی الٰہی ہے۔"

اس کے قول میں اللہ نے اپنی وحی گوندھ دی نبیوں پر وحیاں آئی ہیں اور میرے بنی کے قول میں وحی گوندھی گئی ہے یہ ہے میرے بنی کا قول، یہ ہے میرے بنیؐ کا قول۔ بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے مگر جو بولے وہ وحی الٰہی ہے۔

اوراب سورۃ یونس میں آواز دی 10 واں سورہ قرآن کا

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ (یونس آیت نمبر 15)

''حبیبؐ کہہ دے کہ میں وہی کرتا ہوں جو وحی الٰہی ہے''

عمل میں بھی وحی گوندھ دی (واہ واہ۔ سبحان اللہ۔ واہ واہ)

میرا جملہ یاد رکھو گے ایک وہ وحی ہے۔ ایک وہ وحی ہے جو اس کے قول و عمل میں گوندھی ہوئی ہے میرا نبیؐ جو بھی کچھ کہے وہ وحی الٰہی ہے اور میرا نبی جو بھی کرے وحی الٰہی۔ اس کا عمل بھی وحی الٰہی اس کی زبان بھی وحی الٰہی۔

ایک دن ہاتھوں پر اُٹھایا اور زبان سے کہا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ

(آہاہاہا۔۔ واہ واہ۔۔ نعرہ حیدری یا علی)

میرے نبیؐ کا ہر عمل جو کہے وہ وحی الٰہی اور میرا نبیؐ جو کرے وہ وحی الٰہی ایک دن ہاتھوں پر اٹھایا اور زبان سے کہا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ یہ کہہ کر جوان علیؑ کو بوڑھے نبیؐ نے کھڑا کیا اور دونوں ہاتھ۔۔۔۔۔ دیکھو پھر کہہ رہا ہوں کہنا اور کرنا اور پھر کہہ رہا ہوں اور دونوں ہاتھ بلند کیے اور بارگاہ الٰہی میں آواز دی۔

اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهٗ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ

''پروردگار اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے اُس سے دشمنی کر جو اس سے دشمنی کرے اور اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے اُسے چھوڑ دے جو اِسے چھوڑ دے''۔

مجھے بتلاؤ میرے نبیؐ نے دُعا مانگی دعا رد ہوئی یا قبول (آہاہاہا۔۔۔ واہ واہ) ''دعا رد ہوئی یا قبول'' بھئی میرے نبیؐ کی دُعا رَد نہیں ہوسکتی یقیناً قبول ہوئی ناں۔۔۔ کہ میرے مالک اس سے محبت

کرجو اِس سے محبت کرے اور اس سے دشمنی کرجو اس سے دشمنی کرے تو اب قیامت تک جو بھی اللہ کا دوست ہے وہ علیؑ کا دوست ہے (نعرہ حیدری یا علیؑ واہ واہ واہ) یاد رکھنا میرا نبیؐ وہ ہے جس کا مزاج وحی الٰہی، جس کی فطرت میرے نبیؐ کی فطرت وحی الٰہی۔ اب کیا کیا جائے جس طریقے سے مغرب سے بہت سی چیزیں، بہت سی غلط چیزیں درآمد کی گئیں مغرب کا ایک سلوگن بھی آیا ہمارے پاس جانتے ہو مغرب نے کیا کہا؟

گرِجا نے وہ فساد پیدا کیا گرجا یعنی عبادت گاہ گرجا کے نظام نے وہ فساد پیدا کیا کہ عوام نے گھبرا کے کہا گرجا کا حق گرجا کو دو لیکن بادشاہ کا حق بادشاہ کو دے دو یعنی دین الگ ہے سیاست الگ ہے عبادت گرجا میں اور گرجا کے باہر جو پوری زندگی ہے اس پر گرجا کا کوئی (حق) نہیں ہوگا۔ یعنی دین کو دنیا سے الگ کر دیا۔ بھئی یہی نظریہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں آگیا کہ نبیؐ اگر دین کی باتیں بتلائے لے لو اور دنیا کی کہے لینا ضروری نہیں ہے تو نبیؐ کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا یہ دین کی زندگی یہ دنیا کی زندگی اور ابھی طے کر کے اُٹھے ہیں میرا نبیؐ وہ ہے جس کا مزاج وحی الٰہی ہے (آہاہا۔۔۔واہ واہ) میں اپنے سارے سُننے والوں کو اس مرحلہ فکر پر روک رہا ہوں نبیؐ کا مزاج وحی الٰہی دین اور دنیا کی تقسیم نہیں ہے لیکن تھوڑی دیر کیلئے میں تو اتحاد بین المسلمین کا قائل ہوں۔ مان لو! نبیؐ جو دین کی باتیں بتلائے حُجت ہیں اور دنیا کی باتیں (نعوذ باللہ) حُجت نہیں ہیں لیکن یہ تو بتلاؤ کہ نبی کب دین کی بات کہتا ہے اور کب دنیا کی بات کہتا ہے۔

کامن سینس (Common Sence) کا سوال ہے کامن سینس کا سوال ہے کہ نبیؐ دین کی کب کہتا ہے اور دنیا کی کب بات کہتا ہے؟ کہنے لگے اگر گھر میں کہہ دے اگر گھر میں کچھ کہہ دے وہ دُنیا کی بات ہے لیکن اگر منبر سے کچھ کہے (آہاہا۔۔۔واہ واہ)

اب آپ کیسے تمیز کریں کہ نبیؐ کب دین کی باتیں بتلا رہا ہے اور کب دُنیا کی باتیں بتلا رہا ہے کہا اگر پرائیوٹ بات ہوگی وہ دنیا کی بات ہے لیکن اگر منبر سے کچھ کہے وہ دین کی بات، اگر مسجد سے

کچھ کہے وہ دین کی بات ہے اگر کعبے کے پہلو میں کچھ کہے وہ دین کی بات ہے۔۔۔۔وہ دین کی بات ہے۔

اب مجھے بتلاؤ کہ محمدؐ رسول اللہ فاطمہؑ کیلئے حجرے میں کھڑے ہوئے تھے یا مسجد میں۔۔۔؟ مولایت کا اعلان۔۔۔۔؟ کیا جب گھر کی چھت سے کیا یا غدیر کے منبر سے۔۔۔؟ (واہ واہ۔۔۔نعرہ حیدری یا علی) گفتگو اپنے آخری مرحلوں کے قریب ہونے والی ہے۔

ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ط

"جتنے بھی پھل پھول ہیں دنیا میں ان سے عرق کو حاصل کر (مفید سے لے مضر کو چھوڑ دے نہیں ہے (آہاہاہا)

يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط

دیکھ جیسے بھی پھل ہوں جیسے بھی پھول ہوں ان سے عرق کو حاصل کر۔عرق کو حاصل کر مگر مشروب جو بنے وہ شفاء ہو۔

یہ مکھی کے پیٹ میں کونسا کارخانہ ہے جو زہر کو شفاء میں بدل رہا ہے

(آہاہاہا۔۔سبحان اللہ۔۔۔۔آہاہا)

یہی تو نشانی ہے، یہی تو نشانی ہے صاحبان غور و فکر کیلئے ان میں غور کرو۔مِن كُلِّ ثَمَرَاتِ کل کا کل سمجھ میں آ گیا سمجھ میں آ گیا تو تقریر آخری مرحلوں میں داخل ہو گئی سورہ نحل میں آواز دی

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ

کُل اُمت دنیا میں جتنی بھی امتیں گزری ہیں ان کا نبی اُن پر گواہ ہو گا اور آخری نبیؐ اُن سارے نبیوں پر گواہ ہو گا میرا محمدؐ کل کا شہید مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ۔

"ہر شے کا جاننے والا ہے کُل پہنچا جہاں کُل آ جائے وہ دائرہ سو فیصد یہ ہے کوئی باہر نہیں جا سکتا"۔

''اللہ کُل پہ قادر۔ اللہ کُل کا علیم۔ میر احمدؐ کُل پہ شہید۔ میر احمدؐ کُل کا شہید''

اب سورۃ بنی اسرائیل میں آواز دی **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ**

(آہاہاہا۔۔۔واہ واہ) پندھوہواں پارہ قرآن مجید کا میں نے ٹکڑا پڑھا ہے آیت مبارکہ کا **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ** سو فیصد سارے انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ بُلائیں گے۔''

تو جب تک ایک بھی انسان دُنیا میں ہے ایک امام کا وجود ضروری ہے (آہاہاہا۔۔۔واہ واہ) اللہ کُل شے پر قادر ہے کوئی شے اس کی قدرت کے دائرے سے باہر نہیں ہے **اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** میرا نبی کُل انبیاء کا گواہ ہے۔ یہاں تک آ گئے تو اب امامت کیلئے ایک آیت ہدیہ کر دوں۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ سورۃ یٰسین 22واں پارہ (صلوٰۃ)

نبوّت۔۔۔نبوّت دین لاتی ہے۔ امامت۔۔۔دین بچاتی ہے۔

صاحبانِ فکر کا مجمع ہے لفظ بدل رہا ہوں نبوّت ہے بنائے **لَا اِلٰهَ** امامت ہے بقائے **لَا اِلٰهَ** جب کلمے پر وقت آیا تو کوئی نہ اُٹھا سوائے محمدؐ کے نواسے کے۔ میں نے بار بار حُسینؑ کا وہ پیغام دہرایا ہے کہ یہ لکھ کر نکلے تھے مدینے سے کہ

اِنَّ الْحُسَيْنَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

وصیت نامہ لکھا ہے حُسینؑ نے مدینے سے نکلتے وقت، اب وہ وصیت نامہ حوالے کیا ہے محمد حنفیہ کے۔ حُسینؑ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور حُسینؑ گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ **اِنِّيْ لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا** چند آیتیں چھوڑ رہا ہوں **وَلَا بَطِرًا وَلَا مُفْسِدًا وَلَا ظَالِمًا** ''میں جو مدینہ چھوڑ رہا ہوں اور مدینے سے خروج کر رہا ہوں نہ تو توسیع پسندی کے

عزائم ہیں نہ ملک گیری کی ہوس ہے اور نہ میں کوئی ظلم کرنا چاہتا ہوں نہ تو زمینوں پہ قابو کرنا چاہتا ہوں"

وَخَرَجْتُ الْاِصْلَاحِ فِیْ اُمَّۃِ جَدِّیْ

"میں تو اس لیے خروج کر رہا ہوں کہ اپنے نانا کی امت کی اصلاح کروں۔ یہ کہہ کر چلے وصیت نامہ محمد حنفیہ کے ہاتھ میں دیا آج تک تاریخ میں رقم ہے۔ دے کر چلے 28 رجب کو چلے 3 شعبان کو مکہ معظمہ میں وارد ہوئے اور 8 ذی الحج کو یوم ترویہ "یوم ترویہ" جانتے ہو یوم ترویہ مکے کی آبادی کا سب سے بڑا دن ہوتا ہے سارا حاجی اس مقام پر جمع ہوتا ہے 8 ذی الحج کو یعنی اتنا بڑا اجتماع اب دوبارہ نہیں ہوگا سوائے اگلے سال کے، لاکھوں حاجی کھڑے ہوئے ہیں اور ایسے میں زوال کا وقت آیا ظہر کا وقت۔ ظہر کے وقت مجمع اپنے عروج پر، خانہ کعبہ کے چاروں طرف مجمع اپنے عروج پر، ظہر کے وقت مجمع نے ایک کیفیت دیکھی کہ بھیڑ چھٹنی شروع ہوئی اور بنی ہاشم کے جھرمٹ میں حُسینؑ آئے۔

ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا دیکھا محمدؐ کا نواسہ آ رہا ہے دیکھا فاطمہؑ زہرا کا بیٹا آ رہا ہے اور اُس کے بعد اُس اجتماع عظیم میں حُسینؑ نے ایک خطبہ دیا وہ خطبہ تاریخوں میں محفوظ ہے پڑھنے کے قابل ہے ظاہر ہے اب دامن وقت میں گنجائش نہیں ہے۔ ورنہ میں ضرور مکمل خطبہ پڑھتا۔

کہنے لگے فرزندان آدمؑ کے گلے میں موت اتنی ہی سجتی ہے جتنا گلوبند ایک جوان عورت کے گلے میں سجتا ہے جسے زندگی عزیز ہے وہ میرا ساتھ نہ دے اور جسے زندگی عزیز نہیں ہے وہ میرے ساتھ آئے بھئی جانتے ہو حُسینؑ نے کیا کہا۔۔۔؟ فرمایا مجھے علم ہے کہ حاجیوں کے بھیس میں میرے قاتل آئے ہیں اور حُسینؑ یہ پسند نہیں کرتا خانہ کعبہ کی حرمت میرے خون سے ضائع ہو۔ مجھے خانہ کعبہ کے قریب طواف کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے گا میں حرمت خانہ کعبہ کو بچانے کیلئے سفر اختیار کر رہا ہوں۔

اس بھرے مجمع سے کوئی نہ نکلا جو کہتا کہ محمدؐ کے بیٹے ہم بچا لیں گے۔ مظلومی سمجھ میں آئی

حُسینؑ ابن علیؑ کی۔حج کو عمرے سے تبدیل کیا حُسینؑ ابن علیؑ نے سفر اختیار کیا منزلیں طے کرتے ہوئے مصائب جھیلتے ہوئے 2 محرم کو کربلا کی زمین پر وارد ہوئے۔

بس میرے دوستو میرے عزیزو! چار محرم کو نہر کے کنارے سے خیمے ہٹائے گئے 7 محرم سے پانی بند ہوا 9 محرم کو میرا مولا دشمنوں میں گھر گیا اور 10 ویں محرم کی دوپہر کے بعد میرا مولا آواز دے رہا تھا **هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا** ہے کوئی ہماری مدد کو آنے والا **هَلْ مِنْ مُغِيثٍ يُغِيثُنَا** ہے کوئی ہمارے استغاثے پر لبیک کہنے والا ہے کوئی جو محمدؐ رسول اللہ کے حرم کی حفاظت کرے کوئی نہ آیا ششماہہ بچہ ہاتھوں پہ آیا بچے کو میدان میں لائے۔اپنے خون سے سیراب ہوا بچے کو واپس لائے ننھے مجاہد کی قبر تھی تلوار سے کھودی، دفن کیا واپس آئے واپس آنے کے بعد پُشت ذوالجناح پہ بلند ہوئے گھوڑے کو ایڑ لگائی گنج شہداء کے پاس آئے جہاں شہداء کے لاشے پڑے ہوئے تھے اور آواز دی۔

میرے شیرو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ کل میری آواز پر دوڑ کے آتے تھے آج حُسینؑ تمہیں مدد کیلئے بُلا رہا ہے لیکن تم لبیک نہیں کہتے۔شہداء کے لاشوں میں حرکت ہوئی۔ایک مرتبہ حُسینؑ نے آواز دی ہاں میں جانتا ہوں کہ تم مجھے لبیک کیوں نہیں کہتے، زمانے نے میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دی یہ کہہ کر حُسینؑ ابن علیؑ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور یہ کہتے ہوئے تلوار کھینچی کہ اب بھوکے کی جنگ دیکھو، اب پیاسے کی جنگ دیکھو اُس کی جنگ دیکھو جس کا جوان بھائی مارا گیا، اب اس کی جنگ دیکھو جس کا جوان بیٹا مارا گیا۔فوجوں کو بھگا دیا۔نہر کے کنارے آئے عباس کا لاشہ پڑا ہوا تھا رکابوں پہ زور دے کے کہا بھیا اب اُٹھ کے بھائی کی جنگ دیکھو۔بڑے جلال کا حملہ تھا، بڑے ہی جلال کا حملہ تھا۔حملہ کیا اٹھارہ میل تک فوجوں کو بھگا دیا ایک مرتبہ کانوں میں آواز آئی بیٹے کب تک جنگ کرے گا۔۔۔؟ بس آواز گونجی **يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّه** اے صاحب نفس مطمئن واپس آجا بس یہ سننا تھا ایک مرتبہ **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن** کہہ کر تلوار کو نیام میں رکھا

گھوڑے پر سر جُھکا کر بیٹھ گئے، کہیں سے تلواریں آئیں تیر آئے، کہیں سے نیزے آئے، کہیں پتھر آئے میرا مولا زخمی ہوتا چلا، میرا مولا زخمی ہوتا چلا، سر زخمی، رُخساریں زخمی، گلہ زخمی، شانے زخمی، سینہ زخمی ایک مرتبہ ذوالجناح کے گلے میں بانہیں ڈال دیں ذوالجناح ذوالجناح دیکھ کہ میرا اکبر کہاں ہے وہیں پہ مجھے اتار دے۔ اجر کم علی اللہ بھئی رو چکے۔ ذوالجناح ذوالجناح میرے اکبر کے پاس اُتار دے ذوالجناح نے اپنے پیروں کو موڑا تا کہ سوار آسانی سے اُتر جائے، زخمی سوار آسانی سے اُتر جائے حُسینؑ گھوڑے سے زمین پہ آئے لیکن زمین پہ نہیں گئے کچھ دیر تیروں پہ معلق رہے۔ بس دو جملے حُسینؑ زخمی ذوالجناح سے پُشتِ ذوالجناح سے زمین پہ آچکے زخموں سے چوُر ہے۔ سُنو گے حُسینؑ گھوڑے سے زمین پہ آچکے اتنے میں کسی خیمے کا پردہ اُٹھا اور گیارہ سال کا چھوٹا سا بچہ دوڑتا ہوا حُسینؑ کے پاس آیا عبداللہ اطہر رسول کے بڑے نواسے کا چھوٹا سا بیٹا یہ وہ وقت تھا جب تلوار اُٹھ چکی تھی بچہ چچا کو شہید ہوتے ہوئے نہ دیکھ سکا اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے بچہ چیخا، بچہ چیخا حُسینؑ نے آنکھیں کھولیں کہا بیٹے تو آ گیا تیرا ہی انتظار تھا۔ یہ کہہ کر حُسینؑ نے بچے کو گود میں لے لیا سُنو گے خدا کی قسم، خدا کی قسم کربلا روزِ عاشور۔ کربلا کی زمین اور روزِ عاشور یہ دونوں گواہ ہیں کہ ظالم کے ظلم کی حد معلوم ہو گئی لیکن مظلوم کے صبر کی حد نہیں معلوم ہوئی بچہ چچا کی گود میں چھپا ہوا ہے۔

ظالم چاہتے ہیں کہ پہلے بچے کو قتل کریں لیکن حُسینؑ نے اپنی گود میں چھپایا ہوا ہے۔ سُنو گے جب تلوار مارنے کی جگہ نہ ملی تو ایک مرتبہ وہی کیا جو اصغر کے ساتھ کیا تھا۔ تیر جوڑا بچے کے گلے کا نشانہ لیا۔۔۔ تیر جوڑا بچے کے گلے کا نشانہ لیا میرے عزیزو سُنو! تم نے گریہ کیا یہ وہ وقت تھا۔ سُنو سُنو جملے سُنو یہ وہ وقت تھا جب حُسینؑ نے بچے کے لاشے کو رکھا اور اپنے سر کو پروردگار کی بارگاہ میں زمین پر رکھ دیا۔ مالک میں نے اپنے وعدے کو پورا کیا اب تو اپنے وعدے کو پورا کر۔ سُنو تم نے گریہ کیا حُسینؑ گھوڑے سے گر پڑے وہ بہن جو خیمے کا پردہ اُٹھائے بھائی کی جنگ دیکھ رہی تھی ایک

مرتبہ پُکار کے بولی اُمِّ کلثوم بچوں کا خیال رکھنا میرا بھائی مجھے نظر نہیں آتا یہ کہہ کر بی بی میدان میں آئی حُسینؑ سجدے میں تھے جملہ سُنو گے حُسینؑ کا جسم پتھروں میں چھپا ہوا تھا۔ دیکھا غور سے اور ایک جملہ کہا شہزادی نے خدا کی قسم کتنے مرثیے لکھے گئے، کتنے سلام لکھے گئے، کتنے نوحے لکھے گئے لیکن بی بی زینبؑ کے ان دو لفظوں پہ سارے مرثیے قربان بھائی کو اس کیفیت میں دیکھا اور فرمایا اَنتَ اَخی یا تو ہے میرا بھائی حُسینؑ حُسینؑ ابھی زندہ ہیں شہزادی کی آواز کانوں میں گئی آنکھیں کھولیں گوشِ چشم سے اشارہ دیا بہن ابھی میں زندہ ہوں خیمے میں جاؤ بی بی حکم امام پر خیمے کی طرف واپس چلی ابھی خیمے میں داخل نہیں ہوئی تھی ایک مرتبہ سیاہ آندھی آئی زمین کو زلزلہ آیا اور کسی نے آواز دی قتل الحسین بِکَربلا اَلاَ ذبح الحسین بِکَربلا۔ کربلا کے بن میں شام غریباں آگئی، بے کسوں کی شام، لاوارثوں کی شام، کٹے ہوئے سروں کی شام، کچلے ہوئے لاشوں کی شام، خون آلودہ کانوں کی لبوں کی شام، بچی کے زخمی رُخساروں کی شام آگئی (اجرکم علی اللہ) خیمے جل گئے۔ چادریں چھن گئیں اسباب لُوٹا جا چکا۔ محمد رسول اللہ کے خاندان والے جلے ہوئے خیموں کے درمیان بیٹھے ہیں۔ میرا جملہ یاد رکھو گے چھوٹے چھوٹے بچے موجود ہیں یہ وہ بچے ہیں جو محرم کی ساتویں تاریخ سے پیاسے ہیں بچہ تو بچہ ہے۔ بچہ اپنی طلب کیلئے مچل بھی جاتا ہے عاشور کی عصر تک بچوں نے اصرار کیا ہے مولا پانی، اکبر کے پاس آئے بھیا پانی۔ عباس کے پاس آئے چچا پانی، دن بھر بچوں نے پانی مانگا۔ لیکن اب جلے ہوئے خیموں کے درمیان اب کوئی بچہ مانگے تو کس سے مانگے۔۔۔۔؟ پانی مانگے تو کس سے مانگے۔۔۔۔؟ جلے ہوئے خیموں کے درمیان۔

سُنو شہزادی زینبؑ شجرہ جانتے ہو ناں زینبؑ بنت فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ۔ اُمِ کلثومؑ بنت فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ دونوں سگی بہنیں ہیں علیؑ کی بیٹیاں۔ فاطمہؑ زہرا کی بیٹیاں انہوں نے بچے گنے بچے کم تھے اور ان بچوں میں سکینہ نہیں تھی کہا اُمِ کلثومؑ تم یہاں بچوں کی نگرانی کرو میں جا رہی ہوں بچوں کی تلاش کیلئے۔ آخری جملے تقریر کے بی بی زینبؑ جا رہی تھی کہ دو بچے ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے

نظر آئے بی بی نے آ کے اُٹھایا بچوں کے سینوں پر گھوڑوں کی ٹاپوں کے نشان تھے آگے بڑھی پکارتی ہوئی چلی سکینہ سکینہ اگر میری آواز سنو تو لبیک کہو۔ ایک دفعہ ایک کٹے ہوئے گلے سے آواز آئی زینب بہن آہستہ بولو سکینہ میرے پہلو میں سو رہی ہے (اجرکم علَی اللہ) بچی کو جگایا اپنی گود میں لیا کہا بیٹے چلو خیموں میں چلو کہا نہیں پھوپھی اماں مجھے میرے بابا کے لاشے کے پاس رہنے دو۔ کہا بیٹی جنگلوں میں اکیلا نہیں رہا جاتا۔ رُو کے کہنے لگی پھوپھی اماں میرا بابا بھی تو اکیلا ہے۔ تم نے گریہ کیا مجلس تمام ہوگئی گود میں لیے ہوئے شہزادی زینب سکینہ کو آئی خیمے میں لٹا دیا۔ اب پانی کہیں سے بھی آیا ہو جب پانی آ گیا تو ایک مرتبہ شہزادی نے کوزے سے پانی بھرا شانہ ہلایا بیٹی سکینہ پانی آ گیا۔ بچی آنکھوں کو ملتی ہوئی اٹھی کہا پھوپھی اماں کیا میرا چچا پانی لے کے آ گیا۔ کہا نہیں بیٹا تیرا چچا تو مارا گیا۔ لیکن تو پانی پی لے۔ بچی نے کوزہ ہاتھ میں لیا چلی مقتل کی طرف پھوپھی اماں پہلے چھوٹے بھائی کو پلاؤں گی پھر بعد میں پیوں گی۔

علامہ طالب جوہری صاحب

مجلس شام غریباں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اُدۡعُ اِلٰی سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِه وَهُوَ اَعۡلَم بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ۝ (سورۃ النحل: ۱۲۵)

عزیزان محترم! اس معزز محترم اور متبرک اجتماع کی خدمت میں سورۂ نحل کی ایک آیت کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا۔ سورہ نحل قرآن مجید کا سولھواں سورہ ہے اور جس آیت کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا اور وہ اس سورہ کی ایک سو پچیسویں آیت ہے اس آیہ مبارکہ میں پروردگار عالم نے اپنے حبیبؐ کو تبلیغ کا ضابطہ اخلاق دیا کہ تبلیغ کرنی کیسے ہے۔

ادع الی سبیل ربك حبیبؐ انسانیت کو اپنے اللہ کے راستہ کی طرف دعوت دو۔ بلاؤ۔

بالحکمة: حکمت کے ذریعے

والموعظة الحسنة، اچھی نصیحت کے ذریعے

وجادلهم بالتی هِیَ احسن اور اگر کوئی بحث کے لیے آمادہ ہو جائے تو حبیب اس طریقہ سے بحث کر جو بحث کا بہترین طریقہ ہے۔

ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبیلة ۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے ہٹ گیا۔

و هو اعلم بالمهتدین اور تمہارا اللہ ہدایت پانے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں پیغمبر اکرمؐ کے لیے تبلیغ کے تین طریقے معین کیے گئے حکمت موعظہ، جدال احسن، حکمت کے معنی بات کو سمجھا دینا موعظہ کے معنی نصیحت کرنا۔ کیونکہ یہ تینوں لفظ تلخیص ہیں

قرآن مجید کی اس لئے میں چاہوں گا کہ میرے سننے والوں کے ذہن میں یہ محفوظ ہو جائیں اور حکمت بات کو سمجھنا، موعظہ نصیحت کر دینا جدال احسن بہترین طریقے سے بحث کرنا۔

جب بھی دنیا میں کوئی تحریک آئی تو اس کے مقابل میں تین قسم کے لوگ پیدا ہوتے ہیں پہلی قسم کے لوگ وہ ہیں جو سمجھنا چاہتے ہیں کہ اس میں گہرائی کتنی ہے دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم اس تحریک کو قبول کرلیں تو فائدہ کتنا ہے تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اپنی دانشورانہ انا پر اڑ جاتے ہیں اور بحث کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں Reactin کے طور پر چوتھا کوئی گروہ ان تین گروہوں کے علاوہ نہیں ہوتا۔

حبیب! اگر سمجھنے کے لیے کوئی آجائے اسے حکمت سے بتلا دو اگر کوئی نفع نقصان معلوم کرنا چاہے نصیحت کر کے اسے بتلا دو اگر کوئی اڑ جائے تو اپنی دانشورانہ انا کی لاج رکھنے کے لئے اور تجھ سے بحث پر آمادہ ہو جائے تو حبیب تو بحث کر لیکن لہجہ نیچا رہے الفاظ دھیمے رہیں گفتگو میں مٹھاس ہو۔

تو وہ اسلام جو تبلیغ میں سخت لہجہ کو پسند نہ کرے وہ تلوار کو کیسے پسند کرے گا اب مجھے کہنے دو کہ آج کی متمدن دنیا نے جو ہم پر اعتراض کیا کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا اور آج کی دنیا کے پورے وسائل لگے ہوئے ہیں بدنام کرنے کے لیے کہ اسلام اسلحہ کے زور پر پھیلا ہے تاریخ اسلام کی پہلی جنگ جنگ بدر اس سے پہلے کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اس جنگ میں آنے والے تین سو تیرہ اور وہ ایسے نہتے کہ کسی کے پاس گھوڑا ہے تو تلوار نہیں ہے کسی کے پاس تلوار ہے تو گھوڑا نہیں ہے۔ اب میں ایک سوال پوری انسانیت کے ضمیر سے کرنا چاہتا ہوں کہ پہلی جنگ ہے بدر اور اس میں تین سو تیرہ آگئے تو بھئی یہ تین سو تیرہ کس تلوار سے مسلمان ہوئے؟

کم سے کم اتنا مانو کہ تین سو تیرہ اس جنگ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے تو یہ کس تلوار سے مسلمان ہوئے تھے تو بھئی یہ لوہے کی تلوار نہیں تھی یہ میرے محمدؐ کے کردار کی تلوار تھی۔

اسلحہ: اسلام میں قیام امن اور بقائے امن کی آخری کوشش کا نام ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو قتل گناہ کبیرہ میں نہ ہوتا۔ کیا قرآن نے پالیسی دی ہے یہ آیت اگر ذہنوں میں محفوظ ہو جائے تو میری محنت سوا گت ہو جائے گی۔

من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الا رض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکا نما احیا الناس جمیعا

(سورہ المائدہ آیت ۳۲)

''جو شخص قتل کردے۔ قصاص میں نہیں ناحق قتل کردے''۔

فکا نما قتل الناس جمیعا: گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا اور تو ایک کا قاتل نہیں ہے پوری انسانیت کا قاتل ہے اور اگر کوئی ایک انسان کی زندگی کا سبب بن جائے تو وہ پوری انسانیت کی زندگی کا سبب بنا یہ جملے ذہنوں میں محفوظ ہوتے جائیں۔۔۔۔۔

انسان اگر چہ اکیلا ہے مگر انسان پوری انسانیت کا نمائندہ ہے۔۔۔۔ بھئی احترام انسانیت سمجھو اور اگر احترام انسانیت سمجھ لیا میں پھر واپس چلا جاؤں گا کیا عجیب بات ہے اور حمل کا ساقط کرنا حرام ہے۔۔۔۔ بھئی ابھی تو آیا نہیں ہے۔۔۔۔۔ لیکن نہیں اس کا احترام کرو اور اسے محفوظ رکھو۔ اچھا آ گیا اور آکے واپس چلا گیا اور مردہ ہے پھینک دو اٹھا کے کہا: نہیں اسے نہلائیں گے اور کفن پہنائیں گے نماز جنازہ پڑھیں گے اسے اپنے کندھے پر اٹھا کر لے جائیں احترام سے اسے دفن کریں گے اور تو ایک طرف اسلام کی تعلیم کہ جب آئے تو احترام کرو جب جائے تو احترام کرو اور دوسری طرف خون انسان اتنا ارزان کہ جسے چاہا فنا کے گھاٹ اتار دیا جسے چاہا موت کی بھینٹ چڑھا دیا۔

بھئی یہ قصہ آج کا نہیں ہے یہ ازل کا ہے۔ جب انکار کرنے والے نے سجدہ سے انکار کیا تو سوال کیا گیا کہ تو نے انکار کیوں کیا۔ کہنے لگا۔ کہنے لگا یہ مٹی ہے اسے سجدہ نہیں کروں گا

اور اللہ نے کیا کہا تھا! اس میں میری روح ہے۔۔۔۔تو ایک نقطہ نظر مٹی ہے سجدہ نہیں کروں گا۔دوسرا نقطہ نظر اس میں میری روح ہے سجدہ کر۔

تو اب جس کی جیسی مرضی جو مٹی سمجھے گا وہ قتل کرے گا اور جو اللہ کا خلیفہ سمجھے گا وہ احترام انسانیت کرے گا۔

سورہ بنی اسرائیل، سترھواں سورہ قرآن مجید کا (آیت ۷۰)

ولقد کرمنا بنی آدم و حملنٰهم فی البر و البحر و رزقنهم من الطیبات و فضلنهم علی کیثر ممن خلقنا تفضیلاہ

ہم نے بنی آدم کو کرامت دی ہے بزرگی دی ہے فضیلت دی ہے اسے خشک اور تری میں چلنا سکھایا اور ہم نے اپنی کیثر مخلوقات پر اسے برتری دے دی اور جب کیثر مخلوقات پر برتری ہے انسانوں کو تو ایک انسان کو دوسرے انسان کا احترام کرنا چاہے یا نہیں؟

اب میں یہاں سے ایک نئے مرحلے میں داخل ہو رہا ہوں اور وہ مرحلہ اس قابل ہے کہ تمہارے ذہنوں میں رہ جائے قرآن مجید نے آواز دی۔

بلی من اسلم و جهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه

(سورہ بقرہ آیت ۱۲۲)

حبیب کہہ دو کہ تم دیندار اس وقت ہو جب اپنے آپ کو اللہ کے سامنے **Surrender** کر دو اسلام کے معنی پوری زندگی کو اللہ کی بارگاہ میں جھکا دینا۔

بلیٰ من اسلم و جهه لله لیکن اللہ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو خم کر دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بندے سے کٹ جاؤ۔ **و هو محسن**۔احسان بھی کرو۔

یہ شرط قرآن مجید نے تین مقامات پر لگائی ہے سورہ لقمان میں ہے سورہ نساء میں ہے اور سورہ بقرہ میں ہے اسلام کی تعریف کیا ہے؟۔۔۔۔اللہ سے رابطہ بندوں سے ربط۔

نمازی۔۔۔۔اللہ کی بارگاہ میں ہے پوری خلق سے کٹا ہوا اللہ سے جڑا ہوا ہے یعنی اگر اللہ کی بارگاہ میں ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ بندوں سے کٹ جاؤ۔اللہ کی بارگاہ میں رہ کر بندوں سے جڑ جاؤ۔یہ ہے احسان۔اچھا دیکھو سلام میں پہل کرنا مستحب ہے۔جواب سلام واجب ہے۔ عجیب مرحلہ فکر ہے جس نے جواب دیا واجب کیا جس نے ابتداء کی مستحب کیا۔جاؤ دیکھو حدیثوں میں ہے یا نہیں کہ ابتدا کرنے والا پہلے جنت میں جائے گا تو جو مستحب کرے وہ پہلے جائے جو واجب کرے وہ پیچھے جائے یہ ہے احسان کی اہمیت۔

ہر انسان کے دو رُخ۔اللہ سے بھی جڑے رہو۔بندوں سے بھی جڑے رہو احسان سمجھ میں آ گیا۔

سورہ نحل میں آواز دی:

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان (آیت۹۰) جیسے ہی عدل کا حکم دیا ایسے ہم نے تم کو احسان کا حکم دیا تم پر احسان واجب کیا۔

احسان کے معنی ہیں ابتداء کرنا پہل کرنا۔۔۔۔اگر کوئی آیت کے آنے سے پہلے ابتدا کرے احسان ہے آیت میں حکم آیا اگر حکم آنے کے بعد عمل کرے اطاعت ہے اگر حکم آنے کے بعد انکار کر دے بغاوت ہے حکم کے آنے سے پہلے کام کر دے احسان ہے تو قبل نزول آیت اگر عمل ہو جائے احسان ہے بعد نزول آیت عمل ہو اطاعت ہے۔

قرآن میں انفاق کی آیتیں بعد میں نازل ہوئیں اور خدیجہ نے انفاق پہلے کیا تو احسان ہے جس بنیاد پر اللہ تعالیٰ طے کرے گا کہ بدلہ کیا دیا جائے اب ایک جملہ کہنے کی مجھے اجازت دو جہاں پہل ہو وہ احسان ہے یہ زمین اللہ نے تمہیں احسان میں دی۔احسان ہے تمہارا کوئی استحقاق نہیں تھا اور جہاں احسان ہو وہاں واپس لے سکتا ہے میں ایک مثال دوں گا اور اس مثال سے میرے سننے والوں پر بات واضح ہو جائے گی۔

دیکھو آدم علیہ السلام کو جنت میں رکھا بغیر کسی استحقاق کے احسان تھا اور ایک دن کسی سبب سے

جنت سے باہر بھیج دیا تو جہاں احسان ہو واپس بھی ہو سکتا ہے لیکن اسی پیغام میں کہا:

خلدین فیہا ابدا (سورہ المائدہ ۱۱۹) جو مومنین جنت میں جائیں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے اور انھیں کوئی نکال نہیں سکتا میرے عزیز و میرے دوستو! تم سے ایک سوال کرنا چاہ رہا ہوں

آدمؑ جنت میں تھے انہیں نکال دیا اور اب کہہ رہا ہے کہ اب مومنین جائیں گے۔

خلدین فیہا ابدا :وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔۔۔ یہ ہوا کیا؟ کہ انہیں کوئی جنت سے نکال نہیں سکتا کیونکہ خود کہہ رہا ہے **خلدین فیہا ابدا**۔۔

سورہ توبہ میں آواز دی

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ

(آیت:۱۱۱)

''اللہ نے مومنین سے جان خریدی ہے جنت بیچی ہے''۔

مومن جنت خریدنے والے اللہ جنت بیچنے والا۔ جب اس نے بیچ دی تو مومنین ہمیشہ کے لئے جنت کے مالک ہیں یہیں لانا تھا۔۔۔ ایک بندہ ایسا بھی ہے کہ:

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ

اللہ مرضی بیچنے والا اور ایک مرضی خریدنے والا

اللہ سے جڑے رہو۔ بندوں پر احسان کرتے رہو اور اگر اللہ سے جڑے رہے اور بندوں پر احسان کرتے رہے تو اسی کا نام ہے اسلام **بلیٰ من اسلم وجھہ للہ** اسلام لاؤ۔

ومن اسلم وجھہ للہ وھو محسن ۔ جو بھی اللہ کے لیے سر تسلیم کو خم کر دے جو بھی اسلام لائے لیکن شرط یہ ہے کہ احسان کرتے رہو تو یہ جو اسلام ہے اب چاہے اسے صراط مستقیم کہو چاہے سبیل الٰہی کہو چاہے اسلام کہو یہ کوئی نیا دین نہیں ہے آواز دی۔ سورہ بقرہ میں:

واذیرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمعیل ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم ٥ ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك وارنا مناسکنا وتب علینا انك انت التواب الرحیم ٥ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتك ویعلمھم الکتاب والحکمة ویزکیھم انك انت الغریز الحکیم

(آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹)

اسلام کے ریشے بہت قدیم ہیں اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم و اسمعیل مل کر خانہ کعبہ کی دیواروں کو بلند کرر ہے تھے اور دعا کیا مانگ رہے تھے؟

ربنا وارنا مناسکنا وتب علینا انك انت التواب الرحیم۔

پروردگار ہمیں اپنی عبادتوں کی جگہ دکھلادے **وتب علینا** ہماری توبہ کو قبول فرما کیونکہ تو توبہ کو قبول کرنے والا ہے تو رحمتیں نازل کرنے والا ہے **ربنا و اجعلنا مسلمین لك** پروردگار ہم دونوں کو اپنا مسلمان بنادے۔

و من ذریتنا امة مسلمة لك اور ہماری ذریت میں مسلمان امت چلتی رہے۔

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم انھی میں رسول آئیں کن میں آئیں؟ مسلمانوں میں ۔۔۔۔تو نزول وحی اول کے وقت اور جس وقت رسول نے اعلان بعثت کیا تو اس وقت مسلمان تھے یا نہیں تھے۔

مسلمان تھے اس لیے کہ ابراہیم کی دعا یہی تھی کہ پروردگار میں اور میرا بیٹا اسمعیل دونوں مسلمان ہیں اور اس کی ذریت میں مسلمان امت چلتی رہے اور اس مسلمان امت میں رسول مبعوث ہو تو وقت بعثت رسولؐ مسلمانوں کا وجود ضروری ہے اب کہاں ڈھونڈیں کہ وہ مسلمان کون تھے اور بس ایک آیت سورہ صافات کی پینتیسواں سورہ قرآن پاک کا۔

فلمّا اسلما وتله للجبین (آیت ۱۰۳) ہم کہتے ہیں کہ ابراہیم نے اسمٰعیل کو لٹادیا قربانی کے مقام پر باپ بھی مسلمان بیٹا بھی مسلمان۔

کیا عمر ہے ابراہیم علیہ السلام کی ۹۷ برس اور کیا عمر ہوگی اسمٰعیل کی۔۔۔۔۔ تیرہ برس اور ایک لفظ اسلام میں دونوں۔ یہ بھی مسلمان یہ بھی مسلمان یعنی بتلادیا کہ بچے کے اسلام پر اعتراض نہ کرنا۔ وہ بوڑھا۔ یہ کمسن بچہ تو نہ بوڑھے کی بات پر اعتراض کرنا نہ کمسن بچے کی بات پر اعتراض کرنا کوئی انکار کرسکتا ہے قرآن کہہ رہا ہے مسلمان۔۔۔۔۔ کیوں **تله للجبین** ۔اس کا سبب یہ ہے کہ باپ نے بیٹے کو قربانی کی جگہ پر لٹادیا

کمال ہوگیا ایک باپ نے ایک بیٹے کو قربانی کی جگہ پر لٹادیا تو اللہ نے کہا: باپ بھی مسلمان بیٹا بھی مسلمان اور ایک ایسا تھا جو بارہ برس محمد کو ہٹاتا رہا۔۔۔ بیٹوں کو لٹاتا رہا۔

پھر قرآن نے آواز دی۔ سورہ انعام کی ۱۲۵ ویں آیت

فمن یرد الله ان یهد یه یشرح صدره ،للاسلام ومن یرد ان یضله یجعل صدره ضیقاً حرجاً کانما یصصد فی السمآ کذالك یجعل الله الرجس علی الذین لایو منو نo

اللہ جب کسی انسان کو ہدایت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

یشرح صدره سینے کو کھول دینا نہیں میں نے یہ ترجمہ درست نہیں کیا۔

فمن یرد الله جب کبھی بھی اللہ کسی انسان کی ہدایت کا ارادہ کرے اس کے سینے کو کھول دیتا ہے **للا سلام** اسلام کے لئے۔

ومن یردان یضله اور جب کسی انسان کو گمراہی میں چھوڑنا چاہے۔

یجعل ضیقاً صدره اس کے سینے کو تنگ وتاریک چھوڑ دیتا ہے۔

کانمایصعد فی السما اور وہ گمراہی والا ایسے سوچتا ہے جیسے وہ آسمان میں اڑ رہا ہے

۔۔۔بھئی نفس کے تنگ ہونے سے آسمانوں میں اڑنے کا ربط کیا ہے؟ آسمانوں میں اڑنے سے تو سانس اور کھلنا چاہیے؟۔۔۔قرآن کہہ رہا ہے کہ سانس گھٹنے لگتا ہے آسمانوں میں اڑنے سے آکسیجن کی تھیوری ۱۹۵۴ء کی ہے آیت ڈیڑھ ہزار سال پرانی ہے۔

اور اب سورہ زمر ۳۹واں سورہ بائیسویں آیت

افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه

یشرح صدره ذہن میں رہے اگر کوئی شخص اپنے سینے کو اسلام کے لئے کھول دے تو وہ نور پر ہے۔ میں اگر سینے کو اسلام کے لئے کھولوں میں نور پر۔ تم اگر سینے کو اسلام کے لئے کھول دو تو تم نور پر ہو۔

میں اگر سینے کو اسلام کے لئے کھولوں میں نور پر۔ تم اگر سینے کو اسلام کے لئے کھولو تم نور پر شرح صدر سمجھ میں آگئی ہے اور اب اللہ نے اپنے حبیب سے کہا۔

بسم الله الرحمن الرحیم ۰ الم نشرح لك صدرك ۰ حبیب کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھولا۔۔۔تو اگر تم نور پر ہو تو وہ نور پر نہیں ہوگا۔

یہ مسلمین کی بات ہے اور اب اس میں دو آئتیں مجرمین کے بارے میں۔

وکذالك جعلنا فی کل قریة اکبر مجرمیها لیمکروا فیها وما یمکرون الا بانفسهم وما یشعرون (سورہ انعام آیت ۱۲۳)

ہم نے بڑے بڑے مجرمون کو ان کے بڑے شہروں میں چھوڑ رکھا ہے (تو اگر کہیں چھوٹے ہوئے ہوں تو رضا نہیں ہے مہلت ہے)

یمکروا فیها کہ اپنے مکر کرتے رہیں

وما یمکرون الا بانفسهم جو کچھ وہ مکر کر رہے ہیں ان ہی کی طرف پلٹ کے جائے گا۔

وما یشعرون سمجھتے ہی نہیں مکر کیے جا رہے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ پلٹ کر ان کی طرف آئے گا ان

کی نشانی کیا ہے

واذا جاء تھم آیۃٌ قالو الن نومن حتیٰ نوتی مثل ماأُوتِیَ رسل اللّٰہ (سورہ انعام آیت ۱۲۴) جب کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم آیت پر ایمان نہیں لائیں گے ہم کتاب پر ایمان نہیں لائیں گے ہمیں بھی وہ ملے جو رسولوں کو ملا ہے۔

مجرم کا کہنا یہ ہے کہ اللہ نے جیسے معجزے رسول کو دے دیئے جیسی کتاب نبی کو دی ایسے ہی ہمیں دے۔ اللہ عہدہ دے تو ہم مانیں گے یعنی مجرم سمجھ گیا کہ عہدہ اللہ دیتا ہے آپ کب سمجھیں گے مجھے کچھ نہیں معلوم۔

قالو الن نومن حتی نوتی مثل مااوتی رسل اللہ

ہمیں نہیں چاہئے رسول ہمیں تو وہ دے دے جو تو نے رسول کو دیا ہے یعنی رسول نہیں چاہتا کتاب چاہتا ہے۔ **اللہ اعلم حیث یجعل رسلتہ** اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے اپنی رسالت کو کس ظرف میں قرار دے اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کس بلند ظرف میں قرار دے۔ میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ رسالت ملنے کے بعد ظرف بلند نہیں ہوتا ظرف بلند ہو تو رسالت ملتی ہے اس کے فوراً بعد کی آیت۔

فمن یرد اللہ ان یھد یہ یشرح صدرہ للاسلام (انعام :۱۲۵)

یہ مسلم ہے جو کھلے دل سے پورے اسلام کو مان لے تو اب کیسے پہچانیں کہ مسلم کون مجرم کون؟

سورہ نون والقلم میں آواز دی:

افجعل المسلمین کالمجرمین (آیت ۳۵) جو مسلم ہوگا وہ مجرم نہیں ہوگا جو مجرم ہوگا وہ مسلم نہیں ہوگا مجرم پہچان لو مسلم خود سمجھ میں آجائے گا۔

ولہ اسلم من فی السَّمٰوٰت والارض طوعاً وَّ کرھا

(سورہ آل عمران آیت ۸۳)

کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کا مسلمان ہے چاہے اطاعت سے ہو چاہے کراہت سے۔
تو کہا زمین، مسلمان ہے، آسمان مسلمان ہے، سورج مسلمان ہے، چاند مسلمان ہے، ستارے مسلمان ہیں، کسی نے کلمہ پڑھا۔ ان کی اطاعت ہی ان کا کلمہ ہے تو پوری کائنات اطاعت میں ہے سب مسلمان۔۔۔ لیکن تمہارے باپ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

یاایھا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون۔ وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ ط ھواجتبکم وماجعل علیکم فی الدین من حرج ط ملۃ ابیکم ابراھیم ط ھو سمکم المسلمین ہمن قبل وفی ھذا

(سورہ حج آیت ۷۸۔۷۷)

یہ جو تمہاری نسل چل رہی ہے، یہ تمہارے باپ ابراہیم کی ملت ہے اس نے تمہارا نام مسلم رکھا پہلے بھی اور اب بھی۔ اب تک گفتگو تھی کہ اسلام یہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو جھکا دو۔ نام کس نے رکھا؟ تمہارے باپ ابراہیم نے۔

ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمکم المسلیمن ہمن قبل وفی ھذا

تمہارا نام ابراہیم نے مسلمان رکھا وہ کون ہے؟ تمہارا باپ تو تمہارے باپ ابراہیم نے تمہارا نام مسلمان رکھا اور اب میرے نبیؐ نے آواز دی۔

المسلم من سلم المسلمون عن یدہ ولسانہ ۔مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اسلام سمجھ میں آ گیا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ مسلمان ہے۔
آیتوں میں Dimensions ہیں صرف ایک Dimension بتلا رہا ہوں۔ یہ آسمان دیکھو کیسا مسلمان ہے جہاں ہم نے بلند کر دیا قائم ہے اور زمین دیکھو جیسے سطح کر دی بس اسی پستی کی منزل پر زمین قائم ہے ذرے ذرے کو جسے جہاں رکھ دیا قائم ہے وہ اپنے اپنے دائرہ اسلام

میں ہیں کیونکہ ان کے پاس عقل نہیں ہے۔۔۔۔اور کیونکہ عقل نہیں ہے اس لئے اطاعت۔

افلا ینظرون الی الا بل کیف خلقت (سورہ غاشیہ آیت ۱۷)

تم نے دیکھا اونٹنی کو کیسے خلق ہوئی اب جیسی ہم نے بناوی ویسی ہی ہے سر مو آگے بڑھتی ہے نہ پیچھے ہٹتی ہے کبھی تم نے دیکھا جب اونٹنی جا رہی ہو (کیا ممتا دی ہے اللہ نے) اور اس کا بچہ پیچھے آ رہا ہو تو اگر بچہ کسی وجہ سے رک جائے تو اونٹنی آگے نہیں بڑھے گی۔

رک کے اسے آواز دے گی اور جب تک نہ آ جائے نہیں بڑھے گی اور اگر تم نے بچے کو پکڑ لیا اور ماں آگے بڑھ گئی تو مچل کر جان چھڑا کر جھپٹ کر اپنی ماں سے جا ملے گا۔ تو اونٹنی کا بچے کے ساتھ دو ہرا رشتہ ہے۔ یعنی ماں اگر دور ہو جائے بچے کو پکارے۔ بچہ اگر دور ہو جائے تو جھپٹ کر ماں کے پاس جائے تو اونٹنی اور ماں کا رشتہ دوہرا رشتہ ہے۔۔۔۔ میرے علیؑ نے آواز دی۔

کنت اتبعه اتباع الفضیل ۔ میں نبی کے پیچھے ایسے چلتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے اور اس وقت کی بات ہے کہ ابھی رسالت کا اعلان نہیں ہوا تھا تو باقی پوری دنیا اعلان نبوت کے بعد محمد کا اتباع کرے علیؑ اکیلا ہے جو محمدؐ کے پیچھے چل رہا ہے۔

میرے علیؑ نے جو خطبہ دیا ہے وہ نہج البلاغہ میں موجود ہے بہت طویل خطبہ ہے میں صرف ایک ثبوت دوں گا۔ میں رسولؐ کے ایسے پیچھے چلتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے اور رسولؐ ہر روز میرے لئے اخلاق کا ایک پرچم بلند کر دیتے تھے۔

وکان یرفع لی کل یوم علما ۔ میں ہر وقت رسولؐ کے ساتھ ہوتا تھا اور اخلاق رسول کو سیکھتا تھا اور میں دن میں بھی ساتھ ہوں رات میں بھی ساتھ ہوں گھر میں بھی ساتھ ہوں۔

فلما نزل وحی الیه ۔ جب پہلی وحی نازل ہوئی سمجھتے ہو نا غار حرا میں آئی تھی۔

بسم الله الرحمن الرحیم ۔ اقرا باسم ربك الذی خلق ٥

جب پہلی وحی نازل ہوئی تو میں نے ایک چیخ سنی اور میں نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ چیخ کیسی؟

قال هذا شیطان یئس من عبادہ ۔

یہ شیطان تھا اب یہ اپنی عبادت سے مایوس ہوگیا۔

تو علیؑ نے کیا کہا: یارسول اللہ یہ چیخ کیا ہے:۔۔۔۔تو سب یارسول اللہ کہیں گے اعلان نبوت کے بعد اور یہ یارسول کہہ رہا ہے نزول وحی کے بعد۔

''اتبع'' کے معنی پیچھے چلنا۔علیؑ نے آواز دی: میں اپنے نبی کے پیچھے چلا۔

اور قرآن نے آواز دی:

وانذر عشیر تک الاقربین ٥واخفض جناحك لمن اتبعك من المومنین ٥ (سورہ شعرا آیت ۲۱۵۔۲۱۴)

حبیب رشتہ داروں تک نبوت کا پیغام پہنچادے اوران میں جو مومن ہوں جو اتباع میں کامل ہوں ان کے لئے کندھے کو جھکا دے۔اب دیکھ لینا تاریخ میں تفسیر میں کہ کون ہے مکمل اتباع کرنے والا بس ایک شرط دے دی ہے قرآن نے کہ جس کے لئے رسول کاندھا جھکادے وہ ہے مکمل اتباع کرنے والا نہیں ملا تاریخ میں میرے نبی کا جھکا ہوا کندھا۔یا فتح مکہ کے دن علیؑ کے لئے جھکایا۔

عید کے دن حسینؑ کا ناقہ بن کے جھکا۔آیت کا ٹکڑا سنو

فمن تبعنی فانه منی (سورہ ابراہیم آیت ۳۶) جو میرا مکمل اتباع کرے وہی ''منی'' ہے اسی لئے کہا'' **انه منی وانا منه**''

جو میرا مکمل اتباع کرے وہ مجھ سے ہے۔

علیؑ منی وانا منه علیؑ مجھ سے ہے۔

فاطمه بضعة منی حسن منی حسین منی وانا من حسین

اب محمدیت سامنے آئی یا نہیں۔

میری اس بات کو یاد رکھنا اور اگر برداشت کرسکو تو برداشت کر لینا تورات اور ہے اور سیرت موسیٰؑ

اور ہے۔۔۔۔جاؤ دیکھو تورات میں بہت سے واقعات ایسے ہیں جو سیرت موسیٰ کے خلاف ہیں تو یا تورات بدلی گئی یا سیرت بدلی گی۔

تورات میں سیرت موسیٰ کے بارے میں بہت سے ایسی خراب باتیں ہیں جو نبی کی شان کے لائق نہیں اور تورات کتاب خدا ہے اگرچہ تحریف شدہ صورت میں ہے لیکن تورات اللہ کی کتاب ہے ۔اس طرح انجیل اور ہے سیرت عیسیٰ اور ہے یا انجیل بدلی گئی یا سیرت عیسیٰ بدلی گئی۔

اب میرا نبی سیرت دے گا میرا نبی کتاب دے گا تو میرے نبی کی سیرت بھی آج موجود ہے میرے نبی کی کتاب بھی آج موجود ہے چیلنج کر رہا ہوں پوری عالم انسانیت کو کہ ایک آیت سیرت محمدؐ کے خلاف دکھلادو۔

پچھلی قوموں میں یہ طریقہ رہا کہ جہاں موقع ملا سیرت بدل دی جہاں ضرورت ہوئی کتاب بدل دی اور اب یہ آخری نبوت ہے اب کسی کو آنا نہیں ہے تو اگر کتاب بدل دی تو کیا ہوگا اور اگر سیرت بدل دی تو کیا ہوگا؟ تو اللہ کو زیادہ بندوبست کرنا ہے کتاب کے لئے آواز دی:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون ۔اس کتاب کو ہم نے اتارا ہے اور اس کتاب کی ہم حفاظت کریں گئے (سورہ الحجر,۹)

تو مالک تیری کتاب تو بدلی نہیں جائے گی لیکن محمدؐ کی سیرت کا کیا ہوگا اس لئے کہ امتیں عادی ہیں سیرت بدلنے کی۔مت گھبراؤ ایک کو بھیجوں گا سیرت بنانے کے لئے اور بارہ بھیجوں گا سیرت بچانے کے لئے۔یہی سبب ہے کہ جب دین نبیؐ پر وقت آیا تو کسی اور کا نواسہ نہیں اٹھا نبیؐ کا نواسہ اٹھا اور کہہ کر اٹھا۔

انی لم اخرج اشراً ولا بشراً ولا مفسداً ولا ظالماً بل خرجت لطلب الاسلام فی امت جدی۔

میں ظلم نہیں چاہتا۔میں مملکت پسند نہیں کرتا۔میں سلطنت کا طلب گار نہیں میں اپنے نانا کی امت کی

اصلاح کے لئے اٹھا ہوں۔

ارید ا ن آمر بالمعروف وانها عن المنكر

میں نے جو قیام کیا ہے اور وہ امر بالمعروف کے لئے اور نہی عن المنکر کے لئے ہے۔

مدینہ سے نکلتے وقت حسین ابن علیؑ نے یہ وصیت نامہ لکھ کر اپنے بھائی محمد حنیفہ کو دیا اور اس کے بعد قبر نبیؐ کی طرف گئے۔

کربلا کا واقعہ حادثاتی واقعہ نہیں۔ میرا یہ جملہ تمہارے ذہنوں میں محفوظ رہے جب حسینؑ پیدا ہوئے تھے تو جبریلؑ امین نے کربلا کی مٹی لا کر رسول کو دی تھی اور کتابوں کے اندر یہ واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔ جب تحریر لکھ کر دے دی تو نانا کی قبر مطہرہ پر وداع کرنے کے لئے آئے دونوں ہاتھ قبر رسول پر رکھے اور کہا۔

السلام عليك ياجدا السلام عليك يارسول الله ۔

نانا آپ پر میرا اسلام ہو اللہ کے رسول آپ پر میرا اسلام ہو۔ پہلے نانا پھر رسولؐ

اس کے بعد کہنے لگے نانا مجھے اپنے پاس قبر میں بلا لو ایک دعا مانگی میرے مالک تو جانتا ہے کہ میں نے کس مقصد کو قبول کیا ہے۔ تو میرے مالک مجھے وہ عطا کر جس میں تیری اور تیرے رسولؐ کی رضا ہو۔ یہ کہہ کر کچھ دیر کے لئے حسینؑ غنودگی میں چلے گئے خواب میں نانا کو دیکھا۔ رسولؐ نے نواسے کو سینے سے لگایا۔ کہا: نانا مجھے اپنے پاس بلا لو۔ کہا: حسینؑ کیا وعدہ بھول گیا۔ یہ سننا تھا کہ آنکھیں کھلیں اور بے اختیار کہا۔

انا لله وانا اليه راجعون ۔ رضا بقضائه وتسليما لامره ۔

نانا سے رخصت ہوئے بھائی کی قبر پر آئے بھائی کو سلام کیا بھائی سے اجازت لی۔

واقعہ کربلا کے راوی موجود ہیں۔ حسین جیسا شہزادہ اس کے قدم قدم کی رپورٹنگ ہے تاریخوں میں۔ راوی کا کہنا ہے میں دیکھ رہا تھا کہ جب نانا کی قبر کی طرف حسینؑ جا رہے تھے تو ایسے جما جما کر

قدم رکھ رہے تھے جیسے کوئی دین و دنیا کا بادشاہ جارہا ہو اور جب نانا سے رخصت ہوکر حسینؑ کی قبر پر آئے ہیں تو ایسے جما جما کر قدم رکھے ہیں کہ جیسے کوئی کوہ وقار جارہا ہو۔

لیکن جب بھائی سے رخصت ہوکر ماں کی قبر کی طرف گئے ہیں تو ایسے دوڑے جیسے کوئی چھوٹا بچہ دوڑتا ہے قبر پہ جا کے کہا:

السلام علیك یا اماه، السلام علیك یا اماه۔

ماں آپ کو میرا سلام ہو۔

اماں آپ کو میرا سلام ہو۔ سننے والا کہتا ہے ایک دفعہ قبر سے آواز آئی:

السلام علیك یا غریب الام ۔اے ماں کے پیارے بچے تجھے بھی ماں کا سلام پہنچے۔ ماں کی قبر سے رخصت ہوئے بھائی کی قبر سے رخصت ہوئے یہ ہے حسینؑ کی حالت پوری رات قبروں پر جاتے رہے۔

اچھا اب یہ بتاؤ کہ حسینؑ کی بہن زینب گھر میں کیا کر رہی ہوگی۔

حضرت عروہ ابن مسعود غفاریؓ صحابی رسولؐ ہیں گراں گوش تھے۔ کانوں میں آواز نہیں جاتی تھی۔ علم رجال کی کتابوں میں یہ جملہ ہے ''**کان لایسمع رعد**'' اتنے گراں گوش تھے کہ بادلوں کے گھڑ گھڑانے کی آواز بھی ان کے کانوں میں نہیں جاتی تھی اور سفر والی رات آدھی رات ایک مرتبہ گھبرا کے اٹھے اور اپنی بیوی سے کہنے لگے اور میں تو بادلوں کی گھڑ گھراہٹ بھی نہیں سنتا یہ کن بیبیوں کے رونے کی آواز ہے۔

زوجہ نے کہا: ارے کیا پوچھ رہے ہو یہ محمدؐ کی نواسیاں رو رہی ہیں یہ فاطمہ زہراؑ کی بیٹیاں رو رہی ہیں۔ سورج طلوع ہوا سامان سفر تیار ہوا بیبیاں سوار ہوئیں اور قافلہ چلا ۲۸ رجب کو چلے تھے تین شعبان کو مکہ پہنچے ۸ ذوالحجہ کو حج کو عمرہ سے بدلا چلے اور دو محرم کی تاریخ آ گئی اور یہ قافلہ جارہا ہے چلتے چلتے ایک مرتبہ حسینؑ کے گھوڑے نے چلنے سے انکار کر دیا کہا: دوسری سواری لاؤ۔ دوسرا گھوڑا

آیا۔سوار ہوئے نہیں چلا۔ مقتل کی ذمہ داریوں سے یہ جملہ عرض کر رہا ہوں ۔اور سواری لاؤ۔سواریوں نے چلنے سے انکار کیا فرمایا اہل قریہ کو تو بلاؤ۔وہ دور جو گاؤں نظر آرہا ہے۔

بنی اسد آئے پوچھا اس جگہ کا نام کیا ہے؟

کسی نے کہا **یقال لها غاضریه**۔اس کا نام غاضریہ ہے۔

کہا:اور کوئی نام؟ **یقال لها نینوا**۔۔۔۔اسے نینوا کہتے ہیں

کہا:اور کوئی نام؟ **یقال لها ماریه** ۔اسے ماریہ کہتے ہیں۔

کہا: کوئی اور نام؟۔۔۔۔۔ایک بوڑھا بولا **یقال لها کربلا** اسے کربلا کہتے ہیں۔

مولا ہم اپنے بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ یہ زمین کسی نبی اور کسی وصی نبی کو راس نہیں آئی اس لئے جتنی جلدی ہو سکے یہ زمین چھوڑ دیں۔

بس یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ آواز دی واللہ ھذہ ارض کرب وبلا ۔یہ کرب وابتلاء کی جگہ ہے یہاں ہماری سواریاں ٹھہرادی جائیں یہاں ہمارے چھوٹے بچے ذبح کر دیئے جائیں گے اور یہاں ہمارے اہل حرم اسیر کر دیئے جائیں گے۔عباس خیمے لگاؤ۔

دو(۲) محرم کو خیمے لگے تھے اور شام غریباں میں جلے تھے وہ خیموں کے لگنے کا دن تھا اور یہ خیموں کے جلنے کی شام۔۳محرم کو فوجیں آنے لگیں ۔۴محرم کو پسر سعد فوجیں لے کر آیا ۵محرم کو شمر کی فوج کے دستے آئے۔۶محرم کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ۷محرم کو پانی بند کیا گیا ۹محرم کو حملہ کر دیا گیا ایک رات کی مہلت لی حسینؑ نے کہا: بھیا عباس جاؤ۔کہو ہمیں ایک رات عبادت کی مہلت دے دو سب کو معلوم ہے کہ حسین کو عبادت کا بڑا شوق ہے۔ایک رات کی مہلت لی۔۔۔نہیں بلکہ ایک رات کی مہلت دی کہ جو حر ہو وہ آجائے۔

رات گزری۔۔۔۔حسینؑ کے قافلے میں دو موذن تھے ۔ایک حجاج ابن مسروق جعفی ۔جو راستہ بھر حسینؑ کے قافلے میں نمازوں کی اذانیں دیتا آیا اور ایک وہ موذن تھا جسے قریب بلا کر کہا بیٹے

علی اکبر ذرا صبح کی اذان تو دے دو۔۔۔۔۔

اکبر نے اللہ اکبر کہا۔سب بیبیوں نے بال کھولے کہ پروردگار اس آواز کو باقی رکھ۔

عاشور کا دن شروع ہوا علی اکبرؑ کی اذان سے اور ختم ہوا حسینؑ کے سجدے پر۔

نماز ہوئی ایک مرتبہ عمر سعد نے لشکر کے آگے آ کر کہا: لشکر والو! گواہ رہنا کہ پہلا تیر خیامِ حسینی کی طرف میں پھینک رہا ہوں۔

ادھر پسر سعد نے تیر پھینکا اور ادھر چار ہزار تیر اندازوں نے تیر پھینکے۔آدھی فوج حسینؑ کی اسی وقت شہید ہو گئی اور اب ایک گیا۔دوسرا گیا۔تیسرا گیا۔چوتھا گیا۔اور حسینؑ کا کام یہ کہ جب کوئی آواز دیتا ہے کہ فرزند رسولؐ میری مدد کو آیئے۔تو حسینؑ گھوڑے کو بھگاتے ہوئے لے جاتے ہیں اور رک کر ایک ہاتھ میں لگام ہے اور ایک ہاتھ سے لاشے کو اٹھاتے ہیں اور اس حال میں خیمے تک لاتے ہیں۔

تم نے بوڑھے شیر کی شان دیکھی۔۔۔۔۔دیکھو یہ مذاق نہیں ہے جو میں تمہیں سنا رہا ہوں یہ کربلا کا Document ہے، کربلا کی دستاویز ہے اٹھاون برس کا حسینؑ جس کسی نے آواز دی گھوڑے کو بھگاتا ہوا گیا ایک ہاتھ میں لگام ہے ایک ہاتھ سے لاشے کو اٹھا کر لا رہا ہے لیکن وہی حسینؑ جب بیٹے نے آخری سلام کیا تو گھٹنوں کے بل جا رہا ہے یا علیؑ یا علیؑ۔

لاشے لائے خیمے میں رکھے چھ مہینے کے بچے کی لاش کے لئے اپنی تلوار سے قبر کھودی لاش دفن کی اور اب رخصت آخر کے لئے خیمے میں آئے اور آواز دی۔

یا زینبؑ ،یا رقیہ ،یا سکینہؑ علیکن منی السلام۔

ساری بیبیوں کو رخصت کیا۔جب سلام کر کے حسینؑ باہر نکل رہے تھے تو ماں کی کنیز فضہ خیمے کا پردہ اٹھائے کھڑی تھی رک گئے اور کہا اماں فضہ تجھے بھی میرا آخری سلام ہو۔

یہ کہہ کے رکے اور کہا اماں فضہ میں کون ہوں۔کہا تم رسول کے وارث ہو۔تم امام وقت ہو

۔کہا۔میرا کوئی حق ہے تمہارے اوپر کہا حسینؑ تمہیں میں نے اپنی گود میں کھلایا ہے تمہارا وہی حق ہے جو ایک بیٹے کا اس کی ماں پر ہوتا ہے تو ایک مرتبہ اپنا منہ فضہ کے کان کے قریب لے گئے اور آہستہ سے کہا: اب میں واپس نہیں آؤں گا میری بچی کا خیال رکھنا۔

خدا حافظ کہہ کر باہر نکلے تلوار نکال کر فوج یزید پر حملہ کیا۔اور کہتے جاتے تھے اب بھوکے کی جنگ دیکھو اب پیاسے کی جنگ دیکھو اب اس کی جنگ دیکھو جس کا جوان بھائی مارا گیا اب اس کی جنگ دیکھو جس کا جوان بیٹا مارا گیا اب اس کی جنگ دیکھو جس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے ننھے مجاہد کی قبر کھودی ہے۔

فوجیں دور دور بھاگ گئیں اور حسینؑ للکار رہے تھے اور قریب آؤ۔ایک دفعہ فضا سے آواز آئی حسینؑ کب تک جنگ کرے گا بس یہ سننا تھا کہ تلوار کو نیام میں رکھا اور آواز دی۔

یا ایتھا النفس المطئنة ارجعی الی ربك راضية مرضيه فاد خلی فی عبادی ۔وادخلی جنتی

اور اب سر جھکا کر ذوالجناح پر بیٹھ گئے اور بھاگی ہوئی فوجیں پلٹیں کہیں سے تیر آئے اور کہیں سے تلواریں کہیں سے نیزے آئے کہیں سے پتھر آئے کہیں سے لاٹھیاں آئیں اور میرا مولا زخمی ہوتا چلا گیا۔میں نے تمہیں بہت زحمت دی مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ میں تمہارا شکریہ ادا کروں۔شکریہ وہ بی بی ادا کرے گی جس نے چکی پیس کے۔۔۔۔

میرے مولا نے ذوالجناح کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور کہا ذوالجناح دیکھ میرا اکبرؑ کہاں ہے وہیں پر مجھے اتار دے حسینؑ ذوالجناح سے زمین پر آئے لشکر میں شادیانے بج رہے تھے کہ اتنے میں علیؑ کی بیٹی آستینوں کو چڑھاتی ہوئی خیمے سے باہر آئی تلوار والوں کو ہٹایا علیؑ کی بیٹی آرہی ہے راستہ چھوڑ دو نیزے والوں کو ہٹایا اور شادیانے بجانیوالوں کو ہٹایا علیؑ کی بیٹی آرہی ہے راستہ دو۔شہزادی زنیب اس وقت پہنچیں جب حسینؑ سجدہ آخر میں تھے جملہ سنو گے؟

جب حسینؑ خیمے سے چلے تھے سر پر رسولؐ کا عمامہ جسم پر رسولؐ کی عبا۔ بغل میں ذوالفقار حمائل کئے اور اب جو زینب نے نشیب میں بھائی کو دیکھا تو کہا:

انت اخی ؟۔۔۔۔ کیا تو ہی میرا بھائی ہے؟

دنیا کے سارے مرثیے نثار ہو جائیں **انت اخی** کیا تو ہی میرا بھائی ہے ارے انیس سو ہیں زخم تن پاش پاش پر۔ حسینؑ نے آنکھیں کھولیں اور اشارہ کیا کہ بہن ابھی میں زندہ ہوں واپس جاؤ مقتل کے الفاظ ہیں انکھوں سے اشارہ کیا بی بی پلٹیں۔

حکم امام تھا نا بی بی پلٹ گئیں اور اب خیمے میں پاؤں رکھنا چاہتی ہیں کہ سیاہ آندھیاں چلنے لگیں فرات کا پانی اچھلنے لگا شور کی آوازیں بلند ہوئیں اور کہیں سے کچھ آوازیں آ رہی تھیں ایک مرتبہ سجاد کو اٹھایا بیٹا یہ شور کیا ہے ذرا اٹھ کے دیکھو اب جو سجاد نے پردہ اٹھایا نوک نیزہ پر نظر پڑی۔

السلام علیك یا ابا عبداللہ

میری تقریر ختم ہو رہی ہے حسینؑ شہید ہوئے سر نوک نیزہ پر آ گیا اور اب وہ شام ہے جو غریبوں کی شام ہے کچلے ہوئے لاشوں کی شام ہے کٹے ہوئے سروں کی شام ہے بہتے ہوئے لہو کی شام ہے چھینی ہوئی چادروں کی شام ہے۔ شام غریباں آ گئی ہے خیمے جل گئے ہیں چادریں چھین لی گئیں اسباب لوٹا جا چکا۔ شام غریباں آئی اور وہ بچی جو باپ کے سینے پر سونے کی عادی تھی اور کہتی ہوئی چلی بابا مجھے نیند آ رہی ہے مجھے اپنے سینے پر سلا لو۔

سر کٹے لاشوں میں آسان نہیں ہے کسی کا پہچان لینا کہ کون لاشہ کس کا ہے بچی اندھیرے میں ڈھونڈتی پھر رہی ہے کہ مجھے نیند آ رہی ہے بابا مجھے سلا لو بابا اتنے میں ایک کٹے ہوئے گلے سے آواز آئی **الیَّ الیَّ یا بنتی** بیٹی میری پاس آ جا۔

تم نے گریہ کیا مجلس تمام ہو گئی لیکن کیوں کہ شام غریباں ہے اسے ختم ہونا ہے سکینہ کی پیاس کے تذکرے پر میں نے یہ کیا کہہ دیا۔

حسینؑ پیاسے تھے جب شہید ہو گئے پیاس ختم ہو گئی عباس پیاسے تھے جب شہید ہو گئے پیاس ختم ہو گئی اور اکبر پیاسے تھے جب شہید ہو گئے پیاس ختم ہو گئی۔ لیکن یہ بچی کب تک پیاسی رہی کچھ نہیں معلوم۔

شہزادی زینبؑ بچی کو لے کر آئیں جلے ہوئے خیمے میں لٹایا جب پانی آیا تو کندھا ہلایا: بیٹی سکینہ اٹھو پانی آ گیا اور ایک مرتبہ بچی آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی طشت سے پانی لیا۔ بچی کو دیا اور کہا پھوپھی اماں پہلے آپ پئیں کہا نہیں تو چھوٹی ہے چھوٹوں کو پہلے پینا چاہیے بس یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ کوزہ لیا اور خیمے سے باہر چلیں زینب نے کہا کہ کہاں جارہی ہو کہا پھوپھی اماں میرا بھائی مجھ سے چھوٹا ہے اس کے لئے پانی لے کر جارہی ہوں۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

وسیعلم الّذِین ظلموا ایَّ منقلب ینقلبون

علامہ ظفر حسن امروہوی صاحب

مجلس شام غریباں

یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا o وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا o ۴۶-۴۵/۳۳ احزاب

''اے نبیؐ! ہم نے تم کو شاہد و مبشر و نذیر بنا کر بھیجا اور اللہ کے اذن سے اس کی طرف بلانے والا بنایا اور تم کو سراج منیر بنایا۔

ہر ایک نبی کو خدا نے اس کا نام لے کر پکارا ہے مثلاً **یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ**۔

اور ہم نے آدم سے کہا کہ اپنی بی بی سمیت جنت میں رہا سہا کرو۔ (۲/۳۵ سورہ البقرہ)

قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ o (۱۱/۴۸ ھود)

وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ o (۳۷/۱۰۴ الصّٰفّٰت)

یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ o (۲۷/۹ نمل)

حضورؐ سرور انبیاء کا یہ احترام مقصود ہے کہ کسی جگہ یا محمد کہہ کر نہیں پکارا۔ انتہائی محبت میں عاشق اپنے معشوق کو بلحاظ اس کی صفات کے پکارا کرتا ہے یہی صورت یہاں بھی ہے جو دھج پیاری معلوم ہوئی ہے رسول کو اسی نام سے پکار لیا رسولؐ نے کمبل اوڑھا اسے یہی شان پیاری معلوم ہوئی پس پکارا **یا ایھا المزمل** ۔ اے میرے کملی والے رسولؐ نے چادر اوڑھی اسے یہی دھج بھلی معلوم ہوئی پس فرمایا **یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ** ۔ اے میرے چادر پوش۔ رسولؐ کی سیادت کی شان پسند آئی۔ اس نے پکارا **یٰسۤ** طہارت کی شان پسند آئی تو پکار لیا **طٰهٰ** اے طیب و طاہر عشق مجازی میں جب محبت کمال کے درجے کو پہنچ جاتی ہے تو اپنے محبوب کے نشان قدم کی قسمیں کھانے لگتا ہے

خدا نے اپنے محبوب کو اس خصوصیت سے بھی محروم نہ رکھا اور فرمایا۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ o وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ o وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ o

(۹۰/۱۰۳ سورہ بلد)

''اے میرے حبیبؐ اس شہر مکہ کی قسم (جس میں تو) چلتا پھرتا ہے ایک باپ اور بیٹے کی قسم اللہ اکبر انسانیت کا یہ کمال حدِ عقل و فہم سے باہر ہے''۔

اس آیت میں خدا نے **یا ایھا النبیؐ** کہہ کر خطاب کیا ہے رسولؐ کہہ کر نہیں اس کا سبب یہ ہے کہ نبوت رسالت سے مقدم ہے رسالت کا پودا اسی زمین پر اُگا۔ کیسی پرعظمت یہ رسالت تھی جس کی تخم ریزی کے لیے خلقت آدم سے ہزاروں برس پہلے بنوت کی زمین تیار کی گئی۔

بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّين۔

حکیم فشیا غورث کہتا ہے کہ تمام دنیا دائرۃ الوجود کے تحت اپنے مدارج کمال کو طے کر رہی ہے یعنی ہر شے جہاں سے شروع ہوتی ہے جب اسی حد پر اپنی ارتقائی منزلیں طے کر کے پہنچ جاتی ہے تو اس کو کمال حاصل ہو جاتا ہے درمیان کی تمام منزلیں نقصان کی منزلیں کہلاتی ہے ان کی ضرورت صرف حصول کمال کے لیے ہوتی ہے مثلاً جو دانہ زمین میں بویا جاتا ہے جب تک وہی دانہ پیدا نہیں ہوتا۔ درخت اپنے کمال کو نہیں پہنچتا ہے ادھر ویسا ہی دانہ آیا اور وہ اپنے کمال کو پہنچا شروع سے آخر تک تخم کا اثر باقی رہنا ضروری ہے ہر شاخ و برگ سے اس کے تخم کا اثر نمایاں ہونا ضروری ہے اب اس مسئلے کے تحت میں ہم نبوت ختم الانبیاء کو دیکھنا چاہتے ہیں آپ کی نبوت ہدایت کا ایک تخم تھی جب آخر میں وہی نبوت آ گئی تو کمال نبوت ختم ہو گیا چنانچہ تخم کا اثر ارتقائی منزلوں میں باقی رہنا ضروری ہے لہذا نبوت محمدیؐ ہر اک نبی کے ساتھ رہی یہی وہ پیکر نور تھا جس کے پسینے کے قطروں سے خلقت انبیاء ہوئی اس لیے اس دنیا کے تمام کارخانے کو سجایا گیا

لولاك لماخلقت الافلاك اسی کی شان ہے۔

یا ایھا البنی کے خطاب کے بعد کہا گیا ہے **انا ارسلنك** ہم نے تجھے رسول بنایا اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو درجہ بنوت پہلے ملا اور درجہ رسالت بعد میں آپ کی نبوت تمام انبیاء کی نبوت سے پہلے ہے اور رسالت سب کے آخر میں وہاں آپ سے پہلے کوئی بنی نہ تھا یہاں آپؐ سے بعد میں کوئی بنی نہیں ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم خدا کی توحید کے گواہ بن کر آئے ہیں رسولؐ ایک طرف خدا کی الوہیت ربوبیت اور وحدانیت کے گواہ ہیں دوسری طرف اپنی امت پر گواہ ہیں جیسا کہ آیت:

اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلاً شَاھِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلاًo (۱۵/۲۳/۷ مزمّل)

''ہم نے تمہاری طرف ایک رسول کو بھیجا جو تم پر گواہ ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول کو بھیجا تھا بلکہ سرور دو عالم صلعم تمام عالم پر گواہ ہیں اور ایسے گواہ ہیں جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے''۔

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡٓا اِلَّآ اِبۡلِیۡسَ کَانَ مِنَ الۡجِنَّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ ط اَفَتَتَّخِذُوۡنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗٓ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِیۡ وَھُمۡ لَکُمۡ عَدُوٌّ ط بِئۡسَ لِلظّٰلِمِیۡنَ بَدَلاً o مَآ اَشۡھَدۡتُّھُمۡ خَلۡقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَا خَلۡقَ اَنۡفُسِھِمۡ ص وَمَا کُنۡتُ مُتَّخِذَ الۡمُضِلِّیۡنَ عَضُدًا

(۵۰، ۵۱/۱۸ کہف)

''وہ وقت یاد کرو جب ہم نے ملائکہ سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ وہ قوم جن سے تھا پس حکم خدا سے نکل بھاگا تو (اے بنی آدم) کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا سرپرست بنالو گے حالانکہ وہ تمہارا پکا دشمن ہے اور (ہمارے یہاں) ظالموں کے لیے بُرا بدلہ ہے میں نے نہ تو ان کو آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت مدد کو بلایا تھا نہ ان کے

نفسوں کی خلقت میں ان کو شریک کیا تھا میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار نہیں بنایا کرتا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ شیطان اوراس کی ذریت نہ زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت موجود تھی نہ اپنے نفسوں کی پیدائش کے وقت لہذا کچھ لوگ ضرور ایسے ہونے چاہیں جو آسمان وزمین کی پیدائش کے وقت موجود ہوں ورنہ شیطان اوران کی ذریت کے متعلق یہ کہنا صحیح نہ ہوگا پس جب محمد وآل محمد اپنے نفوس پر بھی گواہ ہیں تو ان کا علم خلقت پہلے ہوا اسی کی تصدیق ہے آیہ۔

اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o خَلَقَ الْاِ نْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o

(۵۵/۱۰۴)

''بڑا مہربان خدا جس نے قرآن کی تعلیم عطا کی انسان پیدا کیا اور اسے اپنا مطلب بیان کرنا سکھایا انسان کی خلقت سے پہلے علم کا ذکر ہے اور یہ انسان محمد و آل محمدؐ کے سوا دوسرا ہو نہیں سکتا نفوس کی خلقت سے پہلے آنحضرتؐ کا نور خلق ہوا۔ **اول ما خلق الله نوری** لہذا اس کے بعد ان کے اور تمام لوگوں کے نفوس خلق ہوئے پس یہ اس طرح اپنے نفوس کی خلقت سے پہلے موجود ہوئے آدم علیہ السلام کی خلقت کے بعد علم اور **محمد و آل محمد علیهم السلام** کو قبل خلقت اگر ایسا نہ ہوتا تو زیر عرش الہی خلقت آدم سے نو ہزار برس پہلے یہ تسبیح وتقدیس الہی کیسے کرتے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

خلقت انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق ادم تسعة الاف عام

میں اور علی ایک نور سے پیدا کیے گئے اور خلقت آدم سے نو ہزار برس پہلے لوگوں نے پوچھا اس زمانے میں آپ کہاں تھے فرمایا۔

كُنَّا اَشْبَا حامِنْ نورتحتَ عَرشِ اللّٰه نُسَبِحُهُ وَنُقَدِ سُهُ

ہم ایک نور کا پرتو تھے عرش الہی کے نیچے اس کی تسبیح وتقدیس کرتے تھے فرمایا:

فَسَبَّحَتِ الْمَلاَئِكَةُ بِتَسبِيْحِنَا

پس ملائکہ نے ہماری تسبیح سے تسبیح سیکھی۔

لولاَ نحنُ مَا عرفَ الله لَوْلاَ نحنُ مَا عَبدَ الله

اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی معرفت نہ ہوتی اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی۔

پس جو ذات آسمان و زمین اور خلقت نفوس کے وقت بہ حیثیت گواہ موجود رہی ہو اس قابل ہے کہ وہ تمام عالموں کے لئے نبی ہو ہمارے رسولؐ عالم نور میں شاہد علی الخلق بھی تھے یعنی ان کی خلقت فطرت کے شاہد تھے اس کے بعد ہر زمانے کے لوگوں کے شاہد بنے ہر نبی کی پیشانی یا اصلاب میں آپ کا نور اسی لیے امانت رکھا گیا کہ آپ ہر زمانے کے لیے شاہد رہیں جس طرح حضورؐ سرور کائنات شاہد علی الخلق ہیں اسی طرح آپ کے جانشین ائمہ اثنا عشر بھی شاہد علی الخلق ہیں جیسا کہ قرآن خبر دیتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطاً لِتَكُوْنُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْداً ط (۲/۱۴۳ بقرہ)

ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا تاکہ تمام لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ ہوں **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىءٍ شَهِيْدًا** اور اللہ سب پر گواہ ہے یہ گواہی دے سکتا ہے جس کے لیے ہر حالت میں شاہد و غائب یکساں ہیں (۴/۳۳ نساء)

دوسری صفت حضورؐ کی آیت مذکورۃ الصدر میں یہ بیان ہوئی ہے کہ آپ بشیر و نذیر ہیں یہ صفت ہر نبی کے لیے ہوتی ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط

(۲/۲۱۳ بقرہ)

سب لوگ ایک ہی گروہ سے تھے پس اللہ نے بشارت دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے

انبیاء بھیجے اوران کے ساتھ کتاب نازل کی بدی سے بچانے اور نیکی کی طرف شوق دلانے کے لیے بہترین ذریعہ یہی ہے کہ کسی کو سزائے سے ڈرایا جائے اور کسی کو اجر کی امید لائی جائے اگرچہ تمام انبیاء بشیر ونذیر تھے مگر آنحضرتؐ اوران میں فرق یہ ہے کہ وہ محضوص وقت اور محضوص گروہ کے لیے تھے اور حضورؐ سرکار دو عالم ہرزمانہ اور ہرگروہ کے لیے تا قیامت بشیر ونذیر ہیں۔ اگرچہ حضورؐ اب دنیا میں نہیں مگر آپ کے معصوم اوصیائے کرام کے ذریعہ آپ کی بشارات ونذرات کا سلسلہ جاری رہے گا برخلاف اورانبیاء کے کہ ان بشارت اورنذرات کا سلسلہ اس لیے ختم ہوگیا کہ ان کی شریعتیں منسوخ ہوگئیں اسی لیے ان کے اوصیائے کا سلسلہ بھی بند ہوگیا تیسری صفت حضرت کی اس آیت میں۔

یٰاَیُّھَا لنَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدً اوَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِ یرًا٥وَّدَاعِیاً اِلَی اللّٰہ بِاِ ذْنِہٖ وَسِرَ اجاًمُّنِیْر اً ٥ (۴۶/۴۵/۳۳ احزاب)

اے بنی ہم نے تم لوگوں کا کو گواہ گونہ اورنیکوں کو بہشت کی خوش خبری دینے والا دربدرں کو عذاب سے ڈرانے والا اور خدا کی طرف اسی کے حکم سے بلانے والا اور ایمان وہدایت کو روشن چراغ بنا کر بھیجا یعنی بت پرستی وغیرہ کی وجہ سے بندوں نے اللہ سے اپنا جو تعلق قطع کرلیا ہو۔ رسول اس کو قائم کردیں اور لوگوں کو مخلوق کی پرستش سے ہٹا کر خالق کی طرف لائیں۔ اس رسول کی دعوت کے متعلق یہ بات خاص طور پر بیان کرنی ہے کہ آپ تمام احکام عقلی وفطری روشنی میں بیان کرتے تھے تقلیداً کوئی بات کسی سے منوانی نہیں چاہتے جیسا کہ قرآن میں اس کا ذکر ہے۔

قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہ (قف) عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا مَنِ اتَّبَعَنِیْ ط وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ٥ (۱۰۸/۱۲ یوسف)

میں تم کو بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور میں بھی اور میرا اتباع کرنے والا بھی ایسا ہی داعی ہے **باذنہ** کا لفظ یہ بتاتا ہے کہ حضرت کی ہر دعوت باذن الٰہی ہوتی ہے۔

سراجاً منیرا۔ آنحضرت کی مخصوص صفت ہے تمام دنیا جب عدم کی تاریکی میں تھی اور اس وقت سب سے پہلے یہی سراج منیر ضوفشاں ہوا۔ اور یہ وہ سراج منیر ہے جو اللہ کا روشن کیا ہوا ہے اور جس کے نور کا اجالا فرش سے عرش تک ہے۔

ارسطو نے کہا کہ جو شے کامل ذات سے نکلتی ہے وہ درجہ کمال پر فائز ہوتی ہے کیونکہ کامل ذات بہ سبب ہر نقصان سے بری ہونے کے اپنی مخلوق میں نقصان کو روا نہیں رکھتی لیکن اس صورت میں خالق ومخلوق کے درمیان اس جہت میں مساوات نہیں ہوسکتی کیونکہ ذات واجب کا کمال اور ہے اور ذات ممکن کا کمال اور ہے پس وہ امکانی دائرہ میں بھی کمال کو دوست رکھتا ہے اور سب سے پہلی چیز جس کو وہ خلق کرتا ہے کامل بالذات ہوتی ہے اس کے بعد جس قدر خلقت آگے بڑھتی جاتی ہے ایک کے مقابل دوسرے کی بہ نسبت نقصان پہنچتا رہتا ہے اور اس طرح کائنات کی ہر صفت میں بے شمار مدارج متضاد قائم ہو جاتے ہیں جہاں تک کسی مخلوق میں نقصان نظر آئے سمجھنا چاہیے کہ اس سے بالاتر ضرور کوئی مخلوق ہے جس میں یہ نقصان نہ ہوگا اس طرح تلاش کرتے کرتے ایک ایسی ذات مل جائے گی جو نقصان سے محفوظ ہو۔ مثلاً روشنی کے تعلقات پر غور کرو سب سے چھوٹی چیز خاک کا وہ ذرہ ہے جس میں چمک تو ہے لیکن اس کے وجود سے آگے نہیں بڑھتی اور اس کا نور اطراف میں نہیں پھیلتا اس کے بعد جواہرات ہیں مثلاً لعل والماس کو دیکھو ان کی ضیاباری اطراف میں بھی ہوتی ہے مگر بہت دھیمی اب چراغ دیکھو کہ اس کی روشنی جواہرات سے زیادہ دور جاتی ہے اور چیزوں کو زیادہ صاف دکھائی دیتا ہے لیکن بہت محدود اس کے بعد چاند کی روشنی ہے جو کہ ساری دینا پر پھیلتی ہے لیکن تاریکی کا دھبہ اس کے دامن پر بھی ہے اس کے بعد سورج کا نمبر آتا ہے روشنی یہاں آکر اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے پس روشنی میں اکمل فرد آفتاب ہے اور سب سے ناقص ذرہ ان دونوں کے درمیان بہت سے افراد مدارج مختلف رکھتے ہیں۔

ارسطو نے روشنی کا مرکز آفتاب کو قرار دیا ہے لیکن اس پر غور نہیں کیا سورج میں بھی

نقصان پایا جاتا ہے باوجودیکہ وہ روشنی کا سب سے بڑا گولہ ہے لیکن اس کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ ایک پتلی سی سینک جو دھوپ میں کھڑی کردی جائے تو اس کے تمام اطراف کو روشن کر سکے علاوہ بریں جدید آلات سے یہ دریافت ہوا کہ سورج کے اندر بہت بڑا حصہ ایسی گیسوں کا بھی شامل ہے جو نہایت تاریک دھوئیں کی صورت میں ہیں اور کسی وقت بھی اطراف و جوانب کو شعلہ فشانی سے بالکل روشن نہیں بنا سکتی یہ تاریک گیسیں اس عظیم الشان کرہ پر داغوں کی صورت میں ایک طرف سے دوسری طرف جاتی نظر آتی ہیں اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ سورج کے وجود میں تاریکی کا بہت بڑا حصہ شامل ہے لہذا اس میں نقصان موجود ہے۔

پس ارسطو کے قاعدے کے مطابق ایک اور ایسا نورانی وجود ہونا چاہیے جو اس تاریکی کے عیب سے بالکل پاک وصاف ہو اور وہ وجود محمدیؐ ہے جو اوّل مخلوق ہے اور اس میں کوئی نقصان نہیں سورج کے گیسوں نے اس کے اندر تاریکی پیدا کردی ہے لیکن وجود محمدی میں تاریکی کا نام نہیں ہے نہ ظاہر میں تاریکی کیونکہ آپ کے جسم کا سایہ نہ تھا اور نہ باطن میں تاریکی ہے کیونکہ طہارت الھیہ نے ہر تاریکی کو دور کردیا ہے اور **الم نشرح لك صدرك** نے تمام قوائے باطنیہ کو روشن و منور بنا دیا ہے اور اسی لیے حضرت کو سراج منیر کہا گیا ہے۔

ایک پارسی میگزین ۱۹۳۴ء میں زردشت کے جو حالات شائع کیے گئے تھے اور اس میں زردشت کے بہت سے اقوال بھی درج تھے اور ان میں ایک قول یہ بھی تھا کہ آگ تمام دنیا کی روشنیوں کا مرکز ہے معمولی آگ تمام چیزوں کو روشن بناتی ہے چونکہ ظاہراً و باطناً یہی چیز باعث ہدایت خلق ہے لہذا نور مطلق کی سب سے بڑی جلوہ گاہ یہی ہے اس کے ذریعہ سے انسان عرفان الٰہی کے بہت سے منازل طے کرسکتا ہے اس لیے انسان پر آگ کی پرستش واجب ہے۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ زردشت نے آگ کی پرستش کو اس لیے واجب قرار دیا ہے کہ وہ خدا کی بہترین جلوہ گاہ ہے اور تمام دنیا میں روشنی اسی کے دم سے ہے ہم زردشت سے دریافت

کرتے ہیں دنیا میں وہ کون سی شے ہے جس میں خدا کی قدرت کا جلوہ نہیں ہر ذرہ ہر برگ وبار اس کی معرفت کا بہترین درس دینے والا ہے کیا آگ کی طرح پانی اور ہوا سے تمام دنیا کی حاجت براری نہیں ہوتی آگ بے شک تمام روشنیوں کا مرکز ہے لیکن لا عقل محض ہے اسے نہ فائدہ پہنچانے کی خبر نہ نقصان کی اس سے زیادہ بے خبری کیا ہوگی۔

اگر صد سال گبرا آتش فروزد　　　چو یک دم اندراں افتد بسوزد

ایک ظالم ایک مظلوم کا گھر آگ سے پھونک دیتا ہے اور آگ ایسی بے بس ہے کہ قطعاً اپنے کو جرم کی شرکت سے نہیں بچا سکتی کیا۔ حکیم مطلق خدا ایک ایسی بے عقل اور بے حس چیز میں حلول کر کے اپنی ہدایت کا نور پھیلا سکتا ہے کیا اس سے زیادہ کارآمد ذات اس کو اپنی ہدایت کے آلہ کار بنانے کے لیے نہیں ملتی تھی آگ کو پانی بجھا دیتا ہے وہ روک نہیں سکتی جب آگ بجھتی ہے تو جو ذات اس میں حلول کیے ہے کیا وہ فنا نہ ہوگئی خدا کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ ایسی کمزور ذات کو آلہ کار بنائے جب آگ میں قوائے عقلیہ اور مدرکہ نہیں تو یقیناً مخلوق میں اس کا حصہ انسان سے پست ہے جس میں یہ چیزیں موجود ہیں پس کیا وجہ ہے کہ افضل کو چھوڑ کر ناقص کو آلہ کار بنایا جائے کیا وجہ ہے کہ انسانوں میں اس نور کامل کو تمام عالموں کی ہدایت کے لیے منتخب نہ فرمائے جو نہ کسی کے بجھائے بجھ سکتی ہے اور نہ کسی کے دبائے دب سکتی ہے۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد　　　اگر کس پف زند ریشش بسوزد

وہ آگ کی طرح پانی سے بجھنے والا نہ ہو بلکہ اس کی شان میں یوں فرمائے۔

يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِئُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ　(۹/۳۲ توبہ)

تو یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اس نور کا تمام کرنے والا ہے چاہے مشرکوں کو ناگوار ہی گزرے یہ تھا وہ رتبہ امامت اور نور کامل جس کو خدا ہدایت کے لیے خاص کرتا ہے اس

سے آگ بے چاری کو کیا نسبت یہ نار ہے وہ نور ہے یہ مختار ہے وہ مجبور ہے وہ بے عقل یہ عقل کل اور معلم حکمت آگ کا مرکز آفتاب اس نور کا مبداء اللہ نور السموات والاض۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ کی ذات کو سراج منیر سے تشبیہہ دی گئی ہے اس میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

چراغ امیر وغریب سب کی حاجت برادری وراہنمائی کرتا ہے جس طرح ایک بادشاہ کا محل اس سے روشن ہوتا ہے اسی طرح ایک غریب بڑھیا کا جھونپڑا بھی منور ہوتا ہے رسولؐ کی بھی یہی شان ہے وہ بھی رحمتہ للعالمین بن کر دنیا میں آئے اور خلق عظیم بن کر دنیا پر چھائے اور امیر وغریب سب سے ان کا یکساں تعلق ہے اگر بڑے بڑے ذی مرتبہ لوگ حضرتؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے ہیں تو وہ فقرائے صفہ بھی برکات صحبت سے مالا مال ہوتے ہیں جن کے جسموں سے پسینہ کی بو آتی ہے آپؐ کی رسالت امیر غریب سب کے لیے تھی اور آپ کی نظر میں تمام دنیا کی مخلوق بلحاظ اپنے حقوق کے یکساں تھی۔

۲۔ چراغ کی روشنی میں دوست اور دشمن، نیک وبد، مفید ومضر کی شناخت ہوتی ہے اسی طرح حضرتؐ کی وجہ سے خدا کے دوستوں اور دشمنوں کی تمیز ہوتی ہے نیک وبد کا پتہ چلا صحیح اور غلط راستہ سے آگاہی ہوئی۔

۳۔ ایک چراغ سے بہت سے چراغ روشن کرلو اس کی ضوفشانی میں کمی نہیں آتی حضرت ایسے منیر ہیں کہ قبل خلقت آپ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار شمعیں روشن ہوئیں یہ سب شمعیں ایسی تھی کہ عصمت کا فانوس ان پر لگا ہوا تھا۔

۴۔ چراغ کے روشن ہوتے ہی بہت سے پتنگے اس کے گرد (جمع) ہو جاتے ہیں اور ان جاں نثاروں کے ساتھ اور بھی بہت سے کیڑے مکوڑے آجاتے ہیں جو بعض اوقات سخت تکلیف کا باعث بنتے ہیں چھپکلیاں وغیرہ اس لیے نہیں آتیں کہ روشنی حاصل کریں بلکہ اس لیے کہ غریب

پروانوں کو اپنی غذا بنائیں ٹڈے اس لیے آتے ہیں کہ ہر طرف چھلانگیں مارتے پھریں وہ شمع کے جانثار نہیں بلکہ روشن فضا دیکھ کر شکار کی جستجو میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں آنحضرتؐ کی صحبت میں یہی حال منافقوں کا تھا ان کا ایمان لانا ذاتی مفاد کے ماتحت تھا۔

۵۔شمع سے ان آنکھوں کو نور حاصل ہوتا ہے جو آشوب سے پاک ہوں کیونکہ آشوب زدہ آنکھ کو تکلیف پہنچی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ جلد سے جلد روشنی اس کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جائے یہی صورت تھی منافقوں اور کافروں کی ان کی دلی تمنا تھی کہ دنیا آپ کے وجود سے جلد از جلد خالی ہو جائے۔

۶۔شمع کے گرد جو کیڑے جمع ہو جاتے ہیں وہ شمع کے گلُ ہوتے ہی اپنے اپنے مقام پر واپس چلے جاتے ہیں بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو اپنی جان نثار کر کے شمع کے قدموں پر پڑے رہتے ہیں یہی حال تھا بعض ایسے تھے کہ رسولؐ کے انتقال کرتے ہی اپنے آبائی دین کی طرف پلٹ گئے اور بعض ایسے تھے کہ ہمیشہ اپنی جگہ پر قائم رہے۔

۷۔سراج منیر کی ضیا باری کا کیا ٹھکانا ہے اس کی کرنوں کا آخری حصہ دامن قیامت پر اپنی روشنی ڈال رہا ہے۔

۸۔اس سراج منیر سے بارہ کرنیں پھوٹیں جو بلحاظ چمک دمک اور بلحاظ قد و قامت ہو بہو ایک جیسی تھیں ان سب پر عصمت و طہارت کا فانوس چڑھا ہوا تھا آہ آہ اس نور کی ایک کرن پر کربلا میں ظلم و ستم کے بادل چھائے ہوئے تھے آہ یہ ہدایت کے پیکر جن خیموں کے اندر تھے ظالموں نے ان کو جلا کر خاک کر دیا آہ بہتر شہیدوں کی سوگوار بی بیاں بہ حال تباہ سر کھولے خاک پر بیٹھی تھیں اور کوئی ان بے کسوں کو تسلی دینے والا نہ تھا اگر کسی کے گھر سے ایک جنازہ نکل جاتا ہے تو اس گھر والوں کا غم سے کیا حال ہوتا ہے اور یہاں تو ایک دو نہیں بہتر جنازے ایک دن میں ایک گھر سے نکلے تھے بھرا گھر خالی ہو گیا تھا۔جس گھر میں صبح تک بوڑھوں اور جوانوں اور بچوں کی چہل پہل تھی

آج شام کو ہاں چند خاک نشین بیبیوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

منقول ہے کہ جب ذریت رسول کو دشمنان دین اچھی طرح لوٹ چکے اور خیام جل کر خاک ہو چکے تو لٹی ہوئی بی بیاں آہ کنبہ موئی بی بیاں بے والی ووارث بن کر خاک کے اوپر بیٹھ گئیں اور ایک جلی ہوئی قنات کھڑی کر کے پردہ کرلیا اور اب جناب زینبؑ نے سب بچوں کو جانچنا شروع کیا معلوم ہوا کہ جناب سکینہ اور کئی بچے غائب ہیں اور ام کلثوم سے فرمانے لگیں بہن کئی بچے غائب ہیں کیا کرنا چاہیے انہوں نے کہا اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ میں اور آپ تلاش کریں۔ الغرض دونوں بہنیں رات کی تاریکی میں بچوں کو ڈھونڈنے کے لیے نکل پڑیں آہ دختران فاطمہؑ پر کیا وقت آپڑا تھا کہ ننگے سر مقتل شہداء میں ہر طرف بچوں کو پکارتی پھر رہیں تھیں یہ وہی دختران علیؑ وفاطمہؑ ہیں کہ جب مدنیہ سے روانہ ہوئی تھیں تو ان کی سواری کے لیے کیا کیا اہتمام ہوئے تھے۔

آہ! اب کہاں تھے قاسم وعلی اکبر وعباسؑ اور حسین علیہ السلام کہ ان کے پردے کا انتظام کریں آہ! پردیس میں یہ پہلی رات ہے کہ جناب زینبؑ واُم کلثومؑ باحال بتاہ میدان کربلا میں ٹھوکریں کھاتی پھر رہی تھیں ایک طرف نگاہ گئی تو دیکھا کہ سکینہ ایک لاش سے لپٹی ہوئی فریاد کررہی ہیں جناب زینبؑ نے پوچھا بیٹی یہ کس کی لاش سے لپٹی ہوئی فریاد کررہی ہو سکینہ رو کر کہنے لگیں اے پھوپھی اماں یہ لاش میرے بابا جان کی لاش کی پہچان دو طریقے سے ہوتی ہے ایک سر سے دوسرے لباس سے لیکن اس لاش کے بدن پر نہ سر ہے نہ لباس تم نے ایسی حالت میں کیسے پہچان لیا بچی نے جواب دیا۔

کہ جب خیام میں آگ لگ رہی تھی تو میں مقتل کی طرف بھاگی اور ہر طرف پکارتی پھرتی تھی بابا جان آپ کہاں ہیں میری خبر لیجئے ناگاہ اس نشیب کی طرف سے مجھے یہ آواز سنائی دی **یابنتی اِلَیَّ اِلَیَّ** اے بیٹی ادھر آؤ کہ میں یہاں سر کٹائے پڑا ہوں جب اس لاش کے قریب پہنچی تو اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر چھاتی سے لگالیا پس میں سمجھ گئی کہ یہی لاش میرے بابا جان کی

ہے ۔اس کے بعد جناب زینبؑ و جناب ام کلثومؑ اور بچوں کو تلاش کرنے کے لیے چلیں ایک جھاڑی کے نیچے دیکھا کہ دو بچے گلے میں بانہیں ڈالے پڑے ہیں جناب زینبؑ نے شانہ ہلا کر جگانا چاہا مگر آہ کون جاگتا دونوں کی روح پرواز کر چکی تھی آہ جب ان کو جدا کر کے دیکھا گیا تو ان کے چاند سے سینوں پر گھوڑوں کی ٹاپوں کے نشان پائے گئے آہ! اولاد رسولؐ کس بے دردی سے پامال سم اسپان کی گئی۔

لکھا ہے کربلا میں جب شام غریباں نمودار ہوئی تو شکستہ دل بی بیوں نے اپنے اپنے وارثوں کو یاد کر کے رونا شروع کیا آہ کل رات کتنے جوان اور بوڑھے حفاظت کے لیے موجود تھے لیکن آج ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں جناب زینبؑ نے فرمایا بی بیوں کل کی بات ہے ہماری حفاظت کے لیے حبیب ابن مظاہر زہیر بن قین مسلم بن عوسجہ قاسم علی اکبرؑ عباس علمدار اور خود میرے ماں جائے حسین علیہ السلام موجود تھے لیکن آج کی رات دنیا ان سب سے خالی ہے پس اب زینبؑ کا یہ فریضہ ہے کہ آج کی رات تم سب کی حفاظت کیلئے پہرہ دے کیونکہ میرے بھیا نے تم کو میرے سپرد کیا ہے یہ سن کر بی بیاں رونے لگیں اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگیں۔

''اے ثانی زہراؑ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ہماری موجودگی میں اس خدمت کو انجام دیں لیکن جناب زینبؑ کسی طرح راضی نہ ہوئیں اور ایک ٹوٹا ہوا نیزہ لے کر پہرہ دینے لگیں ناگاہ ایک روشنی آپ کو نظر آئی سمجھیں کہ ظالم لوٹنے کو آرہے ہیں جب روشنی قریب ہوئی تو آپ نے فرمایا اے ظالمو! ہم کہیں بھاگ نہ جائیں گے صبح کو جتنا چاہو لوٹ لینا اس وقت ہمارے بچے روتے روتے سو گئے ہیں لیکن وہ روشنی قریب ہوتی چلی جارہی تھی اب جو غور سے دیکھا تو ایک عورت سر پر کوئی شے رکھے مشعل کی روشنی میں چلی آرہی ہے آپ اسے دیکھ کر خاک پر بیٹھ گئیں جب وہ عورت قریب آئی تو جناب زینبؑ نے پوچھا۔

''اے بی بی تم کون ہو؟''

اس عورت نے کہا میں حر کی بیوہ ہوں یہ سننا تھا کہ جناب زینبؑ نے حر کا پرسا دینا شروع کیا۔
زوجہ حر نے کہا اے بی بی میرا فرض تھا کہ پہلے آپ کو بہتر شہیدوں کا پرسا دیتی یہ اولاد رسولؐ کا اخلاق ہے کہ میں بولنے بھی نہ پائی کہ آپ پہلے سے میرے شوہر کا پرسا دینے لگیں۔
''اے بی بی میرے یہاں آنے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت عمر بن سعد کی فوج کے کچھ لوگ اس شقی کے پاس جا کر کہنے لگے''

''اے ظالم ہم نے تیرے کہنے سے اولاد رسولؐ کے گلے تہ تیغ کر دیئے جو تیرا منشاء ومقصد تھا وہ پورا ہو گیا اب تجھ کو لازم ہے کہ جلد از جلد ان دکھیا عورتوں اور یتیم بچوں کو جن کا سارا کنبہ ہمارے ہاتھوں سے قتل ہوا ہے اور جو تین دن کے بھوک اور پیاس کے مارے تڑپ رہے ہیں کچھ کھانا اور پانی بھیج اگر اب بھی تو نے توجہ نہ کی پھر ہمارے اور تیرے درمیان تلوار چلے گی۔
یہ سن کر اس شقی نے کہا۔ میں کب منع کرتا ہوں کسی سے کہو کہ تھوڑا سا بھنا ہوا اناج اور ایک مشکیزہ پانی ان کے پاس لے جائے انہوں نے کہا کہ اے پسر سعد یہ ذریت رسولؐ ہے اور وہ بھوک سے مر جانا گوارا کر لیں گے لیکن نامحرم کے ہاتھ سے لینا گوارا نہ کریں گے اگر تجھے بھیجنا ہے تو کسی عورت کے ہاتھ بھیج۔
پس اس شقی نے تمام لشکر کی عورتوں کو جمع کیا اور اس مسئلے کو ان کے سامنے رکھا لیکن ان سب نے انکار کر دیا کسی نے کہا کہ امیر کیا منہ لے کر جاؤں میرے شوہر نے حسینؑ کے کڑیل جوان کے سینے پر برچھی ماری ہے۔

کوئی کہتی تھی میرے شوہر نے حسینؑ کے بتیس برس کے بھائی کے بازو کاٹے ہیں کوئی کہتی تھی میرے بیٹے نے حسینؑ کے ششماہہ بچے کے گلے پر تیر مارا ہے غرض کہ جب کوئی عورت آنے پر تیار نہ ہوئی تو سب نے یہ تجویز کی کہ زوجہ حر کو بھیجنا چاہیے کیونکہ حر نے حسینؑ کے ساتھ احسان کیا ہے پس اس لئے میں غلّہ اور پانی کی یہ مشک لے کر حاضر ہوئی ہوں یہ سننا تھا کہ جناب

زینبؑ کا دل بھرا آیا۔
مقتل کی طرف منہ کر کے کہنے لگیں۔

''میرے غیرت دار بھیاؑ میرے مظلوم ماں جائے پسر سعد کے یہاں سے ہمارے لئے یہ غذا آئی ہے آہ زینب کیونکہ اسے حلق سے اتارے کاش مجھے موت آجاتی اور یہ وقت نہ دیکھتی اس کے بعد زوجہ حر سے فرمایا۔

بی بی یہ پانی کس لیے لائی ہو کون اسے پئے گا آہ اس گھر کے بچے جوان اور بوڑھے سب اس پانی کو ترستے چلے گئے یہاں تک کہ چھ ماہ کا شیر خوار بچہ بھی تادم مرگ ایک قطرہ آب نہ پاسکا اس پانی کو دیکھ کر ہمارا کلیجہ پھٹتا ہے اس آب و دانہ کو واپس لے جاؤ اب ہم میں سے کسی کو بھوک ہے نہ پیاس ہمارے پاس غم کھانے کو اور آنسو پینے کو بہت کافی ہیں۔

زوجہ حر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی بی بی اگرچہ آپ کے رنج و غم کی کوئی انتہا نہیں لیکن کھانا پینا ایسی چیز نہیں کہ چھوٹ سکے یہ ننھے ننھے بچے جو غش میں پڑے ہوئے ہیں اگر چند گھنٹے اور آب و غذا نہ پائیں گے تو فرط ضعف سے ہلاک ہو جائیں گے۔

الغرض زوجہ حر نے باصرار تمام ان چیزوں کو وہاں رکھ دیا اور واپس گئی اس کے جانے کے بعد جناب زینبؑ نے سب بی بیوں سے کہا کہ جب پانی آگیا ہے تو ان پیاسے بچوں کو غش سے اٹھا کر پلاؤ ورنہ یہ ہلاک ہو جائیں گے۔

چنانچہ سب سے پہلے جناب سکینہ کو جگایا اور کہا کہ بیٹی پانی پیو تمہارا پیاس سے حال غیر ہو گیا ہے۔
بچی یہ سن کر گھبرائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگی اور کہنے لگی جو اس پانی کو لائے ہیں میں تو ان ہی کے ہاتھ سے پیوں گی۔

یہ سنتے ہی اہل حرم کا دل ہل گیا جناب زینبؑ نے رو کر فرمایا۔

اے بیٹی تیرا خیال کہاں ہے یہ پانی تیرے چچا عباسؑ نہیں لائے بلکہ فوج یزید کی طرف سے آیا ہے

یہ سن کر بچی نے پینے سے انکار کردیا لیکن جناب زینبؑ نے جب زیادہ زور دیا تو سکینہ نے پوچھا
''سب سے پہلے آپ مجھ ہی کو کیوں پلا رہی ہیں؟''

فرمایا اے بیٹی تو سب سے چھوٹی ہے یہ سنتے ہی جناب سکینہ پانی کا کوزہ لے کر مقتل کی طرف چلیں پوچھا بیٹی کہاں جاتی ہو کہنے لگیں مجھ سے چھوٹا علی اصغر میرا بھیا ہے اس کو پلانے جاتی ہوں جناب زینبؑ نے رو رو کر فرمایا اے نور دیدہ اب علی اصغر کہاں کہ تم ان کی پیاس بجھا دو وہ تو پہلے ہی تیر ستم کا نشانہ بن چکے۔

آہ! مومنین کس زبان سے عرض کروں کہ اہل حرم نے یہ وحشت ناک رات کیونکر بسر کی تمام رات دکھیا بیاں خاک پر بیٹھی اپنے وارثوں پر نوحہ و ماتم کرتی رہیں۔

اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظَّالِمِیۡنَ (۱۱/۱۸) وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ۝ (۲۶/۲۲۷)

ڈاکٹر کلب صادق صاحب

مجلس شام غریباں

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ ٥ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ٥ وَمَن یَبتَغِ غَیرَ الِاسلَامِ دِیناً فَلَن یُقبَلَ مِنہُ وَھُوَ فِی الاٰخِرَۃِ مِنَ الخٰسِرِینَ ٥ (سورہ آل عمران آیت ۸۵)

برادران عزیز! اشارہ ہو رہا ہے قرآن پاک میں کہ اسلام کے علاوہ اگر کوئی بھی انسان کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا تو وہ دین ہم اس سے قبول نہیں کریں گے اور ایسا انسان جب آخرت کی حقیقی زندگی میں داخل ہوگا اسے خود اس بات کا پتہ چل جائے گا کہ اس نے اسلام کو چھوڑ کر خود اپنا ہی نقصان کیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اسلام ہی پر ہم کیوں چلیں اور اسلام ہی ہماری نجات کا ضامن کیوں؟ تو اصل میں اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کہتے ہیں اپنے کو مرضی الٰہی کے سپرد کر دینے کو یعنی ہم نہ کچھ سوچیں نہ کچھ زبان پر لائیں نہ کوئی کام انجام دیں مشیت الٰہی کے خلاف اللہ نے جو لائن کھینچ دی ہے اللہ نے جو نظام بنا دیا ہے اسی نظام پر گامزن ہونے کا نام ہے اسلام۔

برادران عزیز! آپ ملاحظہ فرمالیں آج دنیا کی آبادی چار ارب سے زیادہ ہو چکی ہے۔

مگر جتنی انسان کی آبادی ہے۔ اس سے کئی گنا زیادہ سیارے اور ستارے آسمان کی بلندیوں پر پائے جاتے ہیں مگر اللہ نے ہر سیارے کے لیے ہر ستارے کے لیے لائن کھینچ دی ہے ایک خط معین کر دیا ہے ایک Orbit بنا دیا ہے ایک مدار بنا دیا ہے خود اپنے SolarSystem پر آپ نظر کرلیں ہر سیارے کا ہر Planet کا ایک مدار ہے ایک Oribt ہے لاکھوں اور کروڑوں برس سے ہر سیارہ اور ہر ستارہ ایک مدار کے اوپر گردش کر رہا ہے اور اس نے آج تک سر مو اس سے فرق نہیں کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کائنات میں اربوں سیارے پائے جاتے ہیں اربوں ستارے

پائے جاتے ہیں نہ معلوم کتنی Galaxies پائی جاتی ہیں نہ معلوم کتنے SolarSystem پائے جاتے ہیں مگر نہ کوئی سیارہ سیارے سے ٹکراتا ہے نہ کوئی ستارہ ستارے سے ٹکراتا ہے اس میں ٹکراؤ اس لیے نہیں ہوتا کہ یہ اللہ کے بنائے ہوئے راستے پر چل رہے ہیں۔ تو ارشاد الٰہی ہے کہ جس طرح سے کائنات کی ہر شے ہمارے بنائے ہوئے راستے پر چلتی ہے تو اس میں ٹکراؤ پیدا نہیں ہوتا اس طرح اگر تم ہمارے بنائے ہوئے راستے پر چلو گے تو یہ آپس کا ٹکراؤ ختم ہو جائے گا آپس کے جھگڑے مٹ جائیں گے اور اس لیے کہ ہمارے یہاں کے نظام کا اصول ہی یہ ہے کہ جو ہمارے راستے پر چلتا ہے تو اس کا اختلاف ختم ہو جاتا ہے اس کا ٹکراؤ ختم ہو جاتا ہے۔

برادران عزیز! آپ غور فرمائیں دنیا میں بڑے بڑے Philosopher گزرے ہیں بڑے بڑے Thinkers گزرے ہیں اور مفکر گزرے ہیں۔ جنھوں نے آپ کی زندگی کے لیے مختلف نظام ہائے حیات اور مختلف نظریات پیش کیے ہیں لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ایک کچھ کہتا ہے اور ایک کچھ کہتا ہے ایک زمین کی کہتا ہے ایک آسمان کی کہتا ہے مگر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے نظام کی تبلیغ کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے اور بارہ امامؑ بھیجے جو آدمؑ نے کہا وہی نوحؑ نے کہا جو نوحؑ نے کہا وہی ابراہیم کہا وہی موسیٰ نے کہا جو موسیٰ نے کہا وہی عیسیٰ نے کہا جو عیسیٰ نے کہا وہی محمد عربی نے کہا (صلوٰۃ) جو محمدؐ عربی نے فرمایا وہی علیؑ مرتضیٰ نے فرمایا جو علیؑ مرتضیٰ نے فرمایا وہی ہر امام کہتا رہا ہزاروں برس کے دور میں لاکھوں پیغمبر معصوم اور امام آئے اور ان میں سے کبھی کسی کی بات نہ ٹکرائی تو ان میں سے کسی کی بات کا نہ ٹکرانا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ یہ حقیقت کی شہادت دے رہے تھے اور دنیا کے دوسرے مفکرین اور Thinkers اور صاحبان فکر کا آپس میں ٹکراتے رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قیاس سے کام لے رہے تھے حقیقت ان کی نظروں کے سامنے نہیں تھی تو اسی لیے ارشاد الٰہی ہوتا ہے کہ اگر تم اللہ کے بنائے ہوئے راستے پر چلو گے تو کبھی ٹکراؤ گے

نہیں دیکھو آدمؑ آئیں گے اور چلے جائیں گے نوحؑ آئیں گے چلے جائیں گے اور ابراہیم آئیں گے اور چلے جائیں گے اور موسیٰ اور عیسیٰ آئیں گے اور چلے جائیں گے ہزاروں پیغمبر آئیں گے اور چلے جائیں گے مگر کبھی کسی کی بات کسی کی بات سے ٹکرائے گی نہیں جو ایک کہے گا وہی دوسرا کہے گا جو دوسرا کہے گا وہی تیسرا کہے گا جو ایک کرے گا وہی دوسرا کرے گا جو دوسرا کرے گا وہی تیسرا کرے گا۔

یہ اتنی سی بات میں نے آپ کی خدمت میں برادران عزیز اس لیے پیش کی کہ ایک مرتبہ پھر میں آپ کی خدمت میں عرض کردوں کہ معصومین کی سیرت میں کبھی فرق نہیں پیدا ہوتا جو آدمؑ نے کہا اور کیا وہی ہر پیغمبر کرتا اور کہتا رہا نہ کسی کی سیرت بدلی نہ کسی کا قول بدلا اور خود ائمہ طاہرین میں ہمارے چھٹے امام جعفر صادق صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم تک ہم میں سے کسی کی بات پہنچے اور تمھیں یہ یاد نہ رہے کہ یہ بات کس نے کہی ہے تو جس کی طرف چاہنا منسوب کردینا اس لیے یہاں ذاتیں بدلتی ہیں مگر زبانیں نہیں بدلا کرتیں اور یہاں نام بدلتے ہیں مگر سیرتیں نہیں بدلا کرتیں۔

تو برادران عزیز! جب یہ طے ہو گیا کہ معصومینؑ چاہے لاکھوں ہوں چاہے بارہ ہوں ان سب کی سیرتیں ایک رہتی ہیں۔ ان سب کا طور ایک رہتا ہے، ان سب کا طریقہ ایک رہتا ہے۔ تو اب بعض ناسمجھ انسانوں کا یہ کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ حسینؑ نے کربلا کے میدان میں بے جا ضد سے کام لیا۔ حسینؑ کو چاہیے تھا کہ معاذ اللہ یزید کی بیعت کر لیتے، کربلا کے میدان میں حسینؑ یزید کی حکومت کو تسلیم کر لیتے اور اپنے سر کو اس کی نظروں کے سامنے جھکا دیتے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ حسینؑ کربلا کے میدان میں تنہا نہیں تھے ابھی آپ نے زیارتِ وارثہ پڑھی ہے اور اس زیارت میں آپ نے کیا کہہ کر حسینؑ کو سلام کیا؟ آپ نے حُسینؑ کو سلام کیا۔ یہ کہہ کے کہ اے آدمؑ کے وارث تجھ پر سلام۔ اے نوح کے وارث تجھ پر سلام۔ اے ابراہیم

کے وارث تجھ پر سلام۔اے موسیٰ کے وارث تجھ پر سلام۔اے عیسیٰ کے وارث تجھ پر سلام۔اے محمد عربی ﷺ کے وارث تجھ پر سلام۔اے علیؑ مرتضیٰ کے وارث تجھ پر سلام۔تو ایک سلسلہ ہے وراثت کا یہ جو آدم سے لے کر علیؑ ابن ابی طالب تک چلا آرہا ہے۔اس سلسلہ وراثت میں کہیں آپ مجھے یہ دکھادیں کہ کسی نمائندہ حق نے کبھی کسی نمائندہ باطل کے آگے سر جھکایا ہو یا اس کی بیعت کی ہو تو حسینؑ سے بھی یہ مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ یزید کی بیعت کرلیں اور اگر کبھی نمائندگانِ حق میں سے کوئی باطل کی بیعت کرنے پر تیار نہ تھا تو پھر حسینؑ کربلا کے میدان میں کیسے یزید کی بیعت کر لیتے۔اس لیے کہ حسینؑ جانتے تھے کہ کربلا کے میدان میں میرا ہاتھ اکیلا نہیں ہے اس کے اوپر علیؑ کا ہاتھ ہے، علیؑ کے ہاتھ پر محمدؐ کا ہاتھ ہے، محمدؐ کے ہاتھ پر عیسیٰ کا ہاتھ ہے عیسیٰ کے ہاتھ پر موسیٰ کا ہاتھ ہے، موسیٰ کے ہاتھ پر ابراہیم کا ہاتھ ہے، ابراہیم کے ہاتھ پر نوح کا ہاتھ ہے اور نوحؑ کے ہاتھ پر آدمؑ کا ہاتھ ہے اور ادھر یزید کا ہاتھ بھی تنہا نہیں ہے یزید کے ہاتھ پر معاویہ کا ہاتھ ہے معاویہ کے ہاتھ پر ابوسفیان کا ہاتھ ہے ابوسفیان کے ہاتھ پر فرعون کا ہاتھ ہے فرعون کے ہاتھ پر نمرود کا ہاتھ ہے۔نمرود کے ہاتھ پر شداد کا ہاتھ ہے شداد کے ہاتھ پر شیطان کا ہاتھ ہے۔

حسینؑ سمجھتے ہیں کہ اگر آج میں نے اپنا یہ ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دیا تو یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے علیؑ بن ابی طالب نے معاویہ کی بیعت کرلی جس طرح محمد عربیؐ نے ابولہب اور ابوجہل کی بیعتیں کرلیں جس طرح موسیٰ نے فرعون کی بیعت کرلی جس طرح عیسیٰ نے یہودیوں کی بیعت کرلی جس طرح ابراہیم نے نمرود کی بیعت کرلی اور جس طرح سے خدا نے شکست قبول کرلی شیطان کے مقابلے میں تو حُسینؑ اپنی منزل کو جانتے ہیں اور اپنے مراتب کو پہچانتے تھے جو حُسینؑ نے کہا کہ میرا سر کٹ سکتا ہے مگر میرا سر باطل کے مقابلے میں جھک نہیں سکتا ہے۔

ایک اور حقیقت کی طرف اس مجلس شام غریباں میں صاحبان فکر کو متوجہ کردینا چاہتا ہوں اور وہ حقیقت یہ ہے کہ جس وقت اسلام کا پیغام بڑھتے بڑھتے حضورؐ ختمی مرتبت خاتم المرسلین

رحمتہ للعالمین تک پہنچا اور حضورؐ نے حجاز کی سرزمین پر یہ آواز بلند کی کہ **لا الہ الا اللہ** کہو اور نجات پا جاؤ اور پوری تاریخ کو سمیٹ کر میں آپ کے سامنے عرض کر رہا ہوں صاحبان فکر توجہ فرمائیں تو حضورؐ کا مقابلہ جن لوگوں سے ہوا ان پر تین طرح کے **Reastions** ہوئے اور تین طرح کے ردعمل ہوئے ایک تو اس **Steel** اور فولاد کے مانند تھے جو محمدؐ عربی کی قوت کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر گئے مگر انھوں نے جھکنا گوارا نہ کیا اور دوسرے وہ جو نرم لوہے کی حیثیت رکھتے تھے جو اسلام کے سانچے میں **Mould** ہوتے چلے گئے اس میں سے کوئی سلمانؓ بن گیا کوئی ابوذرؓ بن گیا اور کوئی مقداد بن گیا اور کوئی عمارؓ یاسر بن گیا (صلوۃ) اور ایک تیسرا طبقہ وہ تھا کہ جو نہ **Steel** اور فولاد کی طرح سے مقابلہ کر رہا تھا نہ نرم لوہے کی طرح سے اسلام کے سانچے میں ڈھلتا چلا جا رہا تھا بلکہ یہ تیسرا طبقہ وہ تھا یہ اس لوہے کی حیثیت رکھتا تھا کہ جس میں **Spring** کی کیفیت ہوا کرتی ہے کہ جب تک رسالت کا دباؤ رہا یہ دبا رہا مگر یہ طبقہ رسالت کے دباؤ کے ہٹنے کا انتظار کر رہا تھا جیسے ہی رسالت کا دباؤ ہٹا دھیرے دھیرے یہ پلٹ کر اپنی منزل پر آنے لگا یہی **Spring** رکھنے والا کردار یہی **Spring** رکھنے والا **Character** وہ تھا جو کربلا کے میدان میں حسینؑ کے سامنے آ گیا تھا حسینؑ اپنی منزل کو سمجھ رہے تھے حسینؑ جان رہے تھے کہ میرے نانا رسول کا جہاد بہت مشکل تھا مگر میرے مقابلے میں پھر بھی آسان تھا اس لئے کہ کفر لباسِ کفر میں تھا اس لیے اس سے مقابلہ آسان تھا۔ اور کربلا کے میدان میں میرے سامنے جو لشکر آیا ہے وہ لشکر نفاق کا ہے یہاں کفر لباس کفر میں نہیں ہے بلکہ کفر کے چہرے پر اسلام کی نقاب پڑی ہوئی ہے تو چونکہ باطل نے اپنی **Stretgy** بدل دی تھی اور اپنے انداز کو بدل دیا تھا اس لیے وارث حق حُسینؑ نے بھی اپنے انداز کو بدل دیا رسولؐ دوسروں کو قتل کر کے فتح حاصل کر رہے تھے اور حسینؑ نے قتل ہو کر فتح حاصل کرنے کے راستے کو اپنایا۔ گویا رسول اپنی تلوار سے دشمنوں کی گردن کاٹ رہے تھے اور حُسینؑ کربلا کے میدان میں آئے کہ میں اپنے خون کی دھار سے دشمن کے خنجر کی

دھار کو کاٹ دوں حُسینؑ سمجھتے تھے کہ میرا مقابلہ کربلا کے میدان میں یزید سے نہیں ہے بلکہ میرا مقابلہ یزیدیت سے ہے اگر یزید سے مقابلہ ہوتا تو شاید حسینؑ بھی طاقت کا مقابلہ طاقت سے کرتے لیکن چونکہ یزیدیت سے مقابلہ ہو رہا تھا اس لیے حسینؑ نے اپنے خط کو بدل دیا اپنی لائن کو بدل دیا اور ایک ایسے انداز سے جہاد کیا کہ تاریخ بشری میں اور تاریخ انسانیت میں کسی سپہ سالار نے اس انداز سے جہاد نہیں کیا جس انداز میں کربلا کے میدان میں حسینؑ نے کیا جب بھی کوئی سپہ سالار آیا میدان میں تو ہمیشہ طاقت اس نے بڑھانے کی کوشش کی مگر حسینؑ ساتھ آنیوالوں کو قدم قدم پر اپنی شہادت کی خبر سنا کر ہٹاتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کربلا کے میدان میں جب حسینؑ چاروں طرف سے دشمنوں میں گھر گئے تو اس وقت حسینؑ کے ساتھ کل بہتر سپاہی تھے۔
دوسری طرف لشکر یزیدی کی تعداد کم سے کم تیس ہزار تھی لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کربلا کی جنگ کی اہمیت یہی تھی کہ یہ خصوصیت کسی اور جنگ کو حاصل نہیں نہ کسی نبی کی جنگ کو حاصل ہے نہ کسی رسول کی جنگ کو حاصل ہے یہاں تک کہ خود حضورؐ کی جنگیں بہت خصوصیت رکھتی ہیں مگر وہ اہمیت جو کربلا کی جنگ کو حاصل ہے نہ احد کو حاصل ہے نہ خندق کو حاصل ہے اور نہ خیبر کو حاصل ہے نہ حنین کو حاصل ہے نہ امیر المومنین کی لڑائیوں جمل کو حاصل ہے اور نہ صفین کو حاصل ہے نہ نہروان کو اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ رسولؐ ہوں یا علیؑ جو بھی آیا میدان جنگ میں وہ اپنے ساتھ سپاہیوں کو لے کر آیا مگر حسینؑ کربلا کے میدان میں اپنے ساتھ بہتر سپاہیوں کو لے کر نہیں آئے تھے اپنے ساتھ بہتر حسینؑ لے کے آئے تھے حسینؑ کا ہر سپاہی میدان کربلا میں اپنی جگہ پر حسینؑ بنا ہوا تھا آپ اپنی جگہ کے اوپر یہ نہ سوچیں کہ میں نے مجلس شام غریباں میں بڑی جسارت سے کام لیا کہ معصوم کو غیر معصوم سے ملا دیا نہیں میرے پاس اگر مثال نہ ہوتی تو میں اتنی بڑی جسارت نہ کرتا
اگر ایک آئینہ خانہ ہو اگر ایک شیش محل ہو اور اگر ایک ایسا روم یا کمرہ ہو کہ جس میں چاروں طرف آئینے ہی آئینے لگے ہوئے ہوں شیشے ہی شیشے لگے ہوں اگر آپ اس کے اندر بیچ

میں ایک شمع روشن کردیں تو شمع ایک روشن ہوگی مگر ہر چھوٹے بڑے آئینے میں وہی لو آپ کو دہکتی ہوئی دکھائی دے گی تو کربلا کا میدان بھی روحانیت کا وہ آئینہ خانہ تھا کہ جہاں بیچ میں ایک حسینیت کی شمع جل رہی تھی اور جس چہرے میں بھی آپ نے دیکھا وہی لو چمکتی ہوئی دکھائی دی اور آپ نے حبیب کے چہرے کو دیکھا تو حسینؑ دکھائی دے رہے تھے زہیر کے چہرے کو دیکھا تو حسین دکھائی دے رہے تھے۔ مسلم کے چہرے کو دیکھا تو حسینؑ دکھائی دے رہے تھے میں نے عرض کیا کہ آئینہ چھوٹا ہو یا بڑا لو ویسے ہی چمکتی دکھائی دی قاسم کے چہرے کو دیکھا تب بھی حسینؑ ہی دکھائی دے رہے تھے عبداللہ بن حسنؑ کے چہرے کو دیکھا تب بھی حسینؑ ہی دکھائی دے رہے تھے اور علی اصغر نے تیر کھا کر مسکرا کر بتا دیا کہ میرے سینے میں میرے بابا ہی کا دل دھڑک رہا ہے بہر حال یہ تھے وہ انصار حسینؑ کے جن کو لے کر حسینؑ کربلا کے میدان میں آگئے اور صبح عاشور جیسے کہ آج کی مجلس میں آپ کے سامنے عرض کر چکا ہوں کہ امام نے علی اکبرؑ سے فرمایا کہ بیٹا تم آگے بڑھ کر اذان دو اور علی اکبرؑ نے لہجہ نبویؐ میں اور لہجہ پیغمبریؐ میں اذان دی اور اس منزل پر بس مصائب پیش کرنے سے پہلے یہ بات میں آپ کے سامنے اور عرض کردوں کہ کربلا کی جنگ کی یہ خصوصیت میں آپ کے سامنے پیش کر چکا کہ کربلا سے پہلے کوئی سپہ سالار چاہے مذہبی ہو چاہے غیر مذہبی ایسے چند افراد کو لے کر نہیں آیا جیسے چیدہ افراد کو حسینؑ لے کر آگئے اور یہ ایک خصوصیت تھی اور دوسری خصوصیت کربلا کی جنگ کو وہ جو نہ بدر کو حاصل ہے نہ احد کو حاصل ہے نہ خیبر کو حاصل ہے نہ حنین کو حاصل ہے میں کسی جنگ کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا مگر تاریخ بشری میں کربلا سے پہلے اور کربلا کے بعد کوئی جنگ ایسی نہیں بتا سکتے ہیں کہ جس کی ابتداء اذان سے ہوئی ہو اور جس کا خاتمہ سجدے کے اوپر ہوا ہو۔ بس یہ کربلا کی جنگ تھی کہ جس کی ابتداء ہو رہی ہے اذان علی اکبرؑ سے اور جس کا خاتمہ ہو رہا ہے سجدہ حسینیؑ پر اور سجدے اور اذان کے درمیان میں پوری کربلا کی جنگ لڑی جا رہی ہے۔

عزادارانِ حسین! علی اکبرؑ نے اذان دی اور نمازیوں نے خاک کربلا پر تیمم کر کے نماز

صبح کو ادا کیا اور اس کے بعد حسینؑ نے اپنے چھوٹے سے لشکر کی صف بندی کی اور تھوڑی دیر کے بعد جنگ شروع ہو گئی تفصیلات میں مجھے جانا نہیں ہے حسینؑ کا دفتر قربانی کھل گیا ایک کے بعد دوسرا مجاہدِ کربلا کے میدان میں جاتا رہا اپنی شہادت پیش کرتا رہا حسین ایک ایک کی لاش اٹھا اٹھا کر لاتے رہے اور گنج شہیداں کی تعمیر ہوتی رہی یہاں تک کہ انصار شہید ہو گئے اصحاب شہید ہو گئے تو اب جگر کے ٹکڑوں کی باری آئی کبھی اولاد جعفر آگے بڑھی کبھی اولاد عقیل آگے بڑھی اور کبھی قاسم آگے بڑھے اور حسینؑ نوشاہ قاسم کے لاشے کے ٹکڑے اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے لائے اور لا کر خیمے کے سامنے قاسم کی لاش بھی رکھ دی اس کے بعد اکبر آگے بڑھے اور یہ بچہ بھی حسینؑ کا شہید ہوا اور حسینؑ نے اسے بچے کی لاش بھی کسی نہ کسی طرح سے لا کر در خیمہ پر رکھ دی اب دنیا سمجھ رہی تھی کہ حسینؑ کا خزانہ خالی ہو گیا اور حسینؑ نے ڈھونڈھ لیا رباب کی گود میں ایک اور گوہر آبدار کو اور اس بچے کو بھی لے کر میدان قربانی میں آئے اور اس بچے کی بھی قربانی بارگاہ الٰہی میں پیش کر دی۔

عزاداران حسینؑ! ہر ایک لاش کو حسینؑ نے لا کر خیمے کے در پر رکھا مگر میں نے نہیں دیکھا کہ کسی لاش کو حسینؑ نے کربلا کے میدان میں دفن کیا ہو لیکن بس یہ چھ مہینے کا بچہ وہ تھا کہ ماں کو دیدار کرانے کے بعد سکینہ کو دیدار کرانے کے بعد زنیبؑ کو صورت دکھانے کے بعد حسینؑ خیموں کی پشت پر گئے اور ذوالفقار سے علی اصغرؑ کی قبر کھودنا شروع کر دی اور قبر کھد گئی اور گڑھا تیار ہو گیا اپنے بچے کو حسینؑ کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ بالکل صحیح کہا گیا ہے کہ حسینؑ نے علی اصغرؑ کو قبر میں رکھنے کے بعد جیسے ارشاد فرمایا

قبر میں اصغرؑ کو رکھ کے رو کے فرماتے تھے شاہ

یہ تو آغوش لحد میں اور پیارا ہو گیا۔

عزاداران حسینؑ! آپ جانتے ہیں اسلام کا دستور ہے اسلام کا حکم ہے کہ جب ہم میت کو قبر میں لٹاتے ہیں تو کچھ ایسی صورت کر دیتے ہیں کہ میت کے جسم کے اوپر مٹی نہ گرنے پائے۔

کربلا کے میدان میں یہ انتظام کہاں ممکن تھا! حسینؑ نے اپنے چاند کو آغوش لحد میں رکھا اور اس کے بعد کربلا کی جلتی ہوئی ریت اس انداز سے اس بچے کی لاش کے اوپر ڈالنا شروع کر دی یہاں تک کہ اس بچے کی قبر تیار ہوئی تو روایت بتاتی ہے کہ حسینؑ قبر سے لپٹ گئے اور لپٹنے کے بعد چیخ مار کر رونا شروع کیا۔

عزاداران حسینؑ! آپ میں سے کوئی انسان ایسا نہ ہوگا کہ جو کسی نہ کسی کے دفن میں شریک نہ ہوا ہو مگر ہوتا یہی ہے کہ اگر کوئی چاہنے والا اپنے کسی عزیز کی قبر سے لپٹ جاتا ہے تو چاہنے والے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھام کر قبر سے اٹھالیا کرتے ہیں آگے بڑھیے اور آگے بڑھ کر اپنے امام کو بچے کی قبر پر سے اٹھالیجیے مگر کربلا کے میدان میں سناٹا ہے کون ہے کہ جو بڑھ کر حسین کو بچے کی قبر پر سے اٹھائے مگر روایت بتاتی ہے کہ ایک مرتبہ فلک سے آواز آئی کہ دَعْـــــهُ يَاحُسَيْنُ فَاِنَّ لَهُ مُرْضِعَةً فِي الْجَنَّةِ اے میرے حسینؑ! بس اب بچے کی قبر چھوڑ دیجیے اس لیے ہم نے جنت میں اس کے لیے ایک پالنے والی کا انتظام کر رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پالنے والی سوائے فاطمہ زہراؑ کے اور کون ہو سکتی ہے؟ حسینؑ نے بچے کی قبر چھوڑ دی اس کے بعد در خیمہ پر آئے اور آنے کے بعد آواز دی السلام عليك يا زنيب الكبرىٰ ۔السلام عليك يا زنيب الصغرىٰ ۔بڑی بہن زینبؑ پر میرا سلام چھوٹی بہن ام کلثوم تم پر میرا سلام میرے سینے پر سونے والی سکینہ اپنے بابا کا سلام قبول کر لے اے میری ماں کی کنیز فضہ تجھ پر بھی یہ حسینؑ سلام کر رہا ہے حسینؑ تو رخصت ہو جانا چاہتے تھے مگر ایک مرتبہ یہ بیبیاں در خیمہ پر آ گئیں اور آ کر حسینؑ کو لے گئیں خیمے کے اندر بس عزاداران حُسینؑ! معلوم ہوتا ہے کہ اب تک زینبؑ کے سر کے اوپر چادر موجود تھی لہذا خیمے کے اندر پہنچنے کے بعد اپنے بھائی کے لیے وہ چادر بچھا دی اور حسینؑ چادر زینبؑ پر بیٹھ گئے اور شہزادی سے گفتگو شروع ہو گئی روایت بتاتی ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد امام نے کنیز خاص اپنی ماں کی کنیز حضرت فضہؑ کو قریب بلایا اور بلانے

کے بعد چپکے چپکے کچھ کان میں کہا تو فضہ آہستہ آہستہ بڑھتی ہوئی ایک کونے کی طرف خیمے کے جانے لگیں جناب زینبؑ کی نظر پڑ گئی پوچھا فضہؓ تجھے میری ماں کے حق کی قسم بتا دے کہاں جاتی ہے کہا کہ شاہزادی آپ کے بھائی نے فلاں فلاں لباس طلب کیا ہے بس یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ نعرہ مار کر روئیں اور کہا کہ فضہؓ یہ نہیں کہتی ہے کہ میرے بھائی کا کفن لینے جا رہی ہے اس لیے کہ میری ماں نے مجھے بتا دیا تھا کہ زینبؑ جب حسینؑ یہ لباس پہن لے تو یہ سمجھنا کہ تو حسینؑ کو پھر اس کے بعد دوبارہ زندہ نہ دیکھ سکے گی۔

عزاداران حسینؑ! وہ لباس آیا حسینؑ نے وہ لباس پہنا اور جگہ جگہ سے تار تار کیا کہ بس اب نگاہ حسرت سے بہن کو دیکھا کہ ایک مرتبہ زینبؑ آگے بڑھی اور آگے بڑھنے کے بعد کہا بھیا جایئے خدا حافظ میں آپ کو روکوں گی نہیں لیکن ماں کی ایک وصیت ہے اسے پورا کرنے کی اجازت دے دیجیے حسینؑ نے پوچھا کیسی وصیت! کہا کہ بھیا ذرا جھکو حسینؑ جھکے بی بی نے اپنے بھائی کے گلے کو چومنا شروع کیا حسینؑ نے تڑپ کر پوچھا کہ بہن میرا گلا کیوں چوم رہی ہو؟ کہا کہ ماں نے کہہ دیا تھا کہ جب حسینؑ رخصت آخر کے بعد جانے لگے تو اس کے گلے کو چوم لینا جہاں تھوڑی دیر کے بعد خنجر کی روانی ہو گی بس یہ سننا تھا کہ حسینؑ نے کہا کہ زینب پھر مجھے بھی ماں کی وصیت یاد آ رہی ہے شاہزادی نے کہا کہ ارشاد ہو آپ کیا عمل کرنا چاہتے ہیں کہا کہ ذرا اپنے بازو پر سے ردا ہٹا دو زینبؑ نے ردا ہٹائی حسینؑ نے چمٹ چمٹ کر بہن کے بازوؤں کو چومنا شروع کیا زینبؑ نے گھبرا کر سوال کیا بھیا یہ میرے بازو کیوں چوم رہے ہیں کہا کہ تم نے اس گلے کو چوما کہ جہاں خنجر چلے گا میں اس بازو کو چوم رہا ہوں جہاں رسیاں باندھی جائیں گی۔

بس برادران عزیز! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حسینؑ رخصت آخر کے وقت سب کو سلام کر رہے ہیں یہاں تک کہ اپنی کنیز کو بھی سلام کیا بس اب یہاں سے اٹھے تو آگے آگے زینبؑ پیچھے پیچھے حسینؑ اس خیمے میں تشریف لائے کہ جہاں ایک بیمار بیٹا غش کے عالم میں پڑا ہوا تھا سید سجاد کو

غش اس وقت آیا تھا کہ جب خیمے میں ہجوم تھا عباسؑ بھی موجود تھے علی اکبرؑ بھی موجود تھے قاسم بھی موجود ہے عونؑ و محمدؑ بھی موجود تھے اور اب حسینؑ جب رخصت آخر کے لیے آرہے تھے تو زینبؑ نے آگے بڑھ کر سید سجاد کا شانہ ہلایا اور کہا کہ بیٹا غش سے آنکھیں کھولو بابا تمہارا ملنے کے لیے آیا ہے۔

عزادارانِ حسینؑ! ابھی حسینؑ نے جہاد نہیں کیا ابھی حسینؑ نے تلوار نہیں چلائی مگر امام زین العابدین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ پھوپھی کے شانہ ہلانے سے جب میں نے غش سے آنکھ کھول کر اپنے بابا کو دیکھا تو میں اپنے بابا کو پہچان نہ سکا اس لیے کہ جسم پر اتنے تیر لگے ہوئے تھے کہ پہچاننا مشکل ہو رہا تھا کہ بس اس عالم میں دیکھ کر سید سجاد نے گھبرا کر سوال کیا کہ بابا بنی امیہ سے کیا ٹھہری؟ امام نے فرمایا کہ بیٹا صبح سے جنگ ہو رہی ہے بس جنگ کا نام سننا تھا کہ سید سجاد گھبرائے اور کہا بابا۔ صبح سے جنگ ہو رہی ہے تو پھر آپ تنہا کیسے خیمے میں ہیں میرا چچا عباس کہاں ہے میرا بھائی علی اکبرؑ کہاں ہے میرا بھائی قاسم کہاں ہے اور عون و محمد کہاں ہیں حسینؑ نے کہا بیٹا کس کس کو پوچھو گے اور اب کہاں تک ایک ایک کو پوچھتے رہو گے بس یہ سمجھ لو کہ سب ختم ہو گئے اور حد یہ ہے کہ ابھی ابھی میں علی اصغرؑ کو دفن کر کے پلٹ کے آرہا ہوں۔

بس عزادارانِ حسینؑ! یہ سننا تھا کہ سید سجاد نے کہا کہ پھوپھی ذرا مجھے سہارا دے کہ بٹھا دیجیے اور ایک عصا اور ایک تلوار دے دیجیے امامؑ نے سینے سے لگا کر کہا کہ بیٹا کیا کرو گے عصا اور تلوار۔ کہا بابا کمزوری سے سنبھلا نہیں جاتا ہے اس لیے عصا پر تکیہ کروں گا اور تلوار سے آپ کی مدد کروں گا۔

عزادارانِ حسینؑ! روایت بتاتی ہے کہ حسینؑ آگے بڑھے اور آگے بڑھ کر بیٹے کو سینے سے لگایا کہ بیٹا جہاد تمہیں بھی کرنا ہے اور جہاد ہمیں بھی کرنا ہے مگر ہمارا جہاد ہو گا تلواروں سے ہمارا جہاد ہو گا نیزوں سے ہمارا جہاد ہو گا برچھیوں سے۔ اور تمہارا جہاد یہ ہو گا کہ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں

ہوں گی اور پیروں میں بیڑیاں ہوں گی گلے میں طوق خاردار ہوگا اور زینبؑ ایسی پھوپھی اور ام کلثوم ایسی پھوپھی اور سکینہ ایسی بہن بازار کوفہ و شام میں نامحرموں کے مجمع میں تشہیر کی جارہی ہوں گی اور تم یہ سارے منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں گے اور سید سجادؑ امت کے لیے کسی منزل پر بد دعا نہ کریں۔

عزاداران حسینؑ! مجھے اگرچہ کوئی حق نہیں ہے آپ کا شکریہ ادا کرنے کا اس لیے کہ آپ کا شکریہ فاطمہؑ ادا کر رہی ہوں آپ کا شکریہ رسولؐ ادا کر رہے ہوں گے آپ کا شکریہ علیؑ ابن ابی طالب ادا کر رہے ہوں گے لیکن پھر بھی میں ان کی آواز میں آواز ملا کر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ بہت زحمتیں آپ نے گوارہ کیں، بہت تھک گئے آپ بہت آپ نے ماتم کیا اور بہت حسینؑ پر گریہ وزاری کی لیکن حسینؑ کے عزاداروں نے چاہے جتنا بھی حسینؑ پر گریہ وزاری کی لیکن حسینؑ کا ماتم کرنا چاہے جتنا بھی حسینؑ کے غم میں آنسو بہانا کبھی ناز نہ پیدا ہونے دینا کبھی فخر نہ کرنا کہ ہم نے حسینؑ کو بہت یاد کیا اس لیے کہ تم نے اگرچہ حسینؑ کو بہت یاد کیا مگر خدا کی قسم جس منزل پر تم کو حسینؑ نے یاد کیا اس منزل پر دنیا میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرتا

اب خیمے کے اندر کا منظر یہ ہے کہ سید سجاد حسینؑ کے سینے سے لپٹے ہوئے ہیں چھوٹے چھوٹے بچے حسینؑ کے دامن سے لپٹے ہوئے ہیں کہرام بپا ہے اس عالم میں حسینؑ فرما رہے ہیں کہ بیٹا! ایک بات میری یاد رکھنا اور وہ بات یہ ہے کہ میں تو شہید ہو جاؤں گا تم میرے بعد زندہ رہو گے تو میرے شیعوں کو میرا اسلام پہنچا دینا اور کہنا کہ میرے دوستو شرط محبت یہ ہے کہ جب کبھی ٹھنڈا پانی پینا میری پیاس کو یاد کر لینا۔

بس عزاداران حسینؑ! بیبیوں سے رخصت ہونے کے بعد حسینؑ خیمے سے باہر نکلے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے میدان کربلا کا رخ کیا اور عزادارو! تلواریں چل رہی ہیں تیر برس رہے ہیں مگر حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں جنگ کے ارادے سے نہیں آیا میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اور

اس کے بعد حسینؑ نے خطبہ دینا شروع کیا تقریر کرنا شروع کی اپنا نام ونسب بتایا اپنا موقف بتایا کہا مجھے کیوں قتل کرتے ہو؟ اللہ اکبر! کیا دل تھا حسینؑ کے پاس کیا جگر تھا حسینؑ کے پاس کہ علی اصغرؑ کو دفن کر دیا ہے عباسؑ کی لاش کو دیکھ لیا ہے علی اکبرؑ کی لاش اٹھائی قاسم کی لاش اٹھائی ہے میں کہتا ہوں دنیا میں کسی کریم اور کسی رحیم کا وہ دل نہیں ہو سکتا جو دل تھا حسینؑ کے پاس فرماتے ہیں کہ دیکھو اب بھی اگر تم توبہ کر لو تو میں تمہیں معاف کر دینے کے لیے تیار ہوں۔

اللہ اکبر! ابھی حسینؑ یہ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص آیا حسینؑ کے پاس پوچھا کہ کیا آپ ہی حسینؑ ہیں؟ کہا کہ ہاں میں ہی حسینؑ ہوں کہا کہ مجھے لوگوں نے بتایا کہ آپ حسینؑ ہیں لیکن آپ کے جسم پر اتنے زخم ہیں کہ میں آپ کو پہچان نہیں پا رہا تھا اس لیے میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں حسینؑ نے کہا کہ ہاں مجھے پہچان لے میں فاطمہ کا لال حسینؑ میں علیؑ کا بیٹا حسینؑ میں رسول کا نواسہ حسینؑ ہوں یہ بتا تجھے کیا کام ہے؟ کہا کہ مولا! مجھے آپ سے یہ عرض کرنا ہے کہ میں مدینے سے کوفہ کے لیے روانہ ہو رہا تھا اور جب محلہ بنی ہاشم سے میرا گزر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی بچی اپنے گھر کا دروازہ کھولے ہوئے بیٹھی ہوئی ہے اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں کہاں جا تا ہوں تو میں نے کہا کہ میں کوفہ جا رہا ہوں کہا کہ اے جانے والے! اپنے سفر کو چند منٹ کے لیے ملتوی کر دے میرا بابا بھی کوفہ گیا ہوا ہے میرا خط میرے بابا کے نام لیتا جا میں آپ کی بچی کا خط لے کر آپ کے پاس آیا ہوں یہ کہہ کر اس نے بچی کا خط حسینؑ کی خدمت میں پیش کیا اور حسینؑ نے نامے کو چاک کیا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ بابا سلام کے بعد عرض ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں بہت جلد تم کو بلا لوں گا فاطمہ صغریٰ! بابا میں آپ کا انتظار کر رہی ہوں ابھی تک آپ کی طرف سے نہ کوئی خط آیا ہے اور نہ کوئی پیغام آیا ہے۔

اس کے بعد کیا لکھا ہوا تھا اس کے بعد جو لکھا تھا وہ حسینؑ کے عمل سے ظاہر ہوا حسینؑ اس خط کو لیے ہوئے بڑھے گئے گنج شہیداں میں اور آ کر علی اکبرؑ کے سرہانے بیٹھے بیٹا علی اکبرؑ! تمھاری

بہن نے تمہیں سلام کہلوایا ہے کہو کیا جواب دوں کبھی قاسم کے سرہانے بیٹھے قاسم تمہاری بہن نے تمہیں سلام کہلوایا ہے بیٹا جو کہہ دو جواب دے دوں کبھی قبر علی اصغرؑ پر آ کر بیٹھے میرے لال علی اصغرؑ! صغریٰ نے تمہیں پیار کے لیے کہا ہے بیٹا بتاؤ میں تمہاری بہن کو کیا جواب دوں۔

بس عزاداران حسینؑ! اس کے بعد حسینؑ پھر گھوڑے پر سوار ہو گئے اور آ کر کربلا کے میدان میں جہاد آخر شروع کر دیا اور خدا شاہد ہے کہ حسینؑ نے اس انداز سے جنگ کی کہ لوگ علیؑ کی جنگ کو بھول گئے حسینؑ اسی عالم میں جہاد کر رہے تھے اور بار بار حسینؑ کے سامنے سے لشکر بھاگ بھاگ کر جا رہا تھا سات حملے امامؑ نے فرمائے اور ہر حملے میں میدان کربلا دشمنوں سے صاف ہوتا رہا یہاں تک کہ ساتویں حملے کے بعد جب پلٹ کر آئے تو ایک مرتبہ فلک سے آواز آئی کہ بس میرے حسینؑ بس! دنیا نے تیری شجاعت کے جوہر دیکھ لیے اب ذرا یہ بھی دکھا دے کہ تو صبر کی کس منزل پر ہے۔

بس عزاداران حسینؑ! حسینؑ نے تلوار نیام میں رکھی اور لشکر والے یہ سمجھ گئے کہ اب حسینؑ جہاد نہیں کریں گے اور لشکر بھاگا ہوا پلٹ کر آیا چاروں طرف سے حسینؑ پر حملے شروع ہو گئے اور یہاں تک کہ تھوڑی دیر کے بعد حسینؑ زین فرس کے اوپر ڈگمگانے لگے۔

عزاداران حسینؑ! آپ کی اکثریت وہ ہے جو ہندوستان اور پاکستان سے آئی ہے اور ایک منظر میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں میں نے بھی دیکھا ہے اور آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ جب جلوس میں علم نکلتا ہے ضریح نکلتی ہے تو کبھی نہ کبھی خدانخواستہ ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص علم لیے ہوئے جا رہا ہے اس کو ٹھوکر لگ گئی اور علم ڈگمگانے لگا ضریح سنبھل نہ پائی تو لوگ ماتم بھول کر آگے بڑھتے ہیں علم کو سنبھال لیتے ہیں ضریح کو سنبھال لیتے ہیں اور تعزیے کو سنبھال لیتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپکے جذبات کا عالم یہ ہے کہ آپ ضریح کو گرنے دینا نہیں چاہتے اور آپ تعزیے کو گرنے دینا نہیں چاہتے اور آپ علم کو زمین بوس ہونے دینا نہیں چاہتے آپ کربلا کے میدان میں

ذرا حسینؑ کو سنبھال لیجیے اس لیے کہ حسینؑ سے زین فرس پر سنبھلا نہیں جا رہا ہے۔

آخر کار حسینؑ زین فرس سے زمین کے اوپر تشریف لائے لیکن تاریخ نے تصریح کر دی ہے کہ حسینؑ کی شجاعت اور بہادری کا عالم یہ تھا کہ جب تک کھڑے رہنے کی طاقت رہی بیٹھے نہیں اور جب تک بیٹھنے کی طاقت رہی لیٹے نہیں لیکن جب کھڑے رہنے اور بیٹھے رہنے کی طاقت نہ رہ گئی تو حسینؑ نے سر سجدے میں رکھا اور کربلا کے میدان میں زلزلہ آ گیا اور جب شمر نے سجدے کے عالم میں حسینؑ کے سر کو حسینؑ کے جسم سے جدا کر دیا آواز بلند ہونے لگی کہ **اَ لَاقُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبلا** اور حسینؑ کے گھوڑے نے دوڑتے ہوئے جا کر سیدانیوں کو خبر دے دی کہ حسینؑ شہید ہو گئے۔

عزاداران حسینؑ! تھوڑی دیر کے بعد خیموں سے دھواں بلند ہوا اور عزاداران حسین! میں نے خود روایت دیکھی ہے اور بغیر روایت دیکھے تو میں کوئی بات عرض نہیں کیا کرتا اور روایت بتاتی ہے کہ جب سے حسینؑ روانہ ہو کر گئے تھے حسینؑ کی ننھی بچی سکینہ حسینؑ کا مصلّٰی بچھا کر بیٹھ گئی تھی اس لیے کہ عصر کا وقت آ گیا تھا اور سکینہ کا دستور یہ تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو یہ بچی حسینؑ کی حسینؑ کے لیے مصلّٰی بچھا کر بیٹھ جایا کرتی تھی عصر کی ساعت آئی سکینہ نے خیمہ کے اندر مصلّٰی بچھایا اور مصلّٰی تو بچھ گیا ہے مگر حسینؑ نماز پڑھنے نہ آئے اور ایک مرتبہ سکینہ آگے بڑھی اور آگے بڑھنے کے بعد مصلّٰی پر بیٹھ گئی آنکھیں بند بال سر کے کھلے ہوئے فرماتی ہیں اے پالنے والے یہ مصلّٰی کبھی میں نے بچھایا ہوا اور مصلّٰی خالی رہ گیا ہوا ایسا نہیں ہوا اور کیا آج میرا بابا نماز پڑھنے کے لیے نہ آئے گا۔

عزادارو! اِدھر سکینہ دعائیں کر رہی تھیں اور اُدھر حسینؑ کا سر کربلا کے میدان میں کٹ گیا اور ایک مرتبہ سکینہ نے محسوس کیا کہ جیسے کوئی آ رہا ہے سکینہ سمجھی کہ شاید حسینؑ آ رہے ہیں لیکن ایک مرتبہ گھبرا کر آنکھ جو کھولی تو دیکھا کہ ایک خونخوار شخص سامنے کھڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے سکینہ! سکینہ! تم

کیا دعا کر رہی تھیں؟ یہی دعا کر رہی تھیں کہ تمھارا بابا مصلّے پر آجائے لو تمہارا بابا آ گیا یہ کہہ کر حسینؑ کا کٹا ہوا سر سکینہ کی گود میں ڈال دیا بچی نے حسینؑ کے منہ پر منہ رکھا اور کہا بابا آج آپ اس شان سے تشریف لائے ہیں۔

بہر حال عزادارانِ حسینؑ! سیدانیوں کے سروں سے چادریں چھننے لگیں اور زیور لٹنے لگا خیموں سے دھواں بلند ہونے لگا اور عالم یہ کہ سیدانیاں ایک خیمے میں سے گھبرا کر دوسرے خیمے میں اور دوسرے، خیمے سے گھبرا کر تیسرے خیمے میں یہاں تک کہ شمر نے کہا کہ سارے خیموں میں ایک ساتھ آگ لگا دی جائے عزادارو! جب سارے خیموں میں ایک ساتھ آگ لگا دی گئی تو زینبؑ اس خیمہ میں آئیں جہاں بیمار بھتیجا غش کے عالم میں تھا آکر شانہ ہلایا بیٹا کب تک بے ہوش رہو گے آنکھیں کھولو اب تم یتیم بھی ہو اور امام وقت بھی گھر جل رہا ہے بتاو کیا کریں سر سے چادر چھن چکی ہے نامحرم گھیرے ہوئے ہیں بتاؤ شریعت کیا کہتی ہے خیمہ میں جل کر مر جائیں یا خیمہ کے باہر نکلیں اور امام نے فرمایا کہ پھوپھی جلدی جلتے خیمہ کے باہر نکل جایئے۔

عزادارو! آنکھیں بند کرلو، علیؑ کی بیٹی فاطمہ کی دلاری سر برہنہ جلتے خیمہ سے باہر نکل رہی ہے اور واہ محمدؐ۔ واعلیاہ میرا دل کہتا ہے کہ شاہزادی نے مدینہ کا رخ کیا ہوگا اور کہا ہوگا ماں آپ کا جنازہ پردہ شب میں تابوت کے اندر اٹھا مگر آکر اپنی بیٹی کو دیکھیے نامحرموں کا مجمع سر پر چادر نہیں چہرہ پر نقاب نہیں ماں! ابھی تو ابتداء ہے اسی شان سے کوفہ جانا ہوگا اور اسی شان سے شام جانا ہوگا اور اسی شان سے دربار یزید کا سامنا ہوگا۔

علامہ اظہر حسن زیدی صاحب

شام غریباں

عنوان

فضائل — درس معصومؑ

مصائب — شام غریباں

خون کے آنسو تھے کہ ڈھلتی رہی آنکھوں سے شفق

چشم عابد میں رہا شام غریباں کا سماں

صاحبان ____ مختصر سی گفتگو کو پورے غور اور توجہ سے سُنیں تا کہ آپ کو وہ بات یاد رہے جو میں کہنا چاہتا ہوں ____ میں آج کی یہ گفتگو اس بات سے شروع کرتا ہوں کہ جتنے بھی انبیاء دنیا میں تشریف لائے ____ جن کی تعداد کا صحیح اندازہ ابھی تک نہیں ہے ____ شہرت عام یہ ہے کہ ایک لاکھ اور چوبیس ہزار ____ یہ شہرت عام ہے ____ یہ نہیں کہ یہ تعداد طے شدہ ہے ____ یہ ایک شہرت عام ہے ____ پھر ان تمام انبیاء میں سے بعض کا ذکر قرآن میں ہے اور اکثر بیشتر کا تذکرہ نہیں ____ مگر ایک بات ان سارے انبیاء کے متعلق مشترک طور پر قرآن میں موجود ہے ____ کہ ان انبیاء نے اپنے تشریف لانے اور ہدایت فرمانے کا مقصد یہ بیان کیا ہے، بزبان قرآن ____ بزبان خدا ____ **وَمَا علینا اِلا البلاغ** ____ ہم اس لئے دنیا میں آئے ہیں کہ اے دنیا والو تمہارے سامنے حق کی اور حکم خدا کی تبلیغ کریں ____ یہ بیان کرتے کرتے ____ کرتے کرتے ____ جب نبوت چلتے چلتے خاتم النبین پر پہنچی ____ ان سے بھی لوگوں نے پوچھا کیا آپ بھی اس طرح نبی ہیں جس طرح وہ تھے؟ ____ آپ بھی تبلیغ ہی کے لئے آئے ہیں؟ جس طرح وہ آئے تھے ____ تو آپ نے فرمایا نہ ____ میں تبلیغ کے لئے نہیں آیا ____ میرا مقصد بلاغ

نہیں ہے ____ بلاغ کے معنی یہ ہیں کہ بالکل سلجھے ہوئے انداز میں کسی بات کو کسی سے کہا جائے ____ اسکی سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس کا ذمہ دار وہ کہنے والا نہیں ہے ____ اسے تبلیغ کہتے ہیں ____ سمجھ میں آیا نا آپ کے ____ آپ کا مقصد تبلیغ کے علاوہ مقرر کیا ہے ____ کیا یعلمهم الکتاب و الحکمة ____ میرا مقصد تبلیغ نہیں تعلیم ہے۔

تعلیم چیز اور ہے تبلیغ چیز اور ہے ____ میں مبلغ نہیں ہوں میں معلم ہوں ____ سمجھ میں آیا نا صاحبان کے؟ یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آتی جارہی ہے ____ ایک یہ بڑا فرق ہے باقی انبیاء میں اور ہمارے نبی میں کہ وہ سب مبلغ تھے ہمارا رسول معلم تھا ____ سمجھ رہے ہونا حضور والا ____ مبلغ کے لئے کوئی لمبے چوڑے علم کی ضرورت نہیں ____ مگر معلم کے لئے ____ جس چیز کو وہ تعلیم دے رہا ہے اس کی ہر جزئیات تک کی مہارت ضروری ہے ____ مبلغ کا کام ہے کہہ دینا ____ اور معلم کا کام ہے سمجھا دینا ____ دونوں میں لحاظ بڑا مشکل ہے ____ اس لئے کہ مبلغ کے سامنے بھی اور معلم کے سامنے بھی جو متعلم ہوں گے اس میں ذہین ہوں گے ____ کچھ کم ذہن کے ہوں گے ____ کوئی کند ذہن ہوں گے ____ کوئی توجہ کرنے والے ہوں گے ____ کوئی کھلاڑی ہوں گے اور جو مبلغ نے بات کہہ دی کند ذہن سن رہے ہیں ____ توجہ والے توجہ دے رہے ہیں ____ مگر معلم کو اس طرح بات کرنی پڑے گی کہ ہر طبقے کے آدمی کے ذہن میں وہ بات بیٹھ جائے ____ گویا اس کا کام ہے سمجھانا ____ تو اتنا فرق یہ ہو جائیگا مبلغ اور معلم میں کہ مبلغ کہے گا کہ بھائی ذرا جو سمجھ دار ہیں وہ آگے آجائیں اور جو نا سمجھ ہیں وہ پیچھے بیٹھیں ____ مگر معلم کا کام ہے سمجھانا وہ یہ نہیں کہے گا ____ وہ تو یہ کریگا کہ بھئی وہ جو ذرا نا سمجھ ہیں جن کی سمجھ ذرا کمزور ہے وہ ذرا اور قریب آجائیں ____ سمجھے حضور ____ یہ بین فرق ہے

مبلغ میں اور معلم میں _____ اگر یہ بات آپ لوگوں کے ذہن میں آگئی ہے اور _____ یقیناً آگئی _____ کہ ہمارے نبی کا کام ہے تعلیم _____ ان کا کام ہے تبلیغ _____ میں کئی دفعہ آپ کو یہ بات سمجھا چکا ہوں _____ آپ ان باتوں کو سرسری سمجھ کر بھول جاتے ہیں اور _____ نظر انداز کر دیتے ہیں _____ مگر یہ بھولنے کی باتیں نہیں _____ انہی کے اندر ساری بات ہے _____ یہی سارا فلسفہ اور منطق ہیں _____ کہ تعلیم کا قاعدہ یہ ہے _____ لفظ قاعدہ یاد رکھنا _____ کہ جب بچہ مدرسے میں داخل ہو تو اسے پہلی کتاب جو دی جاتی ہے وہ قاعدہ ہے _____ تعلیم کا قاعدہ ہے کہ جو لفظ بچے کو بتایا جائے اور اس کے سامنے اس لفظ کی ایک تصویر بھی بنا دی جائے _____ یہ طریقہ تعلیم ہے _____ الف سے آم تو آم کی ایک تصویر بھی ہو _____ سمجھے _____ اور س سے سانپ _____ سانپ کی ایک _____ تصویر بھی ہو _____ ش سے شیر۔ شیر کی ایک تصویر بھی ہو _____ دونوں چیزیں جب ذہن میں ہوں اِدھر شیر اُدھر بچے کے دماغ میں ہو شیر کی تصویر _____ دونوں چیزیں جب ذہن میں ہوں تب مقصد تعلیم پورا ہوتا ہے _____ اگر یہ تصویر کا قاعدہ کسی بچے نے پڑھا ہے اسے یہ یاد ہے ش سے شیر _____ شیر کی تصویر نہیں دیکھی اس نے _____ وہ باپ کے ساتھ گیا لاہور _____ ابا مجھے چڑیا گھر دکھا دے چل کے _____ ابا اسے چڑیا گھر لے گیا _____ بچے نے پوچھا _____ ابا یہ کیا ہے؟ کہا بیٹے یہ شیر کا پنجرہ ہے _____ وہ شیر کا پنجرہ دیکھنے لگا _____ چڑیا گھر والوں کا شیر مر گیا تھا _____ انہوں نے خالی پنجرہ دیکھ کر اس میں ایک گدھا بند کر رکھا تھا _____ اس بچے نے شیر کی تصویر نہیں دیکھی تھی _____ وہ شیر کی جگہ بیٹھا دیکھ کے گدھے کو شیر سمجھ بیٹھا _____ اگر کہیں وہ شیر کی تصویر بھی دیکھ چکا ہوتا تو لاکھ اس کا باپ کہتا کہ بیٹا یہ شیر ہے _____ وہ کہتا ابا کیوں جھک مارتا ہے _____ میں تو شروع میں ہی دیکھ چکا ہوں

سمجھ میں آیا ____ یہ تو کوئی اور ہے جو شیر کی جگہ آ گیا ہے ____ شیر کی تصویر ____ دیکھو جو کہہ رہا ہوں یہ اس کی تصویر ہے ____ دیکھو جو میں کہہ رہا ہوں اس کی ____ تصویر ہے ____ سمجھے نا حضور؟ تصویر سے قطع نظر کرنے والے طالب علموں نے دھوکا کھانا ہے اور نظر میں اگر کتاب اور تصویر دونوں رہیں تو طالب علم کبھی دھوکا کھا سکتا ہی نہیں ____ اسے کبھی مغالطہ لگ سکتا ہی نہیں ____ میری بات اچھی طرح ذہن میں آگئی ہے نا آپ کے ____ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا میرا مطلب یہ تھا کہ رسولؐ کا کام ہے ____ ہمارے رسولؐ کا کام ہے ____ کہ وہ مبلغ نہیں ہے بلکہ معلم ہے ____ معلم تعلیم دیتا ہے ____ تو تعلیم کے لئے سارے لوازمات تعلیم رسولؐ کے پاس موجود ہیں ____ رسولؐ خود معلم ہے ____ اس کا ماحول جو ہے وہ درسگاہ ہے ____ اس میں آنے والے جو ہیں وہ طلبہ ہیں ____ سمجھے ____ ان کا امتحان بھی ہوتا ہے ____ ان کو پاس فیل کی ڈگری بھی ملتی ہے ____ کوئی اس میں مڈل پاس کرتا ہے ____ کوئی میٹرک تک چلتا ہے ____ کوئی ایف اے تک چلتا ہے ____ کوئی پی ایچ ڈی ہو جاتا ہے ____ یہ ضروری نہیں کہ کالج میں جتنے داخل ہوں سب یکساں ہوتے ہیں ____ دماغ کے اختلاف کے مطابق کوئی ڈاکٹر ہو گیا ____ کوئی وکیل ہو گیا ____ کوئی انجینئر ہو گیا ____ کوئی جرنیل کرنیل ہو گیا ____ اب ہر ایک سے توقع رکھیں کہ وہ اچھا جرنیل ہے یہ غلط ہے ____ ہر ایک سے یہ توقع رکھیں کہ وہ اچھا ڈاکٹر بنے یہ غلط ہے ____ جیسا جیسا جس کا دماغ ____ جیسی جیسی جس کی طبیعت ویسا وہ بن جاتا ہے ____ کوئی اچھا تاجر بن گیا ____ کوئی اچھا سمگلر بن گیا ____ مزاج جیسا ہے اسی طرح ____ کوئی اچھا بلیک مارکیٹیا بن گیا ____ تو غرض جیسا جیسا جس کا دماغ ہے ویسے ویسے وہ بن جاتا ہے ____ طلبہ ____ سارے انجام

کار یکساں نہیں بنتے _____ تو رسولؐ ہیں معلم _____ ان کا جو ماحول ہے وہ ہے درسگاہ _____ اس میں داخل ہونے والے ہیں _____ طلبہ اور لطف یہ کہ فیس کوئی نہیں _____ آؤ بھئی بسم اللہ داخل ہو جاؤ _____ پھر طلبہ کے لئے عمر کی قید بھی نہیں جس عمر کا طالب علم آنا چاہے _____ آؤ بسم اللہ تشریف لاؤ بیٹھ جاؤ پھر کسی وطن کسی علاقے کی قید بھی نہیں _____ کوئی کوٹہ مقرر نہیں ہے کہ ایران سے اتنے اور عرب کے اتنے اور روم کے اتنے _____ جہاں کا جو آجائے _____ ڈھائی سو برس والا بسم اللہ یہ _____ یہ سو برس کا ہے _____ بسم اللہ تم بھی آجاؤ _____ یہ صاحب ابھی پیدا ہوئے ہیں _____ بسم اللہ تم بھی آجاؤ _____ عمر کی کوئی قید نہیں _____ جیسا جیسا طالب علم ہے آتا رہے اس کے مطابق اسے پڑھایا جائے گا _____ تو اس طرح یہ درسگاہ ہے _____ خوب سمجھ میں آرہی ہے نابات صاحبان کے؟ _____ یہ کالج ہے _____ یہ درسگاہ ہے _____ جس میں مختلف جماعتوں میں مختلف ملکوں اور طبیعتوں کے طلبہ داخل ہیں اور اپنی اپنی صلاحیت واستعداد کے مطابق وہ علم حاصل کر رہے ہیں _____ معلم ذرہ برابر بھی کوتاہی کسی کے پڑھانے میں نہیں کرتا _____ سب پہ یکساں توجہ کرتا ہے یکساں سب سے سلوک کرتا ہے _____ سب سے مہربانی سے پیش آتا ہے _____ یہ اور بات ہے کہ گھر جا کے اپنے بچوں کو ٹیوشن کے طور پر بھی پڑھا دیتا ہے _____ باقی مدرسے میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہے _____ مدرسے میں سب کو یکساں طور پر پڑھاتا ہے _____ یہ ہمارا رسولؐ معلم ہے _____ جب معلم ہے _____ درسگاہ ہے _____ کالج ہے _____ تو اس میں درجات بھی ہیں _____ یہ میٹرک ہے _____ یہ ایف اے ہے _____ یہ بی اے ہے _____ تو اس کے درجات جو ہیں _____ وہ جو سیلبس کی کتاب ہے اس درس گاہ کی _____ جہاں نصاب تعلیم اس کا مقرر کیا ہے وہاں اس کے درجات بھی مقرر کئے

ہیں ــــــ پہلی کلاس یہ ہے ــــــ دوسری یہ ہے ــــــ تیسری یہ ہے ــــــ چوتھی یہ ہے ــــــ سمجھے ــــــ وہ کلاسیں جہاں مقرر ہوئی ہیں ــــــ وہ آیت میں آپ کو سنا کر پھر مجلس شروع کرتا ہوں ــــــ اب آپ حضرات نے میری بات پر غور کر لیا ہے اچھی طرح سے ہوں ــــــ آ گئے ہو نا مدرسے میں ــــــ آ گئے تم؟ امتحان دینا پڑیگا ــــــ یہ نہیں ہوگا کہ چھ مہینے میرا سر کھپاؤ اور امتحان کے وقت بھاگ جاؤ ــــــ یہ نہیں ہوسکتا ــــــ یہ غلط ہے ــــــ امتحان بھی دینا پڑے گا اگر آ گئے تو سال بھر بیٹھے رہے کہ یہ پڑھاؤ اور جب میں امتحان کے لئے لے جاؤں تو بھاگ جاؤ ــــــ یہ نہیں ہوسکتا ــــــ امتحان بھی دینا پڑے گا ــــــ سمجھے حضور؟ اور یہ امتحان بڑی نامراد شے ہے ــــــ یہ بچے جو امتحان دیتے ہیں ان سے پوچھو ــــــ بڑی ہی نامراد شے ہے یہ امتحان ــــــ امتحان کے سنٹر سے بڑھ کر کوئی جیل نہیں ہے ــــــ کوئی خطرناک جگہ نہیں جتنا امتحان کا سنٹر خطرناک ہوتا ہے جتنی وہ جیل بری ہوتی ہے ــــــ امتحان بڑی سخت چیز ہے ــــــ یاد رکھو دوستو ــــــ میری بات کو بھولنا نہیں ــــــ ان باتوں کو یاد رکھنا ــــــ امتحان انسان کا بھی ہوتا ہے ــــــ امتحان حیوانوں کا بھی ہوتا ہے ــــــ درختوں کا بھی ہوتا ہے ــــــ آپ زمیندار ہیں ــــــ آپ تو گندم کا امتحان لیتے ہیں ــــــ یہ کس قسم کی ہے؟ اور یہ کس قسم کی ــــــ تب اسے کاشت کرتے ہیں ــــــ روئی کا کپاس کا امتحان لے کر ــــــ کون سی قسم کی ہے تب اسے کاشت کرتے ہیں یا نہیں ــــــ پتھروں کا امتحان بھی ہوتا ہے ــــــ حیوانوں کا بھی ضلع سرگودھا میں وہ کیا نام ہے؟ ڈپو ــــــ کیا نام ہے اس کا؟ ــــــ مونا ڈپو اس میں گھوڑے پلتے ہیں ــــــ فوج کے لیے ــــــ یہ نہیں کہ جتنے گھوڑے مونا ڈپو میں تیار ہوئے وہ فوج میں چلے گئے سارے ــــــ ایک ماہر آ کے ان کا امتحان لیتا ہے گھوڑں کا ــــــ بڑے بڑے تیار تندرست اعلی درجے کے گھوڑے سامنے کھڑے ہیں ــــــ اس نے

ان میں سے دس چھانٹ لئے ____ باقی ان فٹ کر دیئے ____ وہ تو بڑے خوبصورت شاندار تھے ____ یہ کیوں ان فٹ کیے تم نے؟ ____ کہ ہمارا معیار امتحان کا؟ ہم نے انہیں فوج میں لے جانا ہے ان سے توپیں کھنچوانی ہیں ____ تو ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ فوج میں جو گھوڑا لے جاؤ توپ کھینچ کے میدان میں لے جائے ____ چاہے گولے برسیں ____ چاہے ہوائی جہاز پر سے بم باری کریں ____ چاہے کچھ ہو ____ وہ کہیں توپ لے کے بھاگ نہ جائے ____ سینہ سپر ہونا چاہیے اس کو ____ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری توپ ہی کو لے کر بھاگ جائے نامراد ____ دوسرے یہ کہ جنگ کے میدان میں ہمیں ہفتوں مہینوں خندقوں میں رہنا پڑتا ہے ____ دشمن کو پتہ نہ چلے کہ ہم کہاں ہیں ____ وہیں ان گھوڑوں کو ہمارے ساتھ رہنا پڑتا ہے ____ یہ صفت ہو اس میں کہ اگر کہیں دشمن کے خطرے سے چھپنا پڑے تو کہیں ہنہنانے نہ لگ جائے ____ ایسے گھوڑے بد اصل ہوتے ہیں نامراد ____ اسی باعث ان کا امتحان ہوتا ہے ____ تو ہر چیز کا امتحان ہے ____ رسولؐ کا ایک مکتب ہے ____ کالج ہے ____ مدرسہ ہے ____ حضورؐ معلم ہیں ____ دنیا ان کی طالب علم ہے ____ اس کی کلاسیں ہیں ____ یہ پہلی ہے، یہ دوسری ہے یہ تیسری ہے ____ اب یہ ان کی توفیق ہے کہ جس کلاس کو کوئی پہلے پاس کرے ____ ان کلاسوں کی جو ترتیب سلیبس میں ہے وہ یوں ہے بھائی ____ **بسم اللہ الرحمن الرحیم والعصران الانسان لفی خسرہ** پہلی کلاس ____ **اِلّا الذین امنوا** دوسری کلاس ____ **وعملوا الصالحات** تیسری کلاس ____ **و تواصوا بالحق** چوتھی کلاس ____ **وتواصوا بالصبر** پانچویں کلاس ____ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون انسان کس کلاس میں کامیاب ہوتا ہے ____ کون داخل ہونے والا کس کلاس میں ____ **ان الانسان لفی خسر** ____ ہنسنا نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ طالب علم تو بڑا پرانا ہو اور خسر سے ہی راضی ہو۔

جائے یہ پہلی کلاس ہے___ **ان الانسان لفی خسر**___ بالکل پہلی کلاس ہے ___اس میں تم داخل ہوئے آکے ___اس میں تم سب نقصان میں ہو___ سب گھاٹے میں ہو___ یہ گھاٹا کیا ہے انسان کو؟___ نقصان کیا ہے انسان کو؟ اس میں بڑی تفصیلیں ہیں قبلہ ___یہ ساری تفصیلات آپ کے سامنے بیان کرنے کے لئے بڑا وقت چاہیے کہ انسان کہاں کہاں کس کس طرح نقصان میں ہے ___ گھاٹے میں رہتا ہے ___یہ وہ کلاس ہے جس میں سب شامل ہیں___ **لفی خسر** والی___ اب اس کلاس کو پاس کیا کسی نے آگے کلاس آئی___ الا الذین امنوا___ یہ ہے گویا کچی کلاس ___اب تم امنو بن گئے___ امنو کے معنی کیا ہیں تمہارے مزاج میں تمہاری طبیعتوں میں تمہارے اخلاق میں تمہاری عادات میں امن پسندی پیدا ہو___ یہ ہے امن___ امنوا کوئی ایسی شے نہیں جو آسمان سے برستی ہو___ کوئی لباس نہیں جو آدمی کو پہنادیا جاتا ہو ___ کوئی رنگ نہیں جو آدمی پر چڑھادیا جاتا ہو___ امنوا کا لفظ ایمان سے اور ایمان کا لفظ امن سے بنا ہے___ یعنی اب تم میں جھگڑا فساد نہیں رہا___ لڑائی فساد نہیں رہا ___خواہ مخواہ الجھنا نہیں رہا___ اب تم امن پسند بن گئے یا نہیں___ سمجھے نا حضور؟ اب امن والی کلاس کا جو معلم ہوگا وہ خود ایسا ہو کہ اس امن میں اس درجے پر پہنچ چکا ہو کہ امن قائم رکھنے کے لئے باوجود طاقت کے دنیا بھڑکاتی رہے کچھ بھی کہتی رہے مگر وہ امن کی خاطر اپنے حقوق کو چھوڑ کر خاموش بیٹھ جائے___ ایسا امن پسند کل ایمان کہلا کر امنوا کا مصداق بن جاتا ہے ___ایسا ہی معلم دوسروں کو امن سکھا سکتا ہے___ تمام کلاس پاس کر چکے___ اس لئے تمہارا نام آج سے ہوگا___ امیر المومنین___ یہ مومنین کی کلاس تمہیں مبارک ہو___ امیر تو چھوٹی سی چیز ہے اور بلند ہوگا___ یہ نہیں کہ امیر المومنین پہ جاکے بات ختم ہوگئی___ سمجھے حضور___ اب تم امنوا کلاس کو پڑھانا___ تم ہو امیر المومنین___ اس کے بعد کیا ہوگا

___ اس کے بعد ہے ___ عملوا الصالحات ___ محض پر امن بن کے بیٹھ جانا ہی کافی نہیں ___ آرام سے بیٹھے ہیں ___ کہدیا کہ امن ہے ___ گھر بیٹھے ہیں بڑے حوصلے سے ___ کہہ دیا کہ امن ہے ___ یہ امن نہیں سمجھ میں آیا نہ آپ کے ___ کسی گھر میں آگ لگ رہی ہے ___ اندر بیٹھے ہیں ___ تم تو نہیں جانتے ___ کہ کیا ہے ___ جی امن ہے ___ گھر دوسرے کا جلے تم آرام سے بیٹھو اس کا نام امن رکھو ___ یہ ہے دنیا کی سب سے بڑی حماقت اور سب سے بڑی ذلالت ___ اپنا گھر جل رہا ہے اور ہائے نہ کرے آدمی یہ اور بات ہے گھر کسی کا جلے صبر کریں ___ کیا ہے جی امن ہے ___ یہ بات دنیا کی سب سے بڑی ذلالت ہے ___ سمجھے نا حضور والا ___ تو امن یہی نہیں کہ جی آرام سے بیٹھے ہیں کیا ہے جی امن ہے؟ ___ غلط ہے ___ اسے امن نہیں کہتے ___ توجہ ہے نا حضور والا ___ اسے امن نہیں کہتے ___ امن کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ عملوا الصالحات بھی ہوں ___ تم ہاتھ پاؤں توڑ کے نہ بیٹھ جانا بلکہ جو نیک کام ہیں وہ بھی کرتے رہنا اب یہ جو نیک کام کا لفظ ہے نا ___ یہ بڑا مشکل لفظ ہے ___ حضور ___ ہر آدمی کے مزاج کے مطابق نیک کام کا معیار الگ الگ ہوتا ہے ___ نیک کام ہر ایک کے نزدیک الگ الگ ہے ___ ایک کام ایک کیلئے نیک اور عبادت ہے وہی کام دوسرے کے لئے بد اور بدعت ہے ___ نیک کا معیار الگ الگ ہے ___ سمجھے؟ ___ کوئی کسی بات کو نیک سمجھتا ہے کوئی کسی بات کو ___ کلاس کے لڑکے بیٹھے ہیں ___ ایک نے کہا چل یار دوڑیں ___ سیر تفریح کرلیں ___ اس کے نزدیک بہت کمال ہے کہ کلاس سے بھاگ کے کھیلا جائے ___ کھیل رہے ہیں ___ کسی کے نزدیک یہ نیکی ہے وہ بیٹھ کے پڑھ رہے ہیں ___ اپنی اپنی بات ہے ___ اصل میں نیکی کا معیار ___ اگر ہم اپنی عقل سے فیصلہ کرنا شروع کر دیں تو پھر ایسا عجوبہ بن جائے کہ دنیا میں کہیں اس کا وجود نہ پایا جائے ___ ہر ایک الگ الگ شے کو نیکی سمجھے گا ___ کوئی کسی بات کو کوئی کسی بات کو ___ ایک

مصیبت بن جائے گی یا نہیں ___ لہذا ضروری ہے کہ نیکی کے کام ہی کی طرف رجوع کیا جائے ___ جناب آپ فیصلہ کریں کہ یہ ___ اسکا معیار کیا ہے ___ ہمارے کرنے سے نہیں ___ ہم تو اپنے اپنے مزاج کے مطابق صالحات بنائیں ___ آپ بتائیں کہ عمل صالح کیا ہے ؟ تا کہ ہم ایمان کے بعد وہ عمل صالح کریں ___ اور چونکہ آپ معلم ہیں ___ لہذا جو عمل صالح آپ ہمیں بتائیں ___ وہ محض بتائیں ہی نہیں ___ اس لئے کہ آپ مبلغ نہیں ہیں ___ وہ کر کے دکھائیں ___ آپ صرف مبلغ ہی نہیں جو صرف بتائیں ___ آپ معلم ہیں ___ عمل صالح ہمیں کر کے دکھائیں ___ اس نے کہا اچھا ___ ٹھہرو ___ آؤ ___ تمہیں کر کے دکھاتے ہیں ___ تم دیکھتے رہنا ___ چونکہ یہ عمل کا معاملہ ہے یہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ___ قول کا معاملہ سننے سے تعلق رکھتا ہے جو میں کہوں اسے سن لو اور جو عمل ہے اسے دیکھو ___ سمجھے ___ تمہیں دیکھنا پڑے گا ___ اب میں تمہیں عمل صالح دکھاتا ہوں ___ دیکھو ___ اے ___ اے ___ یہ ہے عمل صالح ___ دیکھو اسے ___ نماز سن کے نہ پڑھنا ___ میں نے کہد یا نماز پڑھو ___ تم نے پڑھ لی نا؟ صلوا کما رایتمونی ۔ ___ دیکھو مجھے میں کس طرح نماز پڑھتا ہوں ___ دیکھو ___ آؤ دیکھو ___ نماز عمل صالح جب بنے گی جب مجھے دیکھ دیکھ کر میرے طریقے سے نماز پڑھو گے ___ دیکھتے رہو اچھی طرح ___ دیکھ رہے ہو ___ ہیں دیکھ رہے ہو نا ؟؟ دیکھو کہاں نماز ٹوٹتی ہے ___ کہاں نماز مکمل ہوتی ہے ___ دیکھتے رہو ___ اگر نماز پڑھتے ہوئے ایک آدمی نے گھڑی کو چابی دینا شروع کر دی ___ ٹوٹ گئی ___ یہ زائد عمل ہے ___ اس سے غلط ہو جائے گا ___ نماز پڑھتے پڑھتے کسی روتے ہوئے بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیا ___ نماز ٹوٹ گئی نا؟ یہ غلط ہے ___ ایسا نہیں ہو سکتا ___ پھر اگر ان افعال سے نماز ٹوٹتی ہے کس معلم نے بتایا ہے؟ ___ ہمارے کالج کے ___ سمجھے ___ تمہارے فیصلے سے نہیں ہوگا ___ یہ معلم بتائے گا کہ عمل صالحات ہیں کیا شے

؟ کہاں نماز میں نقص آیا ہے کہاں نماز پوری ہوتی ہے ___ یہ معلم سمجھاتا ہے ___ سمجھے ___ کسی سے عداوت نہ کرو ___ کسی سے جھگڑا نہ کرو ___ تمہیں کوئی حق نہیں کسی کو بُرا یا بھلا کہنے کا۔

معلم کو دیکھو جاکے وہ کیا کہتا ہے ___ وہ کہتا ہے نماز پڑھو ___ اور نماز کی مقبولیت کے لئے درود شریف پڑھو ___ پڑھو نا درود شریف ___ اللھم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و علی اصحاب محمدؐ ___ یہی درود شریف ہے ___ کیا نماز میں یہی درود شریف پڑھو گے ___ نہ وہاں تو نہیں پڑھنا ___ کیوں؟ کہ نماز نہیں ہوگی ___ کہ وہاں کتنی پڑھنی ہے ___ کہ بس آل محمدؐ تک ___ اور نماز کے بعد ___ پھر اصحاب محمدؐ اور نماز میں اگر اصحاب محمدؐ کہہ دو تو نماز نہیں ہوگی ___ اور اگر آل محمدؐ نہ کہو تو نماز نہیں ہوگی ___ یہ عمل صالح بتایا ___ کہ دیکھو کہ ہم کسی کو برا نہیں کہتے مگر آل اور اصحاب میں یہ فرق ہے کہ آل کا نام نہ لینے سے نماز غلط اور اصحاب کا نام لینے سے نماز غلط ___ اگر وہاں اصحاب کہہ دو تو نماز غلط ___ آل نہ کہو تو نماز ہو گئی ___ نہیں ___ یہ عمل صالح ہے جو ہمیں بتایا ___ دیکھو ادھر آؤ ___ جس طرح میں عمل کروں اسی طرح صالح بنتے ہیں ___ تمہارے لئے یہ قانون ہے اللہ کا ___ کیا؟ لاترفعوا اصوتکم فوق صوت النبی ___ یادرکھو مسلمانوں اتنے ادب سے رہنا رسولؐ کے سامنے کہ تمہاری آواز رسولؐ کی آواز سے کم رہے آواز بلند نہ ہونے پائے ___ جس آواز سے بول رہا ہے ___ اگر تم بولو تو اس کی آواز سے کم رہے آواز بلند میں بولنا ___ خبردار اس کی آواز سے تمہاری آواز بلند نہ ہوئے پائے ___ رسول کے ساتھ تمہارا برتاؤ ___ دوسروں کی طرح ___ نہ ہو ___ جس طرح تم آپس میں ملتے ہو اس طرح نہ ملنا کہ گلے مل رہے ہیں ___ ہاتھ ملا رہے ہیں ___ نہ ___ اس کا فرق رکھنا ___ رسولؐ کا یہ ہے تمہارے لئے مسلمانوں کے لئے حکم ___ کہ اگر رسولؐ کو سامنے آتا دیکھو تو چاہے تم نماز ہی کیوں نہ پڑھ رہے ہو ___ یہ حکم ہے ___ نماز پڑھ رہے ہو اور رسولؐ نے آواز

دی ___ ادھر ___ فوراً ___ اگر تم نے نماز کی وجہ سے اس کی تعمیل نہ کی تو مر گئے کفر ہے ___ فوراً ___ رسول کو جواب دو ___ یہ ہمیں حکم ہے ___ سمجھے حضور ___ یہ عمل صالح ہے ہمارے لئے ___ یہ ہمارا عمل صالح ہے ___ مگر ہم رسولؐ کا عمل صالح کیا دیکھ رہے ہیں ___ کہ ہم آواز اونچی نہیں کر سکتے ___ اس کے بلانے پہ نہ بولیں تو کفر ہو جائے اس کے آگے چل پڑیں تو کفر ہو جائے ___ اس کے سامنے بے ادبی سے بیٹھیں کفر ہو جائے ___ اس کے گھر میں جھانکنا مت ___ خبردار ___ کفر ہو جائے گا ___ اور وہ اگر تمہیں کھانے پہ بلائے اس کے برتنوں کو نہ دیکھنا کہ یہ کس چیز کا ہے ___ یہ کس چیز کا ہے نہ دیکھنا ___ کفر ہو جائے گا ___ جس فرش پہ وہ بیٹھا ہے ___ اس پہ آ کے ادب سے بیٹھ ورنہ کفر ہو جائے گا ___ یہی ہوا تھا کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ ___ ام المومنین رسولؐ کی زوجہ محترم ___ حضرت ابوسفیان کی بیٹی ___ امیر معاویہ کی حقیقی بہن ___ یزید کی سگی پھوپھی ___ جناب ام حبیبہؓ رسولؐ کی حرم محترم تھیں ___ رسولؐ کی بیوی تھیں ام حبیبہؓ ___ سمجھ گئے ہونا حضور ___ وہ جو رسولؐ کے گھر میں تھیں جناب ام حبیبہؓ ___ ان کے باپ ابوسفیان اپنی بیٹی سے ملنے آئے رسول کے گھر ___ آئے ___ بیٹی نے سلام کیا ___ کھڑے ہو کے تعظیم کی ___ باپ تھے ___ جب بیٹھنے لگے تو کہا ابا ذرا ٹھہرنا ___ اب جو دری بچھی تھی لپیٹ لی ___ بسم اللہ ابا تشریف رکھو ___ زمین پر ___ تو ابوسفیان نے بڑے رعب سے کہا ___ ام حبیبہ جانتی ہو میں کون ہوں ___ میں عرب کا بے تاج بادشاہ ہوں ___ میں لاکھوں فوجیں اکٹھی کر لاتا ہوں محمدؐ کے مقابلہ میں ___ عرب میں میری دھاک بیٹھی ہوئی ہے ___ تو مجھے اس پھٹی ہوئی دری پہ نہیں بیٹھنے دیتی ___ ام حبیبہؓ نے کہا ___ رسولؐ کے بیٹھنے کی ہے ___ تم چاہے کچھ بھی سہی نہیں بیٹھ سکتے ___ آج مسلمانوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور وجد آتے ہیں ___ لوگوں کو ___ کہ واہ ام حبیبہؓ کیا کہنے تیرے ___ ام المومنین ہو تو ایسی ہو ___ کہ نہیں بیٹھنے دیا باپ کو رسولؐ کی جگہ پر

___ ام المومنین ہو تو ایسی ہو ___ جو رسولؐ کی جگہ پر باپ کو نہ بیٹھنے دے ___ ام المومنین کی یہ شان ہے ___ یہ اس کا احترام ہے ___ یہ عمل صالح ہے۔ ہمارے واسطے ___ میں زیادہ تشریح میں نہیں جاتا ___ مگر ادھر تو رسولؐ کا یہ احترام کہ اس کی جگہ کوئی نہ بیٹھے ___ کہیں اس کی پھٹی ہوئی دری پہ کوئی نہ بیٹھ جائے ___ اس کے سامنے کوئی اونچا بولے نہیں ___ اسے آواز نہ دو ___ اس کے سلام کا طریقہ بھی اور ہونا چاہیے دیکھو اس کو پکارنا جب وہ گھر میں ہو ___ یہ کرنا ___ اور ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہی رسولؐ ایک بچی کو دیکھ کر فوراً سر جھکائے تعظیم کو کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ عمل صالح کی تعلیم ہے جو ہمیں سکھائی ___ یہ عمل صالح ہے جو ہمیں سکھایا جا رہا ہے کہ دیکھو اسے عمل صالح کہتے ہیں ___ صرف نری نمازوں پہ نہ اکڑنا ___ صرف نرے روزوں پہ ناز نہ کرنا ___ صرف نرے قرآن پڑھنے پہ نہ اکڑنا داڑھیوں کو بڑھانے پر ناز نہ کرنا ___ دیکھو یہ عمل صالح بھی سیکھو ___ یہ دو سال کی بچی ہے ___ ڈھائی سال کی بچی ہے یہ آ رہی ہے اور دیکھو ___ اے ___ اے ___ یہ دیکھو ___ میں رسولؐ اس کی تعظیم کو کھڑا ہوں ___ یہ دیکھتے رہنا ___ کہیں ایسا نہیں ہوا ___ گھر میں ___ صحن میں ___ کمرے میں ___ باورچی خانے میں کہیں ایسا نہیں ہوا کہ رسولؐ بیٹھے ہوں بیٹی آئی ہو اور فوراً تعظیم کو نہ اٹھے ہوں اس وقت تعظیم کو کھڑے ہو جاتے تھے ___ اور جب رسولؐ اٹھتے تھے تعظیم کو تو جو پاس بیٹھی ہیں ___ امہات المومنین یا اصحاب ___ ان کی مجال ہے جو وہ نہ اٹھتے ہوں ___ وہ یقیناً اٹھتے ہوں گے ___ یہ عمل صالح ہے ___ یہ تیسری کلاس ہے رسولؐ کے مکتب کی ___ کہ عمل صالح بھی ہونا چاہیے جو رسولؐ نے بتایا ہے ___ کہ دیکھو ___ اے ___ اے ___ یہ عمل صالح ہے ___ اور جب عمل صالح کا امتحان بھی ___ پاس کر لو گے جب اس امتحان میں تم پورا اتر جاؤ گے تو پھر تمہاری اگلی کلاس آئے گی **تواصوا بالحق** ______ کہ اب حق کا دامن بھی پکڑو ___ اب یہ کلاس آئے گی ___ سمجھے نا حضور ___ اور جب حق کی کلاس میں

پاس ہو جاؤ گے تو پھر **تواصوابالصبر** ___ والی بات آئے گی ___ یعنی صبر کی ___ بسؑ
یہ آخری کلاس ہے ___ **تواصوا بالصبر** جو ہے ___ یہ بالکل آخری کلاس ہے ___ سمجھ
میں آ گئی ناصاحبان کے ___ بس بھئی جو بات تھی آج کی وہ یہیں ختم ہو گئی ___ یہ مدرسے
کا تعارف تھا آپ سے ___ یہ جو مجالس ہیں یہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ یہ امام زین العابدینؑ
علیہ الصلوۃ والسلام کے ذکر میں ہیں یہ مجلسیں ___ یہ سب سے بڑا عزادار کربلا کی عزاداری کے
سلسلہ میں یہ مجلسیں ہیں اور بعض لفظوں میں اور ناموں میں اللہ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ ان ناموں
سے ایک خاص اثر پیدا ہوتا ہے ___ مثلاً اگر رستم کا نام لو تو خود بخود تصور آتا ہے طاقت
___ اور زین العابدینؑ ___ کچھ نہ کہو بالکل خود بخود تصور آتا ہے انتہائی مظلومیت ___ دنیا
کے سب سے بڑے مظلوم اعظم کی یادگار میں یہ مجلسیں ہیں ___ اور میں بلاخوف تردید پوری
ذمہ داری سے کہتا ہوں **تواصوا بالصبر** کے امتحان میں جتنا یہ انسان کامل میں کامیاب
ہوا ___ جسے زین العابدین کہتے ہیں نہ اس سے پہلے کوئی ہو سکا نہ بعد میں ___ **تواصوبا
لصبر** کے امتحان میں یاد رکھو کہ زین العابدین کا ذکر نامکمل ہے ___ جس طرح خدا کا کلمہ
لاالٰہ الاّ اللہ نامکمل ہے بغیر محمدؐ رسول اللہ کے اسی طرح ذکر زین العابدین نامکمل ہے جب
تک اس کی شریک صبر زینب کا ذکر نہ ہو ___ سمجھے ___ زینب شریک حسینؑ نہیں ___ شریک
زین العابدین ہے ___ کربلا کے معرکے کی ہیرو ہے ___ مرکزی کردار ہیں یہ دونوں پھوپھی
بھتیجے ___ اور حسینؑ کے ساتھ شریک نہیں ہے ___ حسینؑ کے زمانے میں تو پردے میں بیٹھی
___ حسینؑ میدان میں لڑ رہے تھے ___ جناب زینب شریک عمل ہے زین العابدین کی ___ یہ
امام زین العابدین کی شریک عمل ہے ___ حسینؑ کی شریک کار نہیں ___ اور جب تک حسینؑ
کا سر نیزے پر نہیں آیا زینبؑ کا قدم خیمے سے باہر نہیں نکلا ___ بالکل آیا ہی نہیں۔

بہن میری ایک بات یاد رکھنا ___ بس گھر سے باہر نہ آنا ___ کہ حسینؑ نہ آؤ نگی ___ نہ آؤ نگی

____ کہہ جو دیا تجھ سے کہ نہیں آؤں گی ____ اگر اس حکم کے بعد زینبؑ گھر سے باہر ایک قدم بھی رکھ دیتی تو آج یہ بات مشہور ہوتی کہ جناب عورتوں کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ وہ باوجود سمجھانے کے گھر سے نکل آتی ہیں اسی لئے زینب نکل آئی ____ نہ بالکل نہیں ____ اکبرؑ شہید ہو یا عونؑ و محمدؑ ____ چاہے حسینؑ خود کیوں نہ شہید ہوں ____ کہہ جو گئے ہیں گھر سے باہر نہیں آنا ____ بس نہیں آنا زینب تو شریک عمل ہے امام زین العابدین علیہ السلام کی ____ سمجھے حضور ____ جس وقت حسینؑ اپنا کام ختم کر چکے تو اس نے آکر جگایا ہے امام زین العابدین کو ____ بیٹا اٹھو ____ تم غور نہیں کرتے ____ قم یا بنی ____ بیٹا اٹھو ____ پتہ نہیں کتنی دفعہ پکارا ہے بیٹا بیٹا کہہ کے ____ بیٹا اٹھو ____ امام نے آنکھ نہیں کھولی بیٹا کہہ کے پکارتی رہیں ____ سمجھ گئیں ____ ایک دم جوش میں آکے کہتی ہیں ____ قم یا امام زمانا ____ اب بیٹا نہیں کہا ____ اب امام کہا ____ امام کہہ کے جو پکارا فوراً اٹھ کے بیٹھ گئے ____ اب یہ ذمہ داری ہے ____ کہا ماں کیا کہہ رہی ہو ؟ ____ کہ بیٹا تو اس وقت زمانے کا امام ہے ____ اس فقرے سے ہی سمجھ گئے کہ کیا ہو گیا ____ بیٹھ گئے اٹھ کے ____ ذرا خیال نہیں کہ بیماری ہے یا تکلیف ہے ____ اٹھ کے بیٹھ گئے ____ اچھا اماں ! میں امام ہوں ؟ کہ ہاں بیٹا تو امام ہے امام زمانؑ ہے اور میں تیری پھوپھی زینب ہوں ____ اماں میں نے پہچان لیا ____ کہ بیٹا تو تو مجھے پہچانتا ہی ہے ____ ضرورت تو مجھے ہے تجھے پہچاننے کی ____ ورنہ میں جاہلیت کی موت مر جاؤں گی ____ بیٹا اگر تجھے نہ پہچانا ____ تجھے ضرور پہچانتا ہے ____ تو زمانے کا امام ہے ____ اماں تم سے بہتر معرفت امام کسی کو نہیں بیٹا یہ تو بات ہو چکی ____ اب میں تجھ سے بحیثیت امامؑ کے یہ حکم لینا چاہتی ہوں کہ جن خیموں سے حسینؑ کہہ گئے باہر نہ آنا وہ سب جل گئے ____ جن خیموں سے باہر نہ آنے کو حسینؑ نے منع کیا تھا وہ خیمے کچھ جل گئے کچھ جل رہے ہیں ____ اب میرے ساتھ یتیم بچے ہیں ____ بیوہ عورتیں ہیں اور بیٹا یہ بھی سن لے کہ بڑی شرمندہ ہو رہی ہوں ان عورتوں سے ____ کسی کا شوہر مر گیا ہے

___ کسی کا بھائی مر گیا ہے یہ غیر خاندانوں کی ہیں ان سے شرمندہ ہوں ___ ہماری حمایت میں یہ سب بتاہ ہوگئیں ___ میں ان میں سے ایک ایک کو سمجھا رہی ہوں ___ بی بیو تمہارا بڑا احسان ہے ___ اور بیٹا سب سے زیادہ شرم مجھے اپنی بھر جائیوں سے آتی ہے ___ بڑے بڑے گھرانے کی خواتین ہیں ___ ہمارے گھر میں ان کی شادیاں ہوئی تھیں ___ میں ان کے سامنے بڑی شرمندہ ہو رہی ہوں ___ وہ کیا سوچتی ہوں گی کہ فاطمہؑ کی بہو بن کے یہی حال ہو ناتھا ___ بیٹا میں بڑی مشکل میں پھنس گئی ہوں تو زمانے کا امام ہے ___ مشکل کشا ہے ___ میں تجھ سے حکم لینا چاہتی ہوں ___ دل میرا بڑا گھبرا گیا ہے ___ آخر خاتون ہوں ___ میرا دل بڑا گھبرا گیا ہے ___ تو امام زمانہ ہے ___ حکم دے کہ ان سب عورتوں بچوں کو ساتھ لے کر تیرے حکم کی دیر ہے ان خیموں میں جل کر مر جاؤں ___ میں ذرا دریغ نہیں کرونگی اس بات سے ___ حکم دے جل کے مر جاؤں؟ کیا کروں بتا؟ میں آپ کو کیا بتاؤں اس وقت امام زین العابدین پہ کیا گزر گئی ___ اس کا اندازہ دنیا کا کوئی انسان کر سکتا ہی نہیں جب آپ نے پھوپھی کو حکم دیا ہے ___ **علیکن بالصحرا** ___ اماں بحیثیت امام میں یہ حکم دیتا ہوں کہ ان سب کو لے کے خیموں سے باہر آجاؤ ___ کوئی بچہ جل نہ جائے ___ باہر نکل گئے ___ اور میرے محترم سامعین یہ سب ہماری باتیں ہیں، ہم جو آپ سے کہہ دیتے ہیں کہ انہیں جلا ہوا خیمہ کسی نے دے دیا تھا ___ یہ غلط ہے ___ جھوٹ ہے ___ ان کے خیمے کا ایک ایک ذرہ جل گیا تھا ___ جب نکل گئیں نا باہر ___ جب باہر آگئیں آ کے ریت کے ٹیلوں پر بیٹھ گئیں ___ اب ان کے سامنے کیا تھا ___ ان مستورات کے ایک طرف جلے ہوئے خیموں کی راکھ اور ایک طرف بے سر کے لاشے ___ کبھی ادھر دیکھ رہی تھیں کبھی ادھر دیکھ رہی تھیں اور اٹھارہ بھائیوں کی بہن بیٹھی ہوئی یہ سوچ رہی تھی کہ کیا ہو گیا ___ کیا ہو گیا؟ یہ سوچ رہی تھی اٹھارہ بھائیوں کی بہن اور رات ہو گئی ___ اور آپ یقین فرمائیں کہ وہ بچے جو شب عاشور ساری

رات روتے رہے ___ آج نہیں روتے ایک بچہ نہیں روتا ___ سب ماؤں کو گود میں چپ ___ یا دن کے حادثہ سے سہم گئے ___ اتنے ڈر گئے بچے کہ سہمے ہوئے تھے ___ یا اس لئے نہیں روتے کہ کیا کر سکتے ہیں ___ کون مدد کو آئے گا؟ کسے پکاریں ہم ___ سب بچے سہمے ہو ئے تھے ___ بالکل سہمے ہوئے ہیں ___ اب ٹیلوں کی آڑ میں جو مستورات بیٹھتی ہیں ___ چار کسی ٹیلے کی آڑ میں دس کسی ٹیلے کی آڑ میں ___ جہاں جہاں کسی کو جگہ ملتی وہ بیٹھ گئی بے چاری ___ سن رہے ہونا بھئی ___ اور جب رات ہوگئی تو امام زمانہ اپنی جگہ سے اٹھے ___ حضرت امام زین العابدین ___ ایک ایک ٹیلے کے قریب گئے جہاں وہ خواتین بیٹھی تھیں ___ پوچھا جا کے کہ کون ہے کہ فلاں صحابی کی بیوہ ہے ___ فلاں شہید ہونے والے کی بہن ہے ___ فلاں شہید ہونے والے کی ماں ہے ___ اس کے قریب کھڑے ہو کے کہتے ___ بہن تیرے مرنے والے کا بڑا افسوس ہے ___ میں تیرا احسان مند ہوں ___ میں تیرا شکر گزار ہوں ___ اور جب ایک ایک بی بی کو امام نے پرسہ دے دیا تو یہ سب اکٹھی ہوگئیں امام کے دربار میں اور سب نے بیک وقت بیک زبان ہو کے کہا ___ اسی کو بین کہتے ہیں جو مل کر گریہ کیا جائے ___ تو سب نے ایک زبان ہو کے کہا کہ ___ زین العابدین ___ تیرے بھرے گھر کے اجڑ جانے کا بڑا افسوس ہے ___ تو آپ نے دعا مانگی ___ ان کا شکریہ ادا کیا ___ اور سجدے میں سر رکھ دیا اور **سبحان ربی الاعلیٰ** کی آواز کربلا کی فضا میں گونجی اور صبح تک گونجتی رہی ___ جب صبح صادق طلوع ہوئی تو فوج یزید خود اس بات کی گواہ ہے کہ ہم سب نے اپنے کان سے سنا کر کوئی غیبی آواز آ رہی تھی

ارفع راسک انت سید الساجدین ___ اس عالم میں سجدہ کرنے والے تو سارے سجدہ کرنے والوں کا بادشاہ ہے ___ بس اب تو سر اٹھالے ___ سمجھے ___ اور یہ بات اور آپ کو بتاتا چلوں کہ رات کے دس بجے پرسہ داری ہو چکی ___ بچے سہمے ہوئے بیٹھے تھے امام نے فرمایا اماں

___اب بچوں کے لئے خوراک کا بندوبست بھی ہونا چاہیے ___ کوئی کھانے پینے کی چیز ___سمجھے حضور ___ سجاد نے کہا ___ بی بی نے دیکھا ___ اپنے ہی جلے ہوئے خیموں میں ایک مشک بچ گئی تھی ___ بی بی خود وہ مشک لے کر فرات پر گئیں اور وہاں سے وہ مشک بھر کے لائیں ___ اور جب مشک لا رہی تھیں بھر کے تو کہہ رہی تھیں ___ عباس یہ نہ کہنا ___ تم سب نے مل کر جو کام کئے ہیں وہ سب میں کر رہی ہوں ___ میں اب پانی لے جا رہی ہوں ___ ان ننھے بچوں کیلئے لے کے آئیں ___ ان بچوں نے پانی پیا ___ اس وقت سے امام زین العابدین کی زندگی اور زنیب کی زندگی شروع ہوگئی ___ ان دونوں کا تذکرہ جب تک ساتھ ساتھ نہ ہو ___ تب تک ذکر مکمل ہوتا ہی نہیں ___ **انشاء اللہ العزیز بشرط خیریت بشرط** زندگی، اگر میں زندہ رہا تو آپ کو ان دونوں کا مفصل ذکر سناؤنگا ___ اور اس تذکرے کا انعام میں نے انہی سے لینا ہے ___ امام زین العابدین سے ___ ان سے انعام لینا ہے ___ اور آپ سے کہنا ہے کہ آپ میری ان سے سفارش کر دیں ___ آپ سادات ہیں ___ مومنین ہیں ___ مولا زین العابدین چالیس سال ہو گئے تیرے دروازے پہ صدا لگاتے ہوئے کوئی اور دروازہ نہیں دیکھا تیرے دروازہ کے بغیر ___ دنیا تو گزر گئی ہے اور گزر جائے گی ___ عاقبت میں تو ہی سہارا ہے اور انجام تمہارے دونوں پھوپھی بھتیجے کے ہاتھ ہے ___ میں نے پنجاب بلکہ مغربی پاکستان کے گاؤں گاؤں میں زنیب کا ذکر پہنچا دیا ہے ___ لوگ زنیب سے آشنا نہیں تھے ___ لوگوں کو زنیب کا پتہ نہیں تھا ___ آج لوگوں کو پتہ چل گیا کو زنیب کے ذکر کے بغیر یہ ذکر نامکمل ہے ___ باقی **انشاء اللہ** کل ___ بشرط زندگی ___ آج اتنی ہی بات ___ اللہ تمہیں سلامت رکھے ___ تمہیں اس ذکر کی برکات سے نوازے

بحق محمدؐ وآل محمدؐ

آمین

حافظ کفائیت حسین صاحب

مجلس شام غریباں

حضرات! وہ قافلہ جو مدینے سے آیا تھا۔ وہ آج لٹ گیا۔ اس وقت میں آپ سب حضرات کی طرف سے ان کی خدمت میں سلام پیش کرنا چاہتا ہوں۔

السلام علیك یا ابا عبد الله

السلام علیك یا بن رسول الله

السلام علیك ایها الشهید

السلام علیك ایها العطشان

اے کربلا کے پیاسو! ہم آپ کو سلام کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

اس وقت حالت یہ ہے کہ بیبیاں جلے ہوئے خیموں کے پاس خاک پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ نہ کسی کا بھائی رہ گیا ہے نہ کسی کا بیٹا رہ گیا ہے۔ اور نہ ہی کوئی اور رشتے دار رہ گیا ہے۔ جناب زینبؑ ہی ہیں جو سب بیبیوں کو جمع کئے ہوئے خاک پر بیٹھی ہیں۔

اس سے پہلے حالت یہ تھی کہ بعد از شہادت جب خیموں میں آگ لگا دی گئی تو بیبیاں ادھر ادھر منتشر پھر رہی تھیں، اور کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ کیا کیا جائے ایک بچی کی یہ حالت تھی کہ اس کا کرتا جل رہا تھا۔ اور وہ یہ نہیں سمجھتی تھی کہ کس طرح بجھایا جائے۔ کسی بی بی کی ردا میں آگ لگی ہوئی تھی اور اسے اس کا علم نہ تھا۔

عزاداران اہل بیت! ہائے صبح سے عصر تک یہ قافلہ سارا ہی لٹ گیا۔ آج صبح کے وقت جب تیر آئے ہیں، پہلی مرتبہ، تو بیبیاں گھبرا کر خیموں کے دروازوں پر آ گئیں تھیں۔ اور انہوں نے آواز دی تھی۔ ”اے ایمان والو! ہمارے سروں سے چادریں نہ اترنے دینا۔“ تو حالت یہ ہوئی تھی اصحاب کی کہ تلواروں کی میانوں کو توڑ کر پھینک دیا تھا اور خیموں کے دروازوں پہ آ کر سب نے یک زبان

ہو کر کہا تھا۔ ''شہزادیو! جب تک ہم موجود ہیں ۔ تمہیں کچھ نہیں ہو سکتا۔'' ارے ! اس وقت وہ بچانے والے وہ حفاظت کرنے والے ان میں سے ایک بھی نہیں ۔ گلے کٹائے ہوئے میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔

امام زین العابدینؑ کی یہ حالت ہے کہ ضعف کی وجہ سے اٹھنا تو درکنار بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے ۔اگر جناب زینبؑ نہ نکالتیں تو خیمے ہی میں رہ جاتے ۔

میرے محترم عزاداران حسینؑ ! اتنی بے کسی تھی کہ کوئی اہل بیت سے یہ کہنے والا نہ تھا کہ حسینؑ مارے گئے ۔ یہ گھوڑا آیا ہے۔ اپنی پیشانی پر حسینؑ کا خون لگائے ہوئے اور خیمے کے دروازے پر آ کر اس نے فریاد کی سی آواز بلند کی ۔ اول بیبیاں سمجھیں کہ شاید حسین آ گئے ۔لیکن جب زین کو خالی دیکھا تو چاروں طرف اس ذوالجناح کے کھڑی ہو گئیں اور فریادیں شروع کیں ۔ ''ذوالجناح ! ارے فرزند رسول کہاں رہ گیا۔ جناب سکینہ ۔نے ذوالجناح سے چمٹ کر فریاد کی ۔''میرے بابا کے ذوالجناح ! کیا میں یتیم ہو گئی ؟ کیا میرا بابا مارا گیا ۔''

آج مسافروں کی شام یعنی شام غریباں کربلا والوں کی کیسے گزری ؟ اس کے متعلق چند فقرے عرض کرنے ہیں ۔ آج بعد از عصر جب امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے تو اس کے بعد ہوا یہ کہ خیموں میں آگ لگا دی گئی ۔ جناب زینب ۔ نے امام زین العابدینؑ سے جا کر کہا ''بیٹا اب تو خیمے جلنے لگے۔'' آپ نے حکم دیا کہ ''پھوپھی جان سب بیبیوں کو لے کر خیموں سے باہر چلی جائیں۔''

ذرا آپ اندازہ فرمایئے کہ یہ وقت بھی ایسا ہے کہ امام وقت کے حکم کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے ۔ جناب امام زین العابدینؑ نے جب یہ فرمایا تو جناب زینبؑ آئیں اور کہا کہ ''بیبیوں نکل جاؤ۔'' بیبیاں نکلیں ۔ جناب زینبؑ بچوں کو لے کر باہر نکلیں ، بچوں کو بٹھایا ۔ پھر آئیں خیمے میں ، پھر اور بچوں کو لے گئیں ۔ اس کے بعد خیال آیا کہ زین العابدین تو اٹھ بھی نہیں سکتے ۔ وہ کیسے باہر آئے ہوں گے ۔ مگر حالت یہ تھی کہ دھوئیں کی وجہ سے اور آگ کی وجہ سے کچھ ایسی گھبراہٹ طاری تھی کہ بھول

گئیں کہ میرا بیمار بھتیجا اس خیمے میں ہے۔ ایک خیمے میں شعلے بھڑک رہے تھے۔ ایک مرتبہ اس میں چلی گئیں۔ سید سجاد نہ ملے۔ ہائے فاطمہ زہرا کی بیٹیاں! اور آج ان پر یہ مصیبت۔ ایک خیمے میں تلاش کے بعد دوسرے میں داخل ہوئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے نکلیں۔ مگراتنی پریشان تھیں کہ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ دھوئیں کی وجہ سے دکھلائی نہیں دیتا تھا اس کے بعد کچھ سوچا اور ایک تیسرے خیمے میں جس میں شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس میں چلی گئیں۔ وہاں سے جو باہر آئیں تو کتب میں جو لکھا ہے کہ کسی نے پوچھا کہ ''بی بی آپ کیوں جاتی ہیں بار بار خیمے میں کیا کوئی چیز رہ گئی ہے۔'' فرماتی ہیں۔ ''چیز تو کچھ نہیں میرا بیمار بیٹا نہیں مل رہا۔'' اس کے بعد جو ایک خیمے میں گئیں تو امام زین العابدین کو سینے سے لگائے نکلیں۔ اور باہر لا کر بھتیجے کو زمین پر لٹا دیا۔ اور بازو ہلا کر فرمایا۔ ''بیٹا خیمے جل گئے۔ ہمارے سروں سے چادریں چھن گئیں۔

اس وقت حالت یہ ہے کہ یہی وقت ہے۔ آپ ذرا کربلا کی زمین کا تصور کیجئے۔ خیمے جل چکے ہیں۔ حسینؑ کی لاش کہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عباسؑ کی لاش کہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور عزیزوں کی لاشیں کہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔ بیبیاں سہمی ہوئی بیٹھی ہیں۔ اس وقت ان کی گودوں میں جو بچے ہیں وہ روتے ہیں۔ اتنے سہم گئے ہیں۔ اتنے گھبرا گئے ہیں کہ ان کو اس کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا ہو گیا۔

جناب زینبؑ کبھی بیمار کے پاس آتیں۔ ''بیٹا ہم تباہ ہو گئے۔ تمہاری طبیعت کیسی ہے۔ تمہارا مزاج کیسا ہے۔ اگر سر میں درد ہو تو میں دبا دوں۔'' کبھی سکینہؑ کے پاس جاتی ہیں۔ گود میں اٹھا لیتی ہیں۔ ادھر ادھر پھرتی ہیں۔ سکینہؑ کہتی ہیں ''پھوپھی جان میرا بابا کہاں ہے۔ مجھے میرے بابا کے پاس پہنچا دو۔'' اس کے بعد بیبیوں کے پاس آتی ہیں۔ ان کو سمجھاتی ہیں۔ ان کو تسلی دیتی ہیں۔ فرماتی ہیں۔ بیبیوں تمہارا ہم پر بڑا احسان ہے۔ تم ہماری وجہ سے بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئیں۔'' وہ بیبیاں عرض کرتی ہیں۔ ''شہزادی یہ نہ کہیئے ہم تو سرخرو ہو گئے کہ ہمارے عزیز آپ کے کام آ گئے۔

اس کے بعد جناب فضہ سے فرمایا۔''ذرا دیکھ لو بچے تو پورے ہیں۔'' جب یہ شمار کرنے لگیں۔تو پتہ چلا کہ دو بچے ان میں نہیں ہیں۔اب بتلائیے! اندھیری رات ہے ستارے بھی شرم کی وجہ سے منہ چھپائے ہوئے ہیں۔فاطمہ زہرؑا کی بیٹی کیا کرے؟ آخر جناب فضہ سے کہا کہ''فضہ تم ان بچوں کا ذرا دھیان کرو اور میں ان بچوں کی تلاش میں جاتی ہوں۔'' جناب ام کلثوم کو ساتھ لیا۔ایک طرف چل دیں۔تھوڑی دیر چلنے کے بعد، ایک شخص ملا۔اس سے کہا کہ بھائی تو نے کچھ بچے تو نہیں دیکھے۔اس نے کہا کہ تھوڑی دیر ہوئی کہ کچھ رونے کی آواز آرہی تھی۔ پتہ نہیں کہ وہ اب کہاں ہیں۔جس طرف اس نے کہا تھا اس طرف چلیں۔دیکھا کہ ایک مقام پر دونوں بچے ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے زمین پر پڑے ہوئے ہیں۔جناب زینبؑ نے کہا کہ''بہن ام کلثوم بچے تو مل گئے۔ذرا آہستہ چلنا۔ایسا نہ ہو کہ وہ بیدار ہو جائیں، اور گھبرا جائیں۔کیونکہ انہوں نے یہ واقعات جو دیکھے ہیں ابھی ان کے خیالات میں یہی چیز ہوگی کہ دشمن پکڑنے آئے ہیں۔'' ذرا یہ آہستہ آہستہ گئیں۔جب ان کے قریب پہنچیں تو ان کے پاس بیٹھ گئیں۔ہاتھ پکڑ کر جو انہیں ہلایا تو ہاتھ ان کے سرد تھے۔پیشانی پر ہاتھ رکھا تو پیشانی ٹھنڈی تھی۔ایک مرتبہ ہلایا۔فریاد کی۔''کلثوم! ارے یہ تو دونوں سدھار گئے۔میں اپنے بھائی کو کیا جواب دوں گی۔''

پروردگار عالم آپ کو جزائے خیر دے۔اس رات کے کئی واقعات ہیں۔صرف ایک اور واقعہ عرض کر کے ختم کر دوں گا۔کیوں کہ شام غریباں کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے دو آنسو بہ جائیں۔آپ کو ان کی مصیبت کا کچھ ہلکا سا تصور ہو جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ شب عاشور آج کی رات کے مقابلے میں بڑی اچھی تھی۔سب کے سب موجود تھے۔پانی نہ تھا مگر بیبیوں کو یہ اطمینان تو تھا کہ ہماری حفاظت ہے۔مگر آج کی شب کا ذرا خود تصور فرمائیں۔جس کا جوان بیٹا مر گیا۔اس کے دل میں کیا کچھ آرہا ہوگا۔کہہ رہی ہوگی، اپنے تصور میں بیٹا تمہیں پتہ ہے کہ تمہاری ماں کا کیا حال ہے۔جس کا بھائی مر گیا، اس کا کیا حال ہوگا۔

امام حسینؑ کی لاش اسی جگہ پڑی ہے۔، جہاں آپ شہید ہوئے۔ ہائے حسینؑ کس زبان سے عرض کروں۔ ایک ملعون آیا۔ اس کو یہ خیال ہوا کہ حسینؑ کی انگلی میں ایک انگوٹھی تھی۔ جس کا نگینہ بڑا اچھا تھا۔ عزاداران حسینؑ! میں کس زبان سے بیان کروں، وہ آیا تو اس نے دیکھا کہ انگوٹھی موجود ہے اور لباس لٹ چکا۔ عمامہ کوئی لے گیا۔ ہائے حسینؑ! تیری مظلومی پر عزادار قربان۔ اس ملعون نے یہ چاہا کہ وہ انگوٹھی اتار لے۔ مگر معلوم نہیں انگلی پر ورم آ گیا تھا۔ یا خون جم گیا تھا، وہ نہ اتار سکا تو اس ملعون نے کیا کیا۔ ادھر ادھر زمین پر ڈھونڈنے لگا۔ ایک تلوار کا ٹکڑا اس کے ہاتھ آ گیا۔ آپ خود سمجھ لیجیے۔ کہ کیا قیامت تھی۔ یہ انگوٹھی لے کر چلا ہی تھا کہ ایک مرتبہ زمین ہلی۔ یہ گھبرا کر ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ آسمان سے دو عماریاں اتریں ایک عماری میں سے ایک بزرگ سر برہنہ نکلے۔ گردن جھکائی ہوئی۔ ایک مرتبہ وہ حسینؑ کے قریب بیٹھ گئے۔ اور آواز دی۔ ''واحسینا!'' سمجھے آپ یہ کون تھے۔ یہ حسینؑ کے نانا حضرت محمد مصطفیٰؐ۔ دوسرے بزرگ نکلے۔ وہ امام حسینؑ کے بابا حضرت علی مرتضیٰؑ۔ تیسرے بزرگ نکلے وہ حسینؑ کے بھائی حسن مجتبیٰؑ۔ دوسر عماری اتری۔ اس میں سے ایک بی بی نکلی۔ سر برہنہ۔ سر پیٹتی ہوئی۔ منہ پر طمانچے مارتی ہوئی۔ حسینؑ کے کٹے ہوئے گلے کے پاس بیٹھ گئی، اور اس کے بعد بین کرتی ہیں۔ ''بابا''! ہائے فاطمہ کا دل؟ بابا! میرا حسینؑ یہی ہے، کہ سر سے پاؤں تک زخمی ہے۔'' رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ''ہاں بیٹی یہی ہے۔'' تو ایک مرتبہ فاطمہ نے بے چین ہو کر بازو پر ہاتھ رکھا اور فریاد کرنے لگیں۔ حسینؑ ارے تجھے مار ڈالا۔ تجھے پانی بھی نہ دیا۔ بیٹا! یہ بھی خیال نہ کیا کہ ماں نے چکیاں پیس پیس کر پالا تھا۔'' ایک مرتبہ دل سے محبت کا جوش اٹھا تو عرض کرتی ہیں۔ ''بابا! آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے منہ پر اپنے بیٹے کا خون مل لوں۔'' رسول اللہؐ نے فرمایا ''بیٹی تم بھی مل لو اور میں بھی ملوں گا۔ اور قیامت

کے دن خدا کے سامنے اسی طرح پیش ہوں گے۔"

کربلا کے پیاسے! ارے کربلا کے شہید! تیرے رونے والے جمع ہوئے ہیں۔ اور اب یہاں سے اٹھنے والے ہیں۔

السلام علیک ایها المظلوم
السلام علیک ایها العطشان
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

شہید محسن نقوی

مجلس شام غریباں

انا للہ وانا الیہ راجعون

برباد ہو گیا حسینؑ کا گھر آج کی صبح کتنا آباد تھا یہ گھر آج کی صبح ہر بہن کا بھائی اس کے سامنے تھا آج کی صبح ہر شوہر والی بی بی کا شوہر اس کے سامنے تھا آج کی صبح ہر بھائی والی بی بی کا بھائی اس کے سامنے تھا ایسی ہوا چلی زہرا کا ہرا بھرا باغ اجڑ گیا (آؤ پرسہ دیتے ہیں) زہراؑ کی بیٹی! آج سے تو علیؑ کی بیٹی کی بجائے ام المصائب ہے وہ سامنے حسینؑ کی لاش پڑی ہے ادھر فرات ہے جہاں بغیر بازوؤں کے جرنیل پڑا ہے یہ اکبرؑ ہے یہ قاسمؑ ہے دور عونؑ و محمدؑ ہیں اصغر دفن ہو چکا ہے گزر گیا کربلا کا محشر شروع ہو گئی وہ قیامت جس نے زہرا کی بیٹی کی چادر چھین لی (آؤ مل کر پرسہ دیں) اس وقت شام غریباں ہے کائنات میں یہی ایک شام ہے جسے شام غریباں کہتے ہیں۔

نہ ہوتی یہ شام نہ علیؑ کی بیٹی کو پہرے دینا پڑتے نہ زہرا کی بیٹیوں کو بالوں میں خاک شفا ملا کر بال بکھیر کر بیٹھنا پڑتا (میرا جی چاہتا ہے آج شام غریباں پڑھوں) حسینؑ نے نماز پڑھی واسطے دیتی رہی سکینہ۔ ۱۳ ضربیں چلا کے محمدؐ کی بوسہ گاہ پر حسینؑ کا سر جدا کر کے شمر بے غیرت نے یہاں سے اٹھایا یعنی حسینؑ کا سر بالوں سے پکڑ کر حسینؑ کی زلفوں میں ہاتھ ڈال کے شمر بے غیرت چلا یہ بے غیرت سر کو زلفوں سے پکڑ کر اس طرف نہیں گیا جہاں فوجیں کھڑی تھیں بلکہ یہ ظالم اس طرف آیا جہاں مقتول کی بہنیں کھڑی تھیں سر لے کے چلا چند قدم چلا ہو گا کہ ساڑھے تین سال کی سکینہؑ اس کے سامنے آ کے ہاتھ جوڑ کے کہتی ہے میرے بابا کا سر یوں نہ اٹھا میری دادی نے چکیاں پیس پیس کے پالا ہے۔

(سلامت رہو دس دنوں تک حسینؑ کو پرسہ دینے والو بی بی زینبؑ کو پرسہ دو) شمر نے سر اٹھایا (ختم ہو جاتی بات قبلہ!) ایک طرف زہراؑ کی بیٹیاں دوسری طرف لشکر ہیں شادیانے بج رہے

ہیں ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں (شیعو! میں مرنہ جاؤں)

ایک دوسرے کو سینے سے لگا کے کہتے ہیں مبارک ہو" باغی مارا گیا" زہراؑ کی بیٹی کہتی ہے کوئی تو ہو جوان سے کہے باغی نہ کہو نمازی تھا شہیدوں کے سر ایک طرف لاشیں ایک طرف مسلمان آئے اور زہراؑ کی بیٹی کے دروازے پر۔۔۔۔۔ بی بی سمجھی پرسہ دینے آرہے ہیں چونکہ اندھیرا تھا آگ لے کے آئے آگ لے کے آئے زہرا کی بیٹی کے خیمے میں اندھیرا ہے۔

(او میری ماں بیٹھ جا تو نے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنی ہیں، گردن میں طوق پہنا اپنی مرضی سے)

زینبؑ کو پہنایا امت نے او میری ماں! تیری آقا زادی زینبؑ کے ہاتھوں میں رسیاں باندھیں امت نے۔۔۔۔۔ او میری ماں! تیرے دونوں ہاتھ سامنے ہیں لیکن علیؑ کی عزت کی قسم بی بی زینبؑ کے ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے کربلا سے شام تک زینبؑ کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے رہے (بٹھا دو اسے کسی سیدزادی سے کہہ دو وہ اس کی ہتھکڑیاں کھول دے اپنی مرضی سے جو جناب زینبؑ کی سنت ادا کر رہی ہے کہ بی بی زینبؑ کے ہاتھ کس طرح سے بندھے ہوئے تھے۔

مجھے علیؑ کی عزت کی قسم آج کی رات فضہ بی بی زینبؑ سے کہتی رہی کل اللہ جانے کیا ہو نے والا ہے مسلمان لے کے آئے روشنی کے لئے آگ زہراؑ کی بیٹی کہتی ہے اماں فضہؓ ان سے کہہ ہمارا کوئی نہیں رہا، کیوں آئے ہیں؟ مسلمان کہتے ہیں حسینؑ مارا گیا سنا ہے اس کا ایک بیٹا ہے ہم اس کی دستار بندی کرنے آئے ہیں (اتنی بڑی دستار تھی قبلہ!) اس بیمار کی دستار بندی ہوئی دستار بڑی تھی کچھ سر پہ آئی کچھ گردن میں آئی کچھ کمر میں آئی کچھ پاؤں میں آئی کچھ ہاتھوں میں آئی جو بچ گئی باقرؑ نے اٹھائی۔

(سلامت رہو کرتے آؤ ماتم) علامہ حسین بخش جاڑا اصحاب الیمین میں لکھتے ہیں یہ غلط ہے کہ ایک ایک خیمہ کو آگ لگی آگ ایک دم لگائی گئی جیسے جنگل کی آگ ہوتی ہے۔ قبلہ درمیان میں سادات کے خیمے ہیں (رونے والو) اس وقت فاطمہ کی تسبیح ٹوٹی ایک ایک دانہ بکھرتا گیا، کوئی

کہیں ،کوئی کہیں ،کوئی کسی خیمے میں ،کوئی کسی خیمے میں ، خیمے جلتے آئے ،ایک خیمہ بچ گیا (قبلہ! دیکھو میری طرف) حمید کہتا ہے کہ ایک مستور نکلی ایک خیمے سے سامنے خیمہ ہے آگ لگی ہوئی ہے۔(پڑھ دیتا ہوں دعا کر موت آجائے پڑھتے ہوئے) بار بار جاتی ہے آگ آنے نہیں دیتی میں نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے کہانہ جا مستور اندر آگ ہے بی بی کہتی ہے میری بڑی قیمتی چیز اندر ہے اللہ جانے کیا ہوگا؟ اندر آئی جلتے ہوئے خیمے میں۔

تین دفعہ کوشش کی علیؑ کی بیٹی نے جلتے ہوئے خیمے میں نہیں جا سکی (او میری ماؤں میری بہنو!) جرأت دیکھو زینبؑ کی آخر ایک دم زینبؑ یاعلیؑ کہہ کر اندر گئی دیکھا ایک بستر ہے جس پر ایک بیمار سویا ہوا ہے اس کی پیشانی چوم کے خیمے میں زینبؑ کہتی ہے سجادؑ اب تو جاگ۔

جب کہا اب تو جاگ تیرے بیمار آقا کی آنکھیں کھلیں (اب دیکھنا میری طرف) سجادؑ نے دونوں ہاتھ آنکھوں پہ رکھے آواز آئی پھوپھی اماں این این حجا بک پھوپھی تیری چادر کہاں ہے ؟ آواز آئی چادر کا نہ پوچھ یہ پوچھ کون کہا ہے؟ آواز آئی پھوپھی تیری چادر کہاں ہے؟ آواز آئی اتر گئی۔آواز آئی عباسؑ کہاں ہے؟ مارا گیا۔حسینؑ کہاں ہے؟ مارا گیا؟ اکبر کہاں ہے؟ مارا گیا ۔عونؑ ومحمد کہاں ہیں؟ بی بی کہتی ہے مارے گئے۔اس وقت سجادؑ نے بستر بیماری سے تین دفعہ اٹھنے کی کوشش کی بی بی کہتی ہے ایک تو بچ گیا ہے تو امامؑ ہے شریعت کا مسئلہ پوچھنے آئی ہوں۔

ہمارے خیموں کو آگ لگ گئی وقت کے امامؑ یہ بتا جل مریں یا باہر نکل جائیں سجاد کہتا ہے پھوپھی اماں زندگی کا بچانا واجب ہے باہر نکل جاؤ آقا زادی کہتی ہے سجاد اٹھ (تین دفعہ تیرے آقا نے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی) سجاد اٹھ نہیں سکا بی بی نے دیکھا آگ نے پورا خیمہ گھیر لیا ہے حمید کہتا ہے اس وقت میں نے دیکھا علیؑ کی بیٹی سجادؑ کے بستر کے قریب بیٹھی ۔۔۔۔بیٹھ کے (اللہ جانے سمجھو یا نہ سمجھو) سجادؑ کو یوں اپنی پشت پہ اٹھا کے خیمے سے باہر آئی آواز آئی حسینؑ ۱۸ سال کے بیٹے کی لاش اٹھانا اور بات ہے اور بیمار کو جلتے ہوئے خیمے سے باہر لے آنا اور بات ہے (او میری

ماؤں بہنو! یہ شام غریباں ہے اپنا مجمع ہے مولا تمہاری چادریں سلامت رکھے)

تمہارے سروں پہ چادریں ہیں برقعے ہیں لیکن اس وقت ظلم یہ ہے اللہ جانے کون تھے ؟لوگ کہتے ہیں ،انہیں بھی مسلمان کہو۔۔۔آ کے کہتے ہیں جو کچھ سامان ہے باہر پھینکو ہر مستور کے پاس جو کچھ تھا وہ باہر پھینک دیا۔

(مجھے موت آ جائے میں نے کتابوں میں جو پڑھا ہے) ایک دم سے شمر ملعون کہتا ہے علیؑ کی بیٹی کا خیمہ کون سا ہے؟ جب اسے پتہ چلا کہ یہ علیؑ کی بیٹی کا خیمہ ہے تو بے غیرت ظالم اللہ جانے اگر۔۔۔دروازے پر کھڑے ہو کر چادر مانگتا تو اتنی سخی تھی علیؑ کی بیٹی چادر دے دیتی لیکن اس ظالم نے نوک نیزہ سے چادر اتاری ادھر سے چادر اتاری بی بی زینبؑ نے تین دفعہ کہا عباسؑ عباسؑ آ و میری چادر اتر گئی عباس غازیؑ میری چادر ہائے میرا پردہ۔

آواز آئی عباس میری چادر اتر گئی (کوئی ہے جو مصائب سن کر برداشت کر سکے) ایک ملعون نے بی بی زینبؑ کی چادر نیزے کی نوک پہ رکھ کے گھوڑے پر بیٹھ کے چادر کو لہراتا ہوا وہاں گیا جہاں عباسؑ سویا ہوا تھا۔

وہاں جا کے کہتا ہے یہی وہ چادر تھی اسی چادر کے لئے درختوں سے پرندے اڑاتا تھا ۔۔۔(سنبھال لو اسے۔۔۔۔جل گئے خیمے سیدو! رونے والو! جل گئے خیمے قیامت ہے شام غریباں) جل گئے خیمے ادھر جل گئے ادھر زہراؑ کی بیٹیاں چاندنی رات میں علیؑ کی بیٹی سے مستورات کہتی ہیں کہاں بیٹھیں؟ آواز آئی سامنے ٹیلے پہ ایک ایک کر کے بیٹھ جاؤ۔

درمیان میں چھوٹے چھوٹے بچے اردگرد بیبیاں بیٹھیں اللہ جانے کیسے بیٹھیں ہر مستور نے بالوں کا پردہ کیا چپ کر کے بیٹھی ہیں۔

علیؑ کی بیٹی کہتی ہے فضہ آج عباس نہیں ہے میرے بچے عادی ہیں، عباسؑ کے پہرے کے کوئی ہو جو پہرہ دے آواز آئی علیؑ کی بیٹی مرد ہے کوئی نہیں ایک ہے وہ بیمار ہے۔۔۔کون پہرہ

دے گا آواز آئی اماں ! آج وہ پہرہ دے جس کی آواز علیؑ یا عباس سے ملتی ہو فضہ کہتی ہے وہ کون ہے بی بی کہتی ہے جو اونچا کبھی نہیں بولی آج بولتی ہوں میرا لہجہ عباسؑ کا ہے میری آواز بابا علیؑ کی ہے۔ جلے ہوئے خیمے کی چوب اٹھا کے علیؑ کی بیٹی نے آستینوں کا پردہ کیا ہر مستور کے گرد گھوم کے علیؑ کی بیٹی نے پہلی آواز دی الحافظ۔۔ والحفیظ۔۔ الحافظ۔۔ والحفیظ۔۔ الحافظو والحفیظ۔۔ جب تیسری دفعہ آواز دی سامنے غبار میں ایک گھوڑے پر سوار نظر آیا بی بی کہتی ہے اماں فضہؑ آجڑ گئے شاید کوئی لوٹنے والا آرہا ہے زہراؑ کی بیٹی کہتی ہے سوار رک جا ہمارے پاس کچھ باقی نہیں رہا میرے پاس نہ آنا سوار نہیں رکا بی بی نے دوبارہ کہا سوار رک جا میں زہراؑ کی بیٹی ہوں ہمارے یہاں کچھ نہیں بچا سوار پھر بھی نہیں رکا۔

بی بی نے تیسری بار کہا سوار رک جا میں عباسؑ کی بہن ہوں ہمارے پاس کچھ نہیں بچا سوار پھر بھی نہیں رکا بی بی نے آگے بڑھ کے گھوڑے کی لگام میں ہاتھ ڈالا اور کہا سوار رک جا میں علیؑ کی بیٹی ہوں ہمارے پاس کچھ نہیں بچا۔۔۔۔

سوار اور قریب آیا، سوار قریب آ کے کہتا ہے زینبؑ پہچان۔۔۔۔ میں تیرا بابا علیؑ ہوں جب کہا میں تیرا بابا علیؑ ہوں زینبؑ نے پہچانا بابا علیؑ آگئے۔

آواز آئی میں نے تیری آواز نجف میں سنی میں تیری آواز پر نجف چھوڑ کے آیا ہوں جب بی بی نے دیکھا کہ بابا علیؑ آیا ہے جلدی سے مستورات میں چلی گئی دامن پھیلا کے کہتی ہے بیبیو! اگر کسی کے پاس کوئی چادر ہو تو مجھے دے دو میرا بابا آگیا۔ (ہوتا ہے اندھیرا اب یہ اندھیرا سادات کی قسمت ہے اس اندھیرے میں سکینہ مر گئی)

آواز آئی بابا مجھ سے پرسہ لے حسینؑ کا آواز آئی زینبؑ بیٹا مجھ سے پرسہ لے حسینؑ کا مجھ سے پرسہ لے عباسؑ کا بی بی زینبؑ قریب آئی بابا کے بابا، بابا

جب پردہ داروں کو پتہ چلا کہ علیؑ آگئے پہلے حسینؑ کے حرم آئے انہوں نے سلام کیا پھر علیؑ کی

پوتیاں آئیں پہلے کبریٰؑ آئی آواز آئی دادا میرا سارا برقعہ جل گیا میری ساری چادر جل گئی۔
علیؑ بادشاہ نے اپنی عبا اتار کے کبریٰؑ کے سر پہ ڈالی کبریٰؑ کہتی ہے نادادا، میری پھوپھی زینبؑ کا سر برہنہ ہے۔(سن سکو گے) پھر کون آئی؟ دوسری پوتی جناب علیؑ کی ساڑھے تین سال کی سکینہؑ ہر مستور نے کہا سکینہ جا تیرا دادا علیؑ آیا ہے سکینہؑ دوڑ کے آئی دادا میرا اسلام۔

دادا مجھ اجڑی کا سلام دادا کیوں آیا ہے؟ آواز آئی میری بیٹی زینبؑ نے الحافظ والحفیظ کی آواز دی میں نے آواز سنی چل کے آیا ہوں کہ میری بیٹی زینبؑ پہرے دے رہی ہے۔
جب علیؑ نے کہا زینبؑ کی آواز سن کے آیا ہوں تو سکینہ روٹھ کے چل پڑی۔

آواز آئی سکینہ کیوں روٹھ کے جا رہی ہے؟ سکینہ منہ پر ماتم کر کے کہتی ہے۔ دادا مجھے پتہ چل گیا کہ زینبؑ امیر کی بیٹی ہے میں غریب باپ کی بیٹی ہوں سارا دن میرا باپ لاشیں اٹھاتا رہا کوئی پتھر مارتا رہا کوئی تیر میں آوازیں دیتی رہی میں سر پر قرآن اٹھا اٹھا کے کہتی رہی دادا علیؑ اب تو آجا۔۔۔ دادا اب تو آجا۔۔۔ دادا تو نہیں آیا۔۔۔۔ دادا اب تو آجا۔۔۔۔ دادا تو نہیں آیا پھوپھی زینبؑ نے آواز دی تو دادا آ گیا پتہ چل گیا زینبؑ پھوپھی بیٹی ہے امیر باپ کی میں غریب باپ کی بیٹی ہوں دادا اب یقین آ گیا میرا بابا غریب تھا (سلامت رہو کرتے آؤ ماتم)
آگ کا طوفان آیا ۴۶ چادریں اتر گئیں ۴۸ برقعے اتر گئے (ختم کر رہا ہوں) جناب مسلمؑ کی دو بیٹیاں ہیں ایک چادر سال کی ایک پانچ سال کی۔۔۔۔ جناب مسلمؑ کی زوجہ کہتی ہے سجادؑ میری بیٹیاں گم ہو گئی ہیں اس آگ کے طوفان میں گرمی ہے شام غریباں ہے انہیں تلاش کرو زینبؑ اور کلثوم چلیں تلاش کرنے کیلئے۔

(اللہ جانے سن سکو گے یا نہیں) جاتے جاتے زینبؑ کہتی ہے کلثوم بہن جلدی آؤ دونوں سو رہی ہیں مسلمؑ کی دونوں بیٹیاں کہاں سو رہی ہیں؟ ایک ریت کے ٹیلے کی اوٹ میں سو رہی ہیں (اس سے آگے میں شام غریباں پڑھ نہیں سکتا)

اب جو بی بی نے اٹھایا عاطقہ جاگ عطیفہ جاگ عطیفہ جاگ جب نہیں جاگیں دونوں بیبیاں اب جو کلثوم کہتی ہے **انا للہ وانا الیه راجعون ٥**

زینبؑ بہن دونوں شہزادیاں مرگئی ہیں آواز آئی کس نے مارا؟ بی بی کلثوم کہتی ہے یہ تو پتہ نہیں رات چاندنی ہے البتہ دونوں کے سینے پر اونٹوں کے پاؤں کے نشان ہیں اونٹوں کے پاؤں سے پامال ہوگئیں شہزادیاں آواز آئی فروہ تیرا ادھار اتر گیا۔ تیرا قاسم پامال ہوا میری بیٹیاں پامال ہوگئیں (بس آخری لفظ) عمر ابن سعد نے حکم دیا کہ شمال کے گھوڑے جنوب کو دوڑ جائیں جنوب کے گھوڑے شمال کو دوڑ جائیں۔

لاشیں پڑی ہیں حسینؑ کی عباس کی گھوڑے تیار ہوئے۔

سب سے پہلے ایک دستہ آیا آواز آئی ہم نے ہر ظلم برداشت کرلیا۔

حُر ہمارے قبیلے کا ہے۔ اس کی لاش پامال نہیں ہونے دیں گے عمر ابن سعد کہتا ہے ہٹالو حُر کی لاش ادھر حُر کی لاش ہٹی زینبؑ کہتی ہے شکر ہے بارالٰہا میرا مہمان بچ گیا ایک اور دستہ آیا انہوں نے کہا علی اکبرؑ رشتے میں ہمارے قبیلہ سے ہے اس کی ماں ہمارے قبیلہ کی ہے علی اکبرؑ کی لاش پامال نہیں ہونے دیں گے ابن سعد نے کہا اٹھالو اکبر کی لاش، عباس کے قبیلے والے آگئے انہوں نے کہا عمر ابن سعد ہر ظلم برداشت نہیں ہوتا عباسؑ کی ماں ہمارے قبیلے کی ہے عباس کی لاش پامال نہیں ہونے دیں گے۔ عمر ابن سعد کہتا ہے کہ عباسؑ کی لاش بھی اٹھالو جب عباسؑ کی لاش اٹھانے لگے اس وقت بی بی زینبؑ کہتی ہے رقیہ مبارک ہو تیرا بھائی بچ گیا۔

ایک مجھ غریب کا بھائی باقی ہے ساری لاشیں پامال ہونے سے بچ گئیں اب مقتل میں دو لاشیں باقی رہ گئیں ایک ٦ ماہ کے اصغرؑ کی لاش ایک حسینؑ کی لاش اس کا کوئی وارث نہیں اس کا کوئی وارث نہیں

ربابؑ کہتی۔ ہے اصغر تیری قسمت!

میرے لعل تیری اپنی قسمت!

مولا حسینؑ تیری قسمت!

میرے حسینؑ تیری قسمت!

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆.....☆.....☆.....☆

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب وبلا چل

ورنہ یہ کلی کھل کے کھلی ہے نہ کھلے گی!

مسجد کی صفوں سے کبھی مقتل کی طرف دیکھ

توحید تو شبیرؑ کے سجدے میں ملے گی......!

الا لعنة الله على القوم الظالمين

☆☆☆

ترویج اسلام اور ترویج آگھی کیلئے مطبوعات

- قرآن مجید پاکٹ سائز
- چہل حدیث جلد اول تا چہارم
- خطبات امام حسینؑ
- قرآن ہمارا عقیدہ
- یالیتنا (شاعری مجموعہ)
- کعبہ سب کو پیارا
- تشیع تقاضے اور ذمہ داریاں
- معاد (قیامت)
- تفسیر سورہ یٰسین
- توضیح المسائل
- استفتاء اور ان کے جوابات (اول عبادات دوم معاملات)
- دُعائے عہد
- مجموعہ وظائف
- قرآن فہمی و معصوم شناسی
- مجالس شامِ غریباں
- مجالس صدوق (امالی شیخ صدوقؒ)
- تذکرۃ المعصومینؑ
- زینبؑ زینبؑ ہے

- تعقیبات نماز باترجمہ
- نماز کامل باترجمہ
- دعائے نور باترجمہ
- دعائے کمیل باترجمہ
- دعائے توسل باترجمہ
- حدیث کساء باترجمہ
- دعائے مشلول باترجمہ
- دعائے ندبہ باترجمہ
- دعائے جوشن کبیر باترجمہ
- زیارت عاشورا باترجمہ
- استعاذہ (اللہ تعالیٰ کے حضور پناہ طلبی)
- زیارت ناحیہ
- نمازِ شیعہ (مترجم)
- چالیس مجالس
- المرتضیٰؑ
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر
- جعفری یسرنا القران
- خودسازی

- جلوہ ہائے رحمانی
- غلامانِ اہلبیتؑ
- علیؑ تو علیؑ ہے
- گفتار دلنشین
- تربیتِ فرزند
- وظائف الابرار
- 14 معجزے
- وظائف نادِ علیؑ
- پنج سورۃ مترجم
- ہمارے عقائد
- آداب معاشرت
- سورۃ یٰسین مترجم
- دعائے سباسب
- دعائے صباح
- رازِ بندگی
- توحید
- مجرب دُعاؤں کا مجموعہ
- حسینؑ وارثِ انبیاء ہیں
- عیون اخبار الرضا
- مولائی داستانیں
- صحیفہ کربلا

شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی کی کتب

- سفیر نور
- سخن عشق
- دعائے کمیل (وصال حق)
- آداب کارواں
- پیام نور
- گفتار صدق
- سفیر انقلاب

اسلامی اخلاقی و مذہبی کتب کی خریداری کیلئے

مکتبۃ الرضا

ملنے کا پتہ: 8-بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔فون: 042-7245166